طلسمی اور

جناتی پھندے

(مع) جادو و جنات اور آفات و مشکلات سے بچنے کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں ائمہ سلف اور عصرِ حاضر کے جید علماء کی تحقیق سے مزین

قاضی کاشف نیاز

فہرست

مراقبوں والا نیا روحانی نظام

مراقبہ، یوگا اور ہندوازم

مراقبہ اور یوگا کے یکساں گمراہ کن معانی و مقاصد
اور نظریہ وحدت الوجود

یوگا، مراقبہ، ہپناٹزم

جادوگروں اور عاملوں کے بڑھتے ہوئے شیطانی ہتھکنڈے

نجومیوں کی جھوٹی پیش گوئیاں اور ان کے لوٹ مار کے دھندے

شرکیہ دعاؤں کے ذریعے شفا دینے کے دعویدار لٹیرے عامل بابے اور پادری

کالے پیلے عاملوں، جادوگروں کی وارداتیں اور ان کا خوفناک انجام

جادو، جنات کے چکر میں چند عاملوں کی عبرتناک خودنوشت

مفتئ اعظم سعودی عرب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے چند نصائح اور فتاویٰ

الشیخ حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ کے فتاویٰ

الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کے نصائح

الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کا ایمانی نسخہ

تقریظ

حامداً ومصلیاً۔ فتنے تو ہر دور میں موجود رہے ہیں مگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے نزدیک انواع واقسام کے فتنوں کی کثرت ہو جائے گی۔ سود، بے حیائی، منشیات کا استعمال عام ہو جائے گا اور دغا، فریب، دھوکہ بازی، جھوٹ کی بھی کثرت ہو جائے گی۔

بہت ہی افسوس ناک بات یہ ہے کہ پاکستان میں پیر اور دھوکہ باز عامل خواتین سے جن نکالنے کے بہانے ان سے زنا بالجبر کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کی خبریں بعض دفعہ اخبارات میں چھپ جاتی ہیں ورنہ ایسے واقعات منظر عام پر نہیں آتے۔ ان کو سرعام پھانسی دینی چاہیے۔

ہمارے عزیز دوست قاضی کاشف نیاز صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''طلسمی اور جناتی پھندے'' ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے فریبی علوم مثلاً یوگا، مراقبہ، ہپناٹزم، جادو، جنات کے عملیات، نجوم، علم جفر، علم رمل، مسمریزم، کالا علم، نوری علم اور نام نہاد روحانی وشفائی ڈراموں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں پہلی بار تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

جہاں تک ستاروں سے آئندہ واقعات اور لوگوں کی قسمت معلوم کرنے کا تعلق ہے اس کو تو اسلام شروع ہی سے کفر وشرک قرار دے رہا ہے مگر جدید دور میں سائنس نے بھی اس کو فریب جھوٹ اور دھوکہ قرار دے دیا ہے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ جنگ لڑنے جا رہے تھے تو ایک نجومی نے کہا کہ آج آپ جنگ نہ کریں ورنہ آپ کو شکست ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو میں ضرور آج ہی جنگ کروں گا غرض یہ کہ آپ نے اسی روز جنگ لڑی اور فتح پائی۔

ایک زمانے میں راقم الحروف کو بھی پامسٹری کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور اس سلسلے میں میری کافی شہرت بھی ہوگئی تھی لیکن آخر کار تجربہ کے بعد ثابت ہو گیا کہ عمر کی لکیر کا تو کوئی اعتبار ہی نہیں ہے۔ باقی معاملات پر بھی تیر تکہ ہی ہے۔ پس میں نے اس علم کو ترک کر دیا۔ کیرو وغیرہ کی پامسٹری اور ایسی سب کتب فراڈ ثابت ہوئیں۔ ایم اے سائیکالوجی کی تعلیم کے دوران ڈاکٹر محمد اجمل جو گورنمنٹ کالج میں میرے استاد تھے، انہوں نے بھی مجھے علمی طور پر نجوم کی لغویت کو سمجھنے میں مدد دی۔ آپ بعد میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بن گئے تھے۔

آج کل بعض اخبارات میں ستاروں کے نام سے جو کالم چھپتے ہیں کہ یہ ہفتہ آپ کا کیسا گزرے گا اور کونسا دن مبارک ہوگا۔ یہ سب شرک ہے۔ ایسے مضامین کو چھاپنے پر پابندی لگنی چاہیے۔ حکومت اس سلسلے میں سخت قانون بنائے۔ جدید سائنسی دور میں اس شرک اور فریب کا کوئی مقام نہیں ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ ایسے اشتہارات چاہے نجوم یا عملیات کے ہوں یا لوگوں کو چند گھنٹوں اور چند دنوں میں صحت مند اور طاقت ور بنانے کے ہوں، ان پر پابندی لگائے۔ یہ سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے ہتھکنڈے ہیں جن کا اسلامی ملک میں عظیم ترین جرم قرار دیا جانا ضروری ہے۔

قاضی کاشف نیاز صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عظیم فتنے کا تجزیہ کر کے قوم کو راہ دکھائی ہے۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیراً

ریاض الحسن نوری

مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان

ریسرچ سکالر رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ

عرض ناشر

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَبَعْدُ !

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور وہ (یہودی) اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیطان سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ چیز جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کی گئی اور وہ دونوں (اس وقت تک) کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے یہاں تک کہ کہتے ہم تو صرف آزمائش ہیں۔ پس تم (جادو سیکھ کر) کفر نہ کرو۔ (لیکن اس کے باوجود) وہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ آدمی اور اس کی بیوی کی درمیان جدائی ڈال دیتے۔'' [البقرة : ۱۰۲/۲]

ان آیات کے علاوہ بھی کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے جادو ٹونے، ان کی قباحتوں اور دیگر شیطانی کرتبوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کا ایک بڑا طبقہ اس گمراہی میں مبتلا ہو چکا ہے۔ جس شہر میں چلے جاؤ، گلی گلی، محلے محلے میں دین وایمان اور عفّت وعصمت کے خریدار بڑے بڑے بورڈ لگائے، خود ساختہ پروفیسر عامل بنے، جادو ٹونے اور کاٹ وپلٹ کے ماہر اور آپ کا محبوب آپ کے قدموں میں، آپ کی ہر خواہش پوری، جنات کی

دنیا کے بے تاج بادشاہ اور دم درود اور نوری علم کے نام پر بھی چھائے ہوتے ہیں۔ پاکستان کے درودیوار سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پورا ملک ان کے ہاں گروی رکھ دیا گیا ہے۔

لوگ بھی اس قدر اندھے ہیں کہ اللہ کے دین اسلام (جو کہ مکمل ضابطہ حیات ہے) کو چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ کاش! یہ اللہ کا قرآن اور رسول اکرم ﷺ کی مسنون دعائیں پڑھیں۔ اپنی فریادیں اللہ سے کریں تو وہ ان کی تمام پریشانیوں کو بھی دور کرے اور ان کی فریاد رسی کرتے ہوئے ان کے ہر کام کو پورا کردے۔

برادر محترم قاضی کاشف نیاز صاحب نے اپنی کتاب ''طلسمی اور جناتی پھندے'' میں ان تمام شیطانی ہتھکنڈوں کا بالتفصیل جائزہ لیا ہے۔ آنکھوں دیکھے احوال بیان کیے ہیں اور پھر دلائل کے ساتھ ان کا رد اور کتاب وسنت سے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

میرے علم کے مطابق اس موضوع پر اس قدر شرح وبسط سے، عام فہم اور واقعاتی انداز میں لکھی گئی یہ پہلی کتاب ہے۔ مجلۃ الدعوۃ میں جب یہ مضامین کی شکل میں شائع ہوئی تو کئی عاملوں کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب بھی امید ہے کہ یہ کتاب ہزاروں گم کردہ راہ لوگوں کو شاہراہ بہشت پر گامزن کرنے کا باعث بنے گی۔ ان شاء اللہ!

اس عظیم الشان کاوش کی اشاعت وطباعت کا اہتمام ادارہ ''دارالاندلس'' نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کتاب کی جمع وترتیب میں ان تھک کوشش کی۔ باری تعالیٰ اسے ''طلسمی وجناتی پھندوں'' میں پھنسے ہوئے لاکھوں مسلمانوں کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

آپ کا بھائی

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

پیش لفظ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ ، وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ ۔ اَمَّا بَعْدُ !

مجھ سے محبت کرنے والے بھائیوں کا ایک عرصہ سے اصرار تھا کہ میں اپنی تحریری کاوشوں کو جو عموماً ماہنامہ مجلّہ الدعوۃ میں شائع ہوتی رہتی ہیں، انہیں کسی کتابی شکل میں مجتمع کر کے سامنے لاؤں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کی کوئی خاص ضرورت کبھی نہ سمجھتا تھا۔ اگر چہ مجلّۃ الدعوۃ میں حالات کی ضرورت اور مناسبت سے کچھ مضامین ضرور قلمبند ہو جاتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ہر اہم موضوع پر مارکیٹ میں اصحاب علم وفضل کی کتب پہلے ہی موجود ہوتی ہیں اور مجھ جیسے کم علم افراد انہی اہل علم کی تحریروں کی خوشہ چینی کرتے ہوئے مضامین لکھ لیتے ہیں جبکہ کتاب لکھنا ایک الگ میدان ہے اور راقم خود کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ کتابی صورت میں کوئی چیز سامنے لائے۔

تاہم جب مسلم نوجوانوں کو گمراہ کرنے والے پراسرار علوم یوگا، مراقبہ، نجومیت اور جادو، جنّات خصوصاً روحانیت کی آڑ میں پھیلے ہوئے سلسلوں پر راقم نے مجلّۃ الدعوۃ میں چند مضامین کی صورت میں قلم اٹھایا اور اس سلسلے میں کتاب وسنت کی روشنی میں آئمہ سلف اور عصر حاضر کے جید علماء وماہرین کی تحقیق کو ایک جگہ جمع کر کے بطور رہنمائی پیش کیا تو انہیں زیادہ تفصیل کے ساتھ کتابی صورت میں لانے کے لیے احباب کا اصرار بڑھ گیا تا کہ اس موضوع پر معاشرے میں پھیلی ہوئی جہالت اور توہمات کا ازالہ ہو سکے۔

اس دوران جماعۃ الدعوۃ کے شعبۂ دعوت واصلاح اور شعبہ نشر واشاعت دارالاندلس کے مدیر محترم سیف اللہ خالد نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا تو ان کی خصوصی دلچسپی آج زیر نظر کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا کرے۔ آمین!

یقیناً کتاب میں کئی کوتاہیاں ابھی باقی ہوں گی۔ کسی قسم کے سہو پر ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہیں۔ آپ غلطیوں کی نشاندہی کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی اصلاح کی جا سکے۔

تاہم بعض امور کی زیادہ تفصیل ہم نے جان بوجھ کر بیان نہیں کی۔ کوشش کی ہے کہ صرف اتنی بات بیان کی جائے جس کا عامۃ المسلمین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور ان کی اصلاح ہو۔

کتاب کی کمپوزنگ اور احادیث کے حوالہ جات کے لیے بھائی محمد اشرف خلیل سینئر کمپوزر مجلۃ الدعوۃ کا مشکور ہوں۔ مولانا افضل صاحب استاذ جامعۃ الدعوۃ مرید کے نے بھی تخریج کے لیے خصوصی مدد کی۔ کمپوزنگ میں بھائی منیر احمد اور بھائی عرفان کوثر نے بھی حصہ لیا، اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا کرے۔ برادر ضیاء الرحمٰن نے کتاب کے موضوع کے مطابق شب و روز محنت کر کے خوبصورت ٹائٹل تیار کیا اور بھائی محمد خالد اور محمد منیر نے اسے طباعت کے آخری مرحلے تک پہنچایا۔ راقم کتاب کی تیاری اور اشاعت میں حصہ لینے والے تمام بھائیوں کا مشکور ہے جن کا ذکر ہو سکا یا جن کا نہ ہو سکا۔

آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو راقم کے لیے ذخیرۂ آخرت اور لوگوں کی اصلاح و رہنمائی کا باعث بنا دے۔ قارئین سے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔

قاضی کاشف نیاز

(مدیر مجلۃ الدعوۃ)

۱۴ شعبان ۱۴۲۴ھ

بمطابق 11 اکتوبر 2003ء

مراقبوں والا نیا روحانی نظام

پچھلے دنوں بکسٹال پر ایک رسالہ دیکھا۔ نام تھا اس کا ''روحانی ڈائجسٹ''۔ اس کے سرورق پر لکھا تھا۔

''یہ پرچہ بندہ کو خدا تک لے جاتا ہے اور بندہ کو خدا سے ملا دیتا ہے''

اس رسالے پر اگرچہ پہلے بھی نظر پڑتی رہتی تھی لیکن اس بار ارادہ ہوا کہ کیوں نہ اس کو تفصیل سے دیکھا جائے اور معلوم کیا جائے کہ کس طرح یہ پرچہ بندہ کو خدا تک لے جاتا ہے اور بندہ کو خدا سے ملا دیتا ہے۔ جب اس رسالہ ''شریف'' کی صفحہ اول سے آخر تک ورق گردانی کی تو یہ انکشاف ہوا کہ کراچی سے نکلنے والے اس رسالے کے ذریعے پوری ملک میں یہ تحریک پھیلائی جا رہی ہے کہ اگر آپ اپنے دینی' دنیوی اور روحانی مسائل کا حل چاہتے ہیں تو پھر مراقبہ (Meditaion) کو اپنی زندگی کے شب و روز میں زیادہ سے زیادہ اختیار کیجئے اور پھر اس کے لئے ''مرشد کریم خواجہ الشیخ شمس الدین عظیمی کے دست حق پرست'' پر بیعت بھی ضروری ہے۔ یہ بزرگ اس رسالے کے چیف ایڈیٹر ہیں جبکہ رسالے پر سرپرست اعلیٰ کا نام ابدال حق قلندر بابا اولیاءؒ لکھا ہوا ہے۔ رسالے کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ قلندر بابا خواجہ شمس الدین عظیمی کے مرشد تھے۔ رسالے میں روحانی طلباء و طالبات کی واردات و کیفیات کی ماہانہ رپورٹ بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں محفل مراقبہ کے عنوان کے تحت ملک بھر کے ان سینکڑوں خواتین و حضرات کے نام شائع

کئے جاتے ہیں جنہوں نے خواجہ شمس الدین عظیمی سے محفل مراقبہ میں دعا کی درخواست کی ہوتی ہے۔ جبکہ روحانی ڈاک اور ایسے کئی دیگر عنوانات کے تحت لوگوں کے مختلف استفسارات کے جوابات وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس سارے روحانی طریقے کے بڑے سائنسی انداز میں فائدے بھی ثابت کئے جاتے ہیں۔

یہ رسالہ دیکھ کر یاد آیا کہ کچھ عرصہ پہلے لاہور کی چند بڑی سڑکوں پر بورڈ لگائے گئے تھے جن پر لکھا تھا ''مراقبہ ہال'' اور پھر ان پر مراقبہ ہال کا پتہ اور تیر کا نشان دیا گیا تھا جس طرف یہ مراقبہ ہال واقع تھے۔ اس وقت تو ہم نے ان مراقبہ ہالز کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ مقامی طور پر چند افراد کا کام ہے۔ ذکر وفکر کے نام پر اکثر صوفی لوگوں کی طرف سے ایسی مجالس مراقبہ کا اہتمام سنتے ہی رہتے تھے۔ لیکن اب مراقبے کی بنیاد پر اس قدر تحریک اور شور وغل نے مجبور کیا کہ کیوں نہ اس تحریک کو ذرا قریب سے جا کر دیکھا جائے اور مراقبے کی حقیقت اور کرشمے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کئے جائیں۔ آج تک ہم یہ تو سنتے آئے تھے کہ ایک مسلمان کی روحانی ترقی کیلئے بس اتنا ہی ضروری ہے کہ وہ نماز' روزہ' زکوۃ اور استطاعت کی صورت میں حج کے فرائض پورے خلوص اور للّٰہیت سے سرانجام دے۔ موقع ملے تو دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کا فریضہ بھی ادا کرے ورنہ اس کی تیاری تو ہمہ وقت ہی رکھنا ضروری ہے۔ نفلی عبادت کا بھی اہتمام کرے لیکن اس طرح کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی پورے پورے ادا کرے۔ اپنے گھر والوں اور اہل وعیال کو روزانہ کی محنت مشقت کی کمائی سے رزق حلال مہیا کرے اور اپنے شب وروز کے تمام امور کتاب وسنت کے مطابق سرانجام دیتا ہوا اپنی زندگی بسر کردے۔ یہ سادہ' فطری اور آسان سا اسلام تو ہر مسلمان کو معلوم ہے لیکن مراقبوں والا اسلام بڑا عجیب لگ رہا تھا۔

مراقبہ کے کرشمے اور حقیقت:

ہم نے سوچا شاید واقعی یہ اسلام زیادہ آسان ہو کیونکہ روحانی ڈائجسٹ کے ایک ایک ورق کا انداز یہ بتا رہا تھا کہ لوگوں نے جب سے مراقبوں والا یہ سلسلہ اختیار کیا ہے' ان کی ساری ذہنی'

جسمانی اور روحانی پریشانیاں یکلخت دور ہوگئی ہیں۔ ایسی ایسی بیماریاں اور مسائل جہاں بڑے بڑے ڈاکٹر اور ماہرین فن ناکام ہوجاتے ہیں' یہ مراقبے کا عمل مسرت اور کامیابی کی نوید بن جاتا ہے۔ اور پھر مراقبے کا صرف اتنا ہی کام نہیں بلکہ یہ آپ کی مخفی صلاحیتوں اور قوتوں کو اس قدر جگاتا اور بیدار کرتا ہے کہ انسان کبھی اس کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ انسان چاہے تو ارتکاز توجہ اور مراقبہ کے ذریعے ماضی اور مستقبل کے حالات بیٹھے بیٹھے معلوم کر سکتا ہے اور چاہے تو بغیر کسی مادی وسیلے کے ہزاروں لاکھوں میل کا سفر چشم زدن میں طے کر کے اپنا کوئی مقصد پورا کر کے آ سکتا ہے۔ اس سفر میں کسی سے ملاقات بھی کی جا سکتی ہے' ہزاروں میل دور بیٹھ کر کسی کی مدد بھی کی جا سکتی ہے اور اپنے کسی بھائی کو ہر طرح کی مشکل سے نکالا بھی جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ سفر حال ہی میں نہیں' ماضی اور مستقبل میں بھی ہو سکتا ہے یعنی یہ سفر زمان و مکان کی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ بس صرف ارتکاز توجہ اور مراقبہ کی مسلسل مشقوں میں طاق ہونے کی ضرورت ہے۔ مراقبے کے ان لامتناہی اور ناقابل یقین فوائد کا تذکرہ خود خواجہ شمس الدین عظیمی نے اپنی کتاب ''مراقبہ'' (ص 77) میں بھی کیا ہے۔ آنجناب لکھتے ہیں۔

''ارتکاز توجہ کے ذریعے اپنے سیارے اور دوسرے سیاروں کے آثار و احوال کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ انسانوں' حیوانوں' جنات اور فرشتوں کی حرکات و سکنات اور جمادات کی اندرونی تحریکات معلوم کی جا سکتی ہیں۔ مراقبہ کی مسلسل مشق' ارتکاز توجہ کا باعث بنتی ہے اور شعور کائناتی ذہن میں تحلیل ہو کر ضرورت کے مطابق ہر چیز دیکھتا' سمجھتا اور حافظہ میں محفوظ کر دیتا ہے''

لیجئے جناب' مراقبے کے کس قدر فوائد آشکارا ہوئے کہ نہ صرف اس زمین بلکہ دوسرے سیاروں کے احوال بھی معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ فرشتوں اور جنوں سے ملاقات بھی کی جا سکتی ہے اور جمادات تک کی اندرونی اور پوشیدہ حرکات کا مشاہدہ بھی کیا جا سکتا ہے جن کو انسان کبھی اپنی ظاہری آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اسی کتاب کے پس ورق (بیک ٹائٹل) پر لکھا گیا ہے۔

''سالک مراقبہ جات میں کامیابی کے بعد زمان و مکان (Time & Space) کی

پابندیوں سے آزاد ہو کر عالم بالا کی سیر کرتا ہے اور لاکھوں سال پہلے کے یا لاکھوں سال بعد کے واقعات دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔"

حالانکہ اگر انسان محض مراقبہ اور ارتکاز توجہ یا ٹیلی پیتھی وغیرہ کے ذریعے ہزاروں سال پہلے یا بعد کی سیر کر سکتا ہے تو پھر یہ مراقبہ کے چیمپیئن صرف چند سال پہلے کے قتل کیسوں کے اصل مجرموں کا پتہ کیوں نہیں بتا دیتے مثلاً علامہ احسان الٰہی ظہیر قتل کیس، ضیاء الحق قتل کیس، مصحف علی میر قتل کیس وغیرہ۔ اسی طرح اگر ارتکاز توجہ سے ہزاروں میل دور بیٹھے کسی سے ملاقات ہو سکتی ہے تو پھر جس ماں کا بچہ گم ہو جاتا ہے، اپنے بچے کی یاد میں اس سے زیادہ ارتکاز توجہ کوئی نہیں کرتا۔ اس کا ارتکاز توجہ تو اس قدر بڑھا ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کی یاد میں پاگل ہو جاتی ہے لیکن بچے سے ملاقات نہیں کر سکتی اور نہ کوئی اسے اس بارے میں غیب کا علم ہوتا ہے۔

سلسلۂ عظیمیہ روحانیہ کے سربراہ "مرشد کریم جناب خواجہ حضرت شمس الدین عظیمی صاحب" کے ان فرمودات کو میں پڑھ کر حیران تھا کہ روحانیت کی معراج جس ہستی نے حاصل کی، وہ ہستی نبی آخر الزمان ﷺ کی تھی۔ لیکن روحانیت میں اس قدر ترقی اور منتہا درجہ کا مقام حاصل کرنے کے باوجود یہ ہستی اپنی ذات کے بارے میں کیا فرماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے ہی یہ بات کہلوا دی۔ فرمایا:

﴿قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ﴾ (الاعراف : 188)

(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے بھی فائدہ اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی خبریں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔"

اس آیت سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ روحانیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود غیب کی باتیں نہیں جان سکتے تھے الا یہ کہ جب اللہ خود وحی کر کے بتا دیتا تو کچھ

معلوم ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ از خود غیب کے پردوں میں جھانک کر ماضی اور مستقبل کی کوئی بات بتانے پر قادر نہ تھے۔ کیونکہ یہ صرف قادر مطلق ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی صفت گرامی ہے۔ اگر آپ ہر وقت غیب کا علم رکھتے ہوتے تو جب واقعہ افک میں آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا تو آپ ﷺ ایک ماہ تک خاموش نہ رہتے۔ فوراً تصدیق یا تردید فرماتے۔ اس موقع پر تو عام مرد بھی خاموش نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ آپ ﷺ جیسی ہستی خاموش رہ جاتی۔ یہ آپ ﷺ کی شان اقدس کے منافی تھا کہ آپ کو غیب کا علم ہوتا اور اپنی زوجہ محترمہ پر الزام لگنے کے باوجود آپ جان بوجھ کر معاذ اللہ ایک ماہ تک خاموش رہتے۔ حقیقت یہ تھی کہ جب تک اللہ نے وحی نہ فرمائی آپ کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔

(واقعہ افک دیکھئے بخاری کتاب المغازی باب ۳۴: ۴۱۴۱)

اس سے دنیا پر ثابت کر دیا گیا کہ انبیاء جب اتنے نازک مواقع پر غیب کے پردوں میں جھانک کر کسی حقیقت کا از خود کھوج نہیں لگا سکتے تو عام حالات میں انہیں غیب کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ اور پھر آپ ﷺ کی خاموشی کی یہ مدت بھی کوئی چند لمحوں یا چند دنوں کی نہیں بلکہ پورے ایک ماہ پر محیط ہے۔ اگر شریعت اسلامیہ میں مراقبہ اور اس کے درج بالا بیان کردہ فوائد کی کچھ بھی حقیقت ہوتی تو آپ ﷺ کے لئے اچھا خاصا وقت تھا کہ آپ ﷺ کسی دن بھی مراقبہ فرماتے۔ ارتکاز توجہ کرتے اور فوراً اس واقعہ کی حقیقت طشت از بام کر دیتے۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ آج لاکھوں سال پہلے اور بعد کے واقعات مراقبہ کے ذریعے معلوم کرنے کے دعوے کئے جا رہے ہیں تو کیا آپ ﷺ صرف چند دن پہلے کے واقعہ کی حقیقت مراقبہ کے ذریعے معلوم نہ کر سکتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے 70 قاریوں کی ایک جماعت کفار کے کہنے پر بطور معلم بھیجی تو کفار نے دھوکہ دیتے ہوئے انہیں شہید کر دیا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے بخاری کتاب المغازی باب ۲۸: ۴۰۸۸)

علم غیب رکھنے والا کوئی کمانڈر اور سربراہ اپنے ساتھیوں کو دشمنوں کے مذموم ارادوں کا علم

ہونے کے باوجود یوں ان کے حوالے نہیں کر سکتا۔ اس طرح کے اور بے شمار واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ روحانیت کے میدان میں تمام تر ترقی کے باوجود نہ تو از خود علم غیب جاننے پر قادر تھے اور نہ علم غیب جاننے کے لئے آپ ﷺ نے مراقبہ کیا اور نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دی۔

شریعت اسلامیہ میں مراقبوں اور گیان دھیان کی عبادتوں کا کوئی وجود نہ ہونے کے باوجود پھر کیا وجہ ہے کہ روحانی ڈائجسٹ اور اس قبیل کے بعض طبقے اور نام نہاد روحانی سلسلے مراقبوں کو ہی روحانیت کے حصول کا اصل ذریعہ قرار دینے پر مصر ہیں' اس کا جائزہ لینے اور مراقبوں والے اسلام کا عملی طور پر مشاہدہ کرنے کے لئے راقم نے نہ صرف اس موضوع سے متعلق اس طبقے کی کئی کتب کا مطالعہ کیا بلکہ خود ان کے مراقبہ ہالز میں بھی گیا تا کہ صورتحال پوری طرح واضح ہو جائے۔ آیئے اس کی کچھ روداد ملاحظہ کریں۔

مراقبہ ہالز میں........... مراقبوں والے اسلام کا عملی مشاہدہ

اس نئے روحانی سلسلے کا مرکزی مراقبہ ہال سرجانی ٹاؤن کراچی میں ہے جبکہ ملک کے اکثر شہروں میں ان کے مراقبہ ہال قائم ہیں۔ لاہور میں اس روحانی سلسلے کا ایک مراقبہ ہال تو شہر کے اندر مزنگ میں واقع ہے اور دوسرا شہر سے باہر کاہنہ نو کے قریب ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے ساتھی بھائی ابوحمزہ ظفر اقبال صاحب کے ہمراہ مزنگ والے مراقبہ ہال پہنچا۔ اسے دیکھ کر پہلا خیال ذہن میں یہ آیا کہ اسلام میں جب مسلمانوں کی روحانی ترقی کی لئے نماز فرض ہوئی تو اس روحانی عمل کے لئے مسجدوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ گویا اسلام میں روحانی تعمیر و ترقی کے لئے روحانی اعمال کی اجتماعی ادائیگی کا سب سے بڑا پلیٹ فارم' شعار اور سمبل مسجدوں کو بنایا گیا۔ یہاں جب ہم نے ایک عمارت کے اوپر بورڈ پر بڑا سا مراقبہ ہال لکھا ہوا دیکھا تو اسے دیکھ کر عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی نئی قسم کی عبادت گاہ کی داغ بیل مسلمانوں میں

ڈالی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کے اندر ہی کسی نئے عقیدہ و مذہب کی عمارت کھڑی کی جارہی ہے۔
خیر جب ہم ان عجیب سے احساسات کے ساتھ مراقبہ ہال میں داخل ہونے لگے تو وہاں مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ بڑی مشکل سے اندازہ سے ٹٹولتے ہوئے ایک جگہ بیٹھے تو آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کئی لوگ اس ہال میں خاموشی سے بیٹھے ہیں چنانچہ ہم جان گئے کہ یقیناً مراقبہ ہورہا ہوگا۔ اب ہم سوچنے لگے کہ ابھی تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جائیں۔ جب مراقبہ ختم ہو تو پھر اندر آ جائیں۔ لیکن اس اثنا میں ہی مراقبہ ختم ہو گیا کیونکہ بتیاں جلادی گئی تھیں۔ ہم نے دیکھا کہ یہ ایک عام چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ایک طرف میز کرسی لگی تھی اور نیچے قالین پر دس بارہ آدمی بیٹھے تھے۔ یہ لوگ اب آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کسی نے ہماری طرف خصوصی طور پر نہ دیکھا۔ البتہ ہم ان کی بات چیت کو پوری توجہ سے سننے لگے۔ زیادہ تر وہ اپنے ایک بزرگ سے گفتگو کر رہے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مراقبہ ہال کے انچارج میاں مشتاق احمد عظیمی ہیں۔ یہ کوئی ساٹھ سال کے بزرگ ہیں۔ چہرے پر داڑھی برائے نام حد تک ہے جبکہ باقی حاضرین اور ذمہ داران میں سے کسی کے چہرے پر داڑھی کا نشان بھی نہ تھا۔ کسی ایک آدھ کے چہرے پہ داڑھی تھی بھی تو وہ اسی طرح برائے نام حد تک جیسا کہ ان کے بزرگ میاں صاحب کے چہرے پر تھی۔ اکثر نے پینٹیں بھی پہنی ہوئی تھیں۔

کیسی عجیب بات تھی کہ روحانیت کی انتہاؤں کو چھونے کیلئے زبردست مراقبے ہورہے ہیں۔ مادی دنیا سے بے اعتنائی اور الگ تھلگ ہونے کے ثبوت دیئے جارہے ہیں لیکن ابھی تک خود ان کے نگران سمیت کسی ذمہ دار اور مرید کے چہرے پر سنت رسولؐ پوری طرح نہیں آسکی۔ کیا وہ اسے روحانیت کی ترقی میں رکاوٹ سمجھتے ہیں یا غیر ضروری سمجھتے ہیں؟ ہم ابھی اس بات پر غور کر رہے تھے کہ حاضرین میں سے ایک نے میاں صاحب سے اپنی بینک کی نوکری میں حائل بعض مشکلات دور کرانے کے لئے دعا کی درخواست کی جو انہوں نے قبول فرمائی۔ ہم حیران تھے کہ ایک سودی ادارہ کی نوکری کے لئے خصوصی دعا کا وعدہ کیا جارہا ہے؟ یہاں روحانیت کی کیسی

منزلیں طے کی جا رہی ہیں کہ جہاں نہ سنت رسول ﷺ کے اہتمام کی کوشش ہے اور نہ حلال وحرام کا کوئی امتیاز اور شعور باقی رہا ہے؟ کیا اس طرح یہ بندہ کو خدا تک لے جا رہے ہیں یا شیطان تک؟ بہر حال اب ہم نے مراقبوں والے اس اسلام کی کچھ حقیقت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا تھا۔

عورتوں مردوں کے مراقبہ کی مخلوط کلاس:

مزید مشاہدہ کرنے کے لئے ہم کاہنہ نو میں بھی قائم ان کے مراقبہ ہال پہنچے۔ یہ لاہور میں ان کا اصل اور بڑا مراقبہ ہال ہے جو شہر سے 35‘30 کلومیٹر دور مین سڑک سے بھی تین چار کلومیٹر اندر ایک ویران سے دیہات میں واقع ہے۔ تین چار کنال کے وسیع رقبہ پر مشتمل اس عمارت میں آ کر حقیقی معنوں میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کاروبار بڑے سوچے سمجھے طریقے سے وسیع اور منظّم طور پر پھیلایا جا رہا ہے۔ یہاں چار پانچ بڑے بڑے کمرے بنائے گئے ہیں۔ صحن کی صورت میں کافی ساری جگہ خالی ہے۔ مراقبہ کے لئے مخصوص ہال ابھی مکمل ہو رہا ہے۔ اس میں مراقبے کے لئے خاص انداز کی نشستیں بنائی جا رہی ہیں۔ فی الحال عام کمروں میں مراقبہ ہو رہا ہے۔ یہاں جب ہم اس مراقبہ ہال میں داخل ہوئے تو اندر صحن میں کئی بے پردہ فیشن ایبل جوان عورتیں بھی ادھر ادھر گھومتی پھرتی نظر آئیں۔ ہم حیران تھے کہ کیا یہ بھی اتنی دور مراقبہ کرنے آئی ہیں۔ صورت حال یہ تھی کہ مین سڑک سے اس مراقبہ ہال تک ذاتی سواری پر ہی آیا جا سکتا ہے یا پھر یہ سارا ویران راستہ پیدل ہی طے کرنا پڑتا ہے جبکہ ان عورتوں کے متعلق یہاں بعض لوگوں نے بتایا کہ یہ اپنے طور پر بغیر کسی کنوینس کے آتی ہیں اور کئی اپنے کسی مرد کے بغیر اکیلی ہی آتی ہیں۔ بعض لاہور کے قریب دیگر شہروں سے بھی آتی ہیں۔ کچھ دیر بعد عورتیں اور مرد ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے اور اندر ایک مرد کے لیکچر دینے کی آواز آنے لگی۔ معلوم ہوا یہاں ہر ہفتے کے کچھ دن روحانیت اور مراقبہ کی تعلیم کے لئے کلاسیں ہوتی ہیں۔ ہم نے یہاں کچھ لوگوں سے جب پوچھا کہ اس سلسلہ میں شامل ہونے کے لئے کیا لوازمات پورے کرنے ضروری ہیں تو ان کا

جواب تھا کہ ابھی نماز کے بعد میاں صاحب مراقبہ کروائیں گے۔ اگر آپ پہلے سے کسی سلسلہ سے منسلک ہیں تو اپنے پیر و مرشد کا تصور اس مراقبہ میں باندھ لیں یا پھر ہمارے سلسلہ کے مرشد خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کا تصور قائم کر لیں یا پھر نیلی روشنی کا تصور کریں (یاد رہے کہ اس روحانی تحریک میں رنگ اور روشنی کو بھی علاج اور روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح کی کچھ دوائیاں بنا کر انہیں منہ مانگے داموں بیچا جاتا ہے اور مریدوں سے خوب پیسے بٹورے جاتے ہیں۔ اسکا تذکرہ آگے آئے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ وظائف بھی بتائے جاتے ہیں تا کہ اس سارے کاروبار کو اسلامی رنگ بھی دیا جاسکے)

مریدوں کا کہنا تھا کہ ان میں سے کوئی تصور کرنے کے بعد میاں صاحب آپ کو مراقبے کے لئے جو کچھ بتاتے جائیں' ویسے آپ کرتے جائیں۔ اس سلسلے میں ایک شخص نے مجھے خواجہ صاحب کی ایک پوسٹر سائز تصویر بھی پکڑا دی تا کہ انہیں بار بار دیکھ کر تصور قائم کرنے اور مراقبہ کرنے میں آسانی رہے۔ لیکن میرا اصرار تھا کہ میں میاں صاحب سے پہلے خود اس سلسلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ آیا عبادت کا یہ طریقہ قرآن وحدیث سے ثابت بھی ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ایک کام عبادت سمجھ کر کرتے رہیں اور وہ حقیقت میں قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو اور ہم بجائے ثواب کے گناہ کے مستحق ہو جائیں۔ میری ان معروضات کے باوجود میاں صاحب کے مریدوں کا یہی کہنا تھا کہ بس آپ مراقبے میں جا کر شامل ہو جائیں۔ وہ آپ کو ہر بات سمجھا دیں گے۔ میرے لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ میں شرعی طور پر کسی کام کا جواز ثابت ہوئے بغیر اس کام میں شامل ہو جاتا۔ بالآخر اس بحث کے دوران وہاں نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ میں نماز عصر پڑھ کر پہلے ہی آ چکا تھا۔

نماز سے زیادہ اہم مراقبہ:

یہاں مراقبہ ہال کے جس ذمہ دار نوجوان سے میری زیادہ بحث ہوئی' وہ نماز کے لئے نہ جا رہا تھا۔ میں نے اسے نماز میں شامل نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ بس جی اللہ جب توفیق

دے گا تو نماز بھی پڑھ لیں گے۔ یہ عام سا رواجی جواب تھا جو ہمارے یہاں اکثر بے نماز لوگ دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اپنے دنیاوی کاموں کے لئے انہوں نے کبھی اس بات کا انتظار نہیں کیا کہ جب اللہ توفیق دے گا تو تب یہ کریں گے۔ اگر نوکری پر جانا ہوتا ہے' دکان کھولنی ہوتی ہے' امتحان پاس کرنے کے لئے رات دن محنت کرنا ہوتی ہے تو یہ سارے کام اللہ کی توفیق کا انتظار کئے بغیر شروع کر دیتے ہیں لیکن نماز کے لئے انہیں کہا جائے تو پھر اللہ کی توفیق کو بہانہ بنا کر بیٹھے رہتے ہیں یا یہ معاملہ تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات مسلمہ اور طے شدہ ہے کہ اللہ بھی ان کی مدد کرتا ہے' جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اللہ بھی انہیں ہی توفیق دیتا ہے جو اللہ کی راہ میں چل کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ نوجوان نماز کا معاملہ اللہ کی توفیق اور تقدیر پر چھوڑے ہوئے تھا حالانکہ یہ مجھے بتا چکا تھا کہ وہ عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے اس روحانی سلسلہ سے منسلک ہے اور اپنے مرشد کی ہدایت پر باقاعدگی سے روزانہ مراقبے کرتا ہے۔ اب بھی وہ نماز میں گو شامل نہ ہوا لیکن مراقبے میں شامل ہونے کے لئے وہ مکمل تیار تھا اور یہ معاملہ اس نے اللہ کی توفیق اور تقدیر پر نہ چھوڑا۔ یہ بندے کو اللہ سے ملانے کا عجیب طریقہ تھا کہ نماز جو مومن کی اصل معراج ہے' اس کی تو کوئی پروا نہیں لیکن مراقبہ جو شریعت سے ثابت بھی نہیں' اسے روحانیت کی ترقی کا اصل ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے اور اس میں کوئی تعطل بھی گوارا نہیں۔ ویسے ہم صوفیاء کے نظام کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ان میں سے بھی بہت سے پیر، فقیر نماز وغیرہ سے خود کو بالاتر قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے خانہ ساز مراقبوں اور چلوں وغیرہ کے نظام کو ہی اصل قرار دیتے ہیں۔ شاید یہ نوجوان اس نظام کی ''روح'' کو سمجھ گیا تھا۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ یہ مراقبہ بھی عورتوں اور مردوں کو اکٹھے ایک ہی جگہ جمع کر کے کروایا جا رہا تھا۔ یوں بھی عورتوں نے کوئی پردہ نہ کیا ہوا تھا اور پھر کمرے میں عورتوں اور مردوں کے درمیان کوئی معمولی سا پردہ بھی نہ لٹکایا گیا تھا۔ غرض اس طرح کے کئی غیر شرعی مناظر تھے۔ کاہنہ نو اور مزنگ میں قائم ان مراقبہ ہالز میں میرے کئی چکر لگے۔ اس دوران میں نے یہ بھی دیکھا کہ میاں صاحب کے پاس بے پردہ عورتیں اپنے اپنے مسائل لے کر آتیں۔ یہ انہیں رنگ و

روشنی سے علاج اور مراقبے کے مختلف عمل بتاتے اور پھر ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں رخصت بھی کرتے جاتے۔

مراقبہ (Meditaion) کرنے والی خواتین کے خواب

روحانی ڈائجسٹ اور اس سلسلہ کے کارپردازوں کی دیگر کتابیں پڑھیں تو ان میں بھی عورتوں کے ساتھ غیر محرم مردوں کے اس طرح کے اختلاط کو بغیر کسی شرعی قباحت کے بیان کیا جاتا ہے۔ روحانی ڈائجسٹ میں مراقبہ کرنے والی خواتین کی محفل کی بے پردہ تصویریں بھی شائع کی جاتی ہیں۔ کتاب ''مراقبہ'' میں چند خواتین کی مراقبہ کی کیفیات' خواب اور ان کی تعبیریں بتائی گئی ہیں۔ اگرچہ ان خواتین کا کوئی نام اور علاقہ وغیرہ نہیں لکھا گیا بہرحال نمونے کے طور پر یہ چند تحریریں بھی ملاحظہ کریں۔

''مجھے ماورائی علوم سیکھنے سے بہت شغف ہے۔ کافی عرصہ سے رات کو مراقبہ کر کے سوتی ہوں۔ میں نے چند خواب دیکھے ہیں جن کی تعبیر جاننا چاہتی ہوں۔

خواب 2۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے اسکول میں کھڑی ہوں۔ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ میرے قریب حضور محمد الرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔ ان کے دائیں بائیں بھی کوئی کھڑا ہے۔ قریب ہی ایک بہت بڑی شمع جل رہی ہے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے اور فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں۔ میں رو رو کر کہتی ہوں کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام اس طرح کی باتیں نہ کریں۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا بازو پکڑتی ہوں اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو دوسرے کمرے میں لے جاتی ہوں۔ ساتھ وہ دونوں حضرات بھی ہوتے ہیں جو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔

تعبیر: آپ کے اندر بچپن سے روحانی علوم سیکھنے کی صلاحیت بیدار ہے۔ قدرت آپ کی

روحانی صلاحیتوں سے کام لے کر سیدنا حضور محمد الرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن میں آپ سے کام لینا چاہتی ہے اور ان شاء اللہ آپ حضور محمد الرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کو پھیلانے میں بہت بڑا کام انجام دیں گی۔ مناسب ہے کہ کسی روحانی انسان کو اپنا استاد منتخب کرلیں جو روحانی دنیا کے راستوں کے نشیب وفراز سے گزر چکا ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو اپنی مخلوق کی خدمت کے لئے راحت وسکون کا ذریعہ بنائیں۔"

(مراقبہ از خواجہ شمس الدین عظیمی ص 137-135)

"ہر روز سونے سے پہلے میں تصور شیخ کا مراقبہ کر کے سوتی ہوں۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ جناب مرشد کریم ہمارے گھر آئے ہیں۔ میں اتنی خوش ہوں کہ جی چاہتا ہے کہ سارے شہر کو بتادوں کہ مرشد کریم ہمارے گھر آئے ہیں...... پھر میں، مرشد کریم اور میری چھوٹی بہن ہم تینوں اپنی ایک رشتہ دار کے گھر جاتے ہیں۔ میں اس کے گھر جا کر زور سے کہتی ہوں، دیکھو کون آیا ہے۔ پھر وہ سب ہم تینوں سے ملتے ہیں۔ پورا خواب دیکھنے کے بعد جب امی نے مجھے اٹھایا تو نماز کا وقت تھا۔ میں نے اٹھ کر نماز ادا کی۔

تعبیر: دراصل آپ کی عقیدت نے خواب میں آپ کی باطنی نظر کھول دی ہے۔ اللہ آپ کو دن دگنی رات چوگنی روحانی ترقی عطا فرمائیں۔ آمین (مراقبہ۔ ص 140)

عشاء کی نماز کے لئے کھڑی ہوئی تو محسوس ہوا کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام امامت کر رہے ہیں۔ میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے بالکل پیچھے صف میں کھڑی ہوں۔ میرے دائیں حضور قلندر بابا اولیاء اور بائیں جانب باباجی (حضرات خواجہ شمس الدین عظیمی) ہیں۔ دوسرے مذاہب کے برگزیدہ لوگ بھی صفوں میں موجود ہیں۔ سارا وقت یہی دیکھتی اور محسوس کرتی رہی کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم اطہر سے نور کی شعائیں نکل کر میرے اندر جذب ہو رہی ہیں۔

(مراقبہ ص 167)

اب قارئین کرام! خود اندازہ کیجئے کہ وہ نبی ﷺ جس نے عورتوں کو غیر محرم مردوں کے سامنے سر سے پاؤں تک اپنا سب کچھ چھپانے کی ہدایت کی، جنہوں نے بیعت کیلئے بھی کبھی اپنا

ہاتھ کسی عورت سے نہیں ملایا بلکہ پردے میں زبانی اقرار لیتے یا اپنی چادر کے ذریعے پردے کی اوٹ سے بیعت لیتے' اس ہستی کے بارے میں ایک خاتون کے خواب کے ذریعے بتایا جارہا ہے کہ وہ نبی ﷺ کا بازو پکڑ کر آپ کو ایک کمرے میں لے جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان کبھی نبی ﷺ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا لیکن ہم نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہوا۔ اس لیے یہ تو ممکن ہے کہ شیطان کسی اور بزرگ کی شکل اختیار کر کے خواب دیکھنے والے کے دل میں یہ گمان ڈال دے کہ یہی بزرگ معاذ اللہ نبی ﷺ ہیں۔ پھر خاص طور پر ایسا خواب جس میں کوئی غیر شرعی بات یا ہدایت ملے چاہے وہ نبی ﷺ سے ہی کیوں نہ منسوب ہو تو علماء کے ہاں ایسے خواب کے شیطانی وسوسہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہوتا۔ ورنہ مرزا قادیانی سمیت اس امت میں کتنے ہی ملعون دجال گزرے ہیں جنہوں نے خوابوں کے زور پر ہی اپنی جھوٹی نبوت منوانے کی کوشش کی لیکن علماء نے ان خوابوں کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھ کر ہی جھوٹا قرار دیا۔

یہ خواب حقیقت میں کسی نے دیکھے بھی ہوں تب بھی خوابوں کا معاملہ ایسا ہے کہ انہیں اس طرح بیان کرنے میں آزاد نہیں ہونا چاہئے کہ جس سے شریعت پر زد پڑتی ہو اور لوگ انہیں جواز بنا کر غیر شرعی امور میں حوصلہ پکڑیں۔ انسان کے لئے یقیناً یہ ممکن تو نہیں کہ وہ شریعت کے مطابق ہی خواب دیکھے اس لئے خوابوں کے معاملے پر شریعت کا اطلاق نہ کیا جاتا ہے نہ کیا جا سکتا ہے لیکن انسان اس بات کا مکلّف ضرور ہے کہ وہ خوابوں کے ایسے معاملات کی اس انداز میں نشرو اشاعت نہ کرے جن سے لوگوں کے غلط مطلب لینے کا اندیشہ ہو اور وہ انہیں حقیقی دنیا میں کسی غیر شرعی کام کا جواز بنالیں۔ اب درج بالا خواب کے متعلق خواجہ شمس الدین صاحب بجائے یہ کہ خاتون کو ایسے خوابوں کے بارے میں شرعی رہنمائی دیتے لیکن اس کی بجائے اس خاتون کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں' دراصل اس طرح قدرت آپ کی روحانی صلاحیتوں سے کام لے کر سید الانبیاء محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن میں آپ سے کام لینا چاہتی ہے۔ بس اب آپ جلدی سے کسی روحانی استاد (ظاہر ہے اپنی طرف اشارہ ہے) کو اپنا رہنما بنالیں جو آپ کو اس روحانی دنیا کے تمام نشیب وفراز سے آشنا کردے۔

اس طرح دوسرے خواب میں تصورِ شیخ کے مراقبے میں بتایا گیا ہے کہ مرشد کریم خاتون کے خواب میں آئے اور وہ اور اس کی چھوٹی بہن مرشد کریم کو ساتھ لے کر اپنے رشتہ دار کے گھر جا کر انہیں بھی اپنے مرشد کریم سے ملاتی ہے۔ اس کی تعبیر میں بھی بجائے خاتون کو سمجھانے کے، مرشد کریم نے اس خواب کی بھی خوب تحسین فرمائی اور لکھا کہ آپ کی مرشد سے عقیدت نے آپ کی باطنی نظر کھول دی ہے۔ اللہ آپ کی ایسی روحانی ترقی میں مزید دن دوگنا رات چوگنا اضافہ فرمائے۔ سبحان اللہ کیا یہ غیر شرعی حرکتیں روحانی ترقی ہوتی ہیں؟ اس سے تو یقیناً شیطانی ترقی ہی ہوگی۔

مراقبہ کی آڑ میں عورتوں کی قربت کے لئے یوسف کذاب کی راہ

دراصل ابتداء میں خواجہ شمس الدین عظیمی کی طرف سے اپنی کتاب میں خوابوں کے ذریعے مرشد اور عورتوں کے یوں بے حجابانہ اختلاط کو بے ضرر بنا کر پیش کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ پھر اس طرح آہستہ آہستہ مریدنیوں کو حقیقی زندگی میں بھی ایسی حرکتوں کے لئے ذہنی طور پر تیار کر دیا جائے۔ مریدنیاں مرشد کے ساتھ اکیلے گھومیں پھریں یا انہیں اپنے بازوؤں میں لئے پھریں، کسی کو اعتراض نہ ہو سکے بلکہ اسے سعادت سمجھا جائے۔ یہ سارا انداز وہی ہے جو یوسف کذاب کا تھا۔ وہ بھی اسی طرح روحانیت کی آڑ میں اپنے گرد عورتوں کو اکٹھا کرتا رہا۔ انہیں یہ تعلیم دیتا رہا کہ جو مرشد کہے، اس پر بلا سوچے سمجھے عمل کرنے میں ہی ان کی اخروی نجات ہوگی۔ خود کو عورتوں کے قریب کرنے کے لئے یہ اعلان کرتا کہ وہ جنسی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر اس کے جنسی طور پر نا اہل ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر چکے ہیں۔ اس لئے عورتوں کو اس کے قریب آنے میں کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔ جن عورتوں کے ساتھ اس کی زیادہ قربت ہوتی، وہ لوگوں کا شک دور کرنے کے لئے ان کے ساتھ اپنے روحانی نکاح کا اعلان کرتا کہ میرا ان کے ساتھ صرف روحانی تعلق ہے۔ جسمانی تعلق کوئی نہیں۔ غرض یوسف کذاب بھی روحانیت، تصوف اور پیری مریدی کے نام پر لوگوں کو خوب بے وقوف بناتا رہا لیکن جب ذرا حد سے گزرا اور اپنے سمیت

سب کو اللہ اور محمد قرار دے دیا تا کہ اس کے اور مریدوں مریدنیوں کے درمیان سارے فرق مٹ جائیں تو بالاخر پکڑا گیا۔ اور کوٹ لکھپت جیل میں عمر قید کی سزا بھگتتے ہوئے ایک محبِّ رسول کے ہاتھوں مارا گیا۔

آج مراقبوں کے نام پر جو نئے روحانی نظام کا غل مچایا جا رہا ہے' اس کے اجزائے ترکیبی بھی خطرناک حد تک مشکوک ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس مذموم کام کے لئے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو بھی خوابوں کے ذریعے استعمال کیا جا رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب نبی ﷺ سے منسوب ایسے جھوٹے خواب مریدوں کے سامنے موجود ہوں گے تو پھر مرشد کی کسی حرکت پر بھی کسی کو اعتراض نہ رہے گا۔ خلاف شریعت خوابوں کا معاملہ خوابوں تک ہی رہے تو اور بات ہے لیکن جب ایسے خوابوں کے غیر شرعی امور کی تحسین و تبلیغ اور تشہیر کی جائے گی تو پھر معاملے کی نوعیت اور مقاصد بدل جائیں گے۔ اور یہ سراسر توہین رسالت کی صورت قرار پائے گی۔

مراقبوں کا روحانی نظام کہاں سے آیا؟

اس نام نہاد روحانی دنیا کی ایک ایک چیز بتاتی ہے کہ اس کا اسلام کے روحانی نظام سے کوئی تعلق نہیں۔ مراقبے' گیان دھیان اور عبادت کیلئے آبادی سے دور ویران جگہوں پر مراقبہ ہال بنانا' مرشد کی تصویر بت کی طرح سامنے رکھ کر اس کا تصور کرنا اور پھر اپنے نام نہاد روحانی اعمال کی ادائیگی کے لئے سنت رسول ﷺ' پردہ اور دیگر شرعی حدود کو بھی خاطر میں نہ لانا' یہ سب باتیں اسلام کے کسی روحانی نظام کی طرف نہیں بلکہ غیر مسلموں کے راہبوں' سادھوؤں اور جوگیوں وغیرہ کے نام نہاد روحانی نظام کی طرف ہی سراسر رہنمائی کرتی نظر آتی ہیں۔ جی ہاں یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں' ہم آگے اب مزید دلائل سے ثابت کریں گے کہ یہ مراقبوں والا روحانی نظام ہندوؤں کے یوگا سے لیا گیا ہے اور اس پر کچھ اسلامی وظائف کی ملمع کاری کر کے اسے مسلمانوں میں رائج کرنے کی دانستہ یا نادانستہ مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ پھر یہ وظائف بھی زیادہ تر شرکیہ بدعیہ

اور وضع شدہ من گھڑت ہوتے ہیں۔ عام مسلمان کسی شخص کی باتوں کی تہہ تک جا کر اصل حقیقت کا کھوج لگانے کی کم ہی زحمت کرتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو صرف ماورائی علوم اور پراسرار طاقتیں حاصل کرنے اور ان کے ذریعے اپنے مسائل حل کرنے سے غرض ہوتی ہے۔ اگر ایسا علم سکھانے والا ان کے سامنے اللہ' رسول اور قرآن وحدیث کا نام بھی لے لے تو پھر تو وہ اس کے طریقہ کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا مزید جائزہ لینا عبث اور تضیع اوقات سمجھنے لگتے ہیں۔

سدا سہاگن......مستانی:

سلسلۂ عظیمیہ جو پاکستان میں یوگا و مراقبہ کا سب سے بڑا داعی ہے' اس کی طرف سے مسلمانوں میں ہندوؤں کے نام نہاد روحانی نظام کو رائج کرنے اور عورتوں مردوں کے اختلاط کو روحانیت کی آڑ میں زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ایک بڑی شعوری کاوش ایک ناول کی صورت میں کی گئی ہے۔ اس کا عنوان ہے ''سدا سہاگن......مستانی''۔ یہ اپنی جگہ ایک عجیب شاہکار ناول ہے۔ ناول کے ٹائٹیل پر ایک ایسی عورت کی تصویر دی گئی ہے جس کے چہرے پر لمبی سی داڑھی ہے۔ ہونٹوں پر سرخی ہے۔ ماتھے پہ سونے کی ٹکیا' بالوں میں جھومر اور سر پر کناری دار سرخ دوپٹہ بھی ہے جبکہ گلے میں دو مالا یعنی تسبیح ڈالی ہوئی ہے۔ ناول کے شروع میں جو ابتدائیہ عرض مصنف کی صورت میں دیا گیا ہے' اس سے اس ناول اور اس ''سلسلۂ عظیمیہ'' کے اصل مقاصد نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ مصنف محمد مونس خان عظیمی لکھتا ہے......

''ہم جس دور میں سانس لے رہے ہیں' یہ کرہ ارض کا انتہائی ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں انسان نے چاند اور ستاروں پر کمندیں ڈال دی ہیں۔ عورت بھی مرد کے شانہ سے شانہ ملا کر ترقی کی راہ پر گامزن ہے......عورت نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ ''صنف نازک'' ہونے کے باوجود اس کی صلاحیتیں مرد سے کسی طرح کم نہیں۔

تصوف کی دنیا میں بھی عورت نے بھرپور حصہ لیا۔ اور بعض دفعہ وہ مردوں سے بھی آگے نکل گئی لیکن مرد کی انا پرستی نے ایسی خواتین کو کبھی کوئی مقام نہیں دیا۔

''مستانی'' ایک ایسی ہی خاتون کی کہانی ہے۔ اس کہانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ماضی کی طرح آج کے دور میں بھی عورت عرفان وآ گہی کی منزلیں طے کرسکتی ہے''

ناول کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ ایک شخص خان کی حقیقی آپ بیتی ہے۔ اوراس میں حقیقت کا رنگ روحانی ڈائجسٹ کے مدیر نے بھرا ہے۔ اسکا انتساب بھی سلسلۂ عظیمیہ کے سربراہ' مراقبہ کے داعی خواجہ شمس الدین عظیمی کے نام ہے۔ ناول میں بتایا گیا ہے کہ یہ قیام پاکستان کے فوراً بعد کا واقعہ ہے۔ یہ شخص یعنی خان بھی پہلے پہل اس طرح کے مراقبوں اور دنیا میں روحوں کے تصرفات کا قائل نہیں تھا۔ لیکن اس دوران اس کی خالہ زاد بہن رانی پر جب عجیب سے دورے پڑنے لگے تو حیدرآباد سندھ میں اس کی ملاقات وہاں کی ایک مشہور ملنگنی ٹائپ عورت مستانی سے ہوگئی جو سڑکوں پر میلے کچیلے کپڑوں میں مجذوبانہ انداز میں گھومتی رہتی تھی۔ جیسے ہمارے ہاں بہت سے ملنگ فقیر اس حالت میں پھرتے ہوتے ہیں۔ جو جتنا زیادہ گندی حالت میں ہوتا ہے' اتنا ہی اسے پہنچا ہوا سمجھا جاتا ہے۔ خان بھی لوگوں کے کہنے پر کہ یہ بہت پہنچی ہوئی عورت ہے' اسے رانی کے علاج کے لئے گھر لے آیا۔ اس عورت نے بڑی جھاڑ پھونک کے بعد رانی سے یہ اگلوایا کہ اس پر ہندوؤں کے دیوتا ہنومان کی روح کا سایہ ہے۔ اور یہ ساری کارستانی ان کے ہمسائے میں ایک زمیندار کے لڑکے اصغر کی تھی جس نے ایک ہندو سکھ دیو کے ذریعے رانی پر یہ سایہ کیا ہوا تھا۔ اصغر دراصل رانی سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن رانی کے گھر والوں نے یہ رشتہ منظور نہ کیا تھا چنانچہ وہ اس طرح اپنا انتقام لے رہا تھا۔ مستانی نے جب رانی کو تندرست کر دیا تو خان اکثر اس کے پیچھے مارا مارا پھرنے لگا۔ ماورائی علم اور جناتی طاقتیں حاصل کرنے کا اسے بچپن سے ہی شوق تھا لیکن کچھ پڑھنے لکھنے کی وجہ سے وہ ان کے وجود کا قائل نہ رہا تھا۔ اب مستانی کی وجہ سے وہ دوبارہ قائل ہوگیا۔

ایک دفعہ وہ رات کے وقت مستانی کے پیچھے پیچھے ایک قبرستان میں گیا تو دیکھا کہ وہ ایک کوٹھڑی میں داخل ہوگئی۔ یہ کوٹھڑی دن کے وقت اس نے یہاں کبھی نہ دیکھی تھی حالانکہ وہ اکثر اسی راستے سے گزرتا رہتا تھا۔ وہ جب کوٹھڑی میں داخل ہوا تو اندر نور وروشنی کا ایک سیلاب تھا۔

اور مستانی وہاں ایک انتہائی حسین عورت کی شکل میں بڑا خوبصورت لباس پہنے ہوئے بیٹھی تھی۔ وہ یہ سب دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ مستانی اس کے وہاں آنے کا مقصد خود ہی اسے بتا کر کہتی ہے کہ اگر تم روحانی قوتیں حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر دنیا سے مکمل طور پر کٹ جانا پڑے گا۔ نفس کی بڑی قربانی دینی پڑے گی۔ خان اس پر تیار ہو جاتا ہے اور اب دن رات مستانی کی رہنمائی میں روحانیت کی منزلیں طے کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کی ہیئت بدل جاتی ہے۔ سر کے بال عورتوں کی مانند لمبے ہو جاتے ہیں۔ داڑھی میل کچیل سے اٹی ہوئی' لباس بھی گندا گویا اب اس سلسلہ کے ''معیاری روحانی انسان'' کی شکل تیار کر لی۔ بالآخر بڑے مراقبوں' وظیفوں اور چلوں کے بعد وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے جہاں چاہے پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ مراقبہ کے ذریعے جسم کو روح سے الگ کرنے میں ماہر ہو جاتا ہے۔ گویا وہ روح کو مسخر لیتا ہے۔ اب وہ روح بن کر چشم زدن میں سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر طے کر لیتا ہے۔ جونسا روپ چاہے اختیار کر لیتا ہے۔ لوگوں کے بہت سے ایسے مسئلے بھی حل کرتا ہے جو انسانوں کے بس میں نہیں ہوتے۔ بڑی بڑی جناتی اور شیطانی طاقتوں کو شکست دیتا ہے۔ ان طاقتوں کے حصول پر وہ مستانی کا بہت ممنون ہوتا ہے۔ وہ اپنی اس مرشدہ پر دل و جان سے فدا ہو جاتا ہے' اس کی ہر طرح سے خدمت اور سیوا کرتا ہے اور مرشدہ کی یہ خدمت کس کس انداز میں ہوتی ہے' اس سلسلے کے ہم سارے مناظر تو یہاں نقل نہیں کر سکتے مگر اس سلسلۂ عظیمیہ کے روحانی نظام کی حقیقت جاننے کے لئے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند مناظر ملاحظہ فرمائیں۔

''مستانی کے قریب رہ کر میں نے جو کرامات دیکھیں' ان سے میری نظروں میں مستانی کی قدر و منزلت بڑھتی چلی گئی۔ مستانی کا ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنا میرے لئے باعث فخر تھا۔ میں نے خود کو مستانی کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس کا معمولی سے معمولی کام کر کے مجھے ایک عجیب طرح کی خوشی ہوتی تھی۔ میں نے یہ معمول بنا لیا تھا کہ رات کے پچھلے پہر جب مستانی پلنگ پر سونے کے لئے لیٹتی' میں اس کے پیر دباتا۔ سر میں تیل کی مالش کرنے لگتا''

(سدا سہاگن مستانی۔ ص79)

''ایک ایسی ہی رات کا واقعہ ہے کہ جب کہ میں مستانی کے سر میں تیل کی مالش کر رہا تھا۔ رات دبے پاؤں اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ مستانی کی عادت تھی کہ وہ سوتے میں بھی ''حق اللہ'' کی صدا لگاتی رہتی تھی۔ اس کے سینے کے زیر و بم کے ساتھ ہی حق اللہ' حق اللہ کی مدہم آواز ابھرتی رہتی تھی'' (مستانی ص98)

مستانی جواب خان کی مرشدہ ہی نہیں محبوبہ بھی بن چکی تھی' جب وہ سخت بیمار رہ کر دنیا سے رخصت ہونے لگی تو دونوں کی ملاقات کا منظر یوں دکھایا گیا......

''میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہا...... ''تم......تم......تمہاری حالت کیا ہوگئی ہے؟

خان......تقدیر کے آگے بس نہیں چلتا۔ وہ آہستہ سے بولی۔ ''مشیت ایزدی یہی ہے کہ اب ہم تم سے جدا ہو جائیں''۔

نہیں۔نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا اور میں نے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔ (مستانی ص144)

قارئین کرام! اب آپ خود اندازہ لگالیجئے کہ کیا ایسا روحانی نظام اسلام کا نظام ہوسکتا ہے جس میں روحانیت کے حصول کے لئے ایک غیر محرم عورت کے سر میں تیل کی مالشیں ہو رہی ہیں۔ اس کے پیر دبائے جا رہے ہیں۔ اس کے ہاتھوں کو تھاما جاتا ہے اور اس کے سینے پر سر بھی رکھ دیا جاتا ہے۔ یقیناً یہ فحاشی کو یوں تقدس اور اسلام کا جامہ پہنا کر مسلمانوں میں عام کرنے کی گہری سازش ہے۔ پوری کتاب پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ صرف فحاشی کو ہی نہیں بلکہ ہندوؤں کے بہت سے مشرکانہ عقائد کو بھی اسلامی رنگ میں پیش کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کے مطابق مستانی کے پاس بہت سے انسانوں کی روحیں بلیوں کی شکل میں رہ رہی تھیں۔ مستانی کا اس سلسلے میں عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد گندی اور بے چین روحیں عالم برزخ میں نہیں جاسکتیں۔ یہ فضا میں ہی بھٹکتی رہتی ہیں۔ یہی وہ روحیں ہیں جنہیں انسان قابو میں کر لیتا ہے اور ان سے مختلف کام لیتا ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی صریح تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام نے تو ہمیں یہ بتایا ہے کہ دنیا میں انسان کے مرنے کے بعد اس کی روح کبھی واپس نہیں آسکتی۔ اور نہ ہی انسان کی روح مرنے

کے بعد کسی اور روپ یا جنم میں آ سکتی ہے۔ یہ مرنے کے بعد مختلف جانوروں کے روپ اور نئے نئے جنم لینا سراسر ہندوؤں کے عقائد ہیں جنہیں وہ آواگون اور تناسخ کا نام دیتے ہیں۔

اسی طرح مستانی کی کہانی کا انجام یہ بتایا گیا ہے کہ خان جب تک اپنے اہل وعیال اور دنیا سے کٹ کر ویرانوں میں اللہ کی عبادت کرتا رہا' اس کی روحانی طاقتیں برقرار رہیں۔ وہ بڑے بڑے محیر العقول کارنامے انجام دیتا۔ لیکن جوں ہی وہ اپنے اہل وعیال میں آ کر رہنے لگا تو اس کی ساری قوتیں ختم ہوگئیں۔ سکھ دیو اس پر غالب آ گیا اور وہ کوڑھی بن کر مر گیا۔

اس کہانی سے مریدوں پر واضح کیا گیا ہے کہ اگر آپ روحانیت کے سچے متلاشی ہیں تو پھر دنیا سے مکمل طور پر کٹ کر قبرستانوں اور غاروں میں رہ کر مراقبے کریں۔ یہ دراصل نہ صرف مسلمانوں کو عضو معطل بنا کر معاشرے اور جہاد سے دور رکھنے کی ایک پرانی خانقاہی سازش ہے جسے اب جدید انداز میں پھیلایا جا رہا ہے بلکہ مسلمانوں کو اپنے گھریلو معاملات سے بھی لاتعلق کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان مراقبوں کا درس یہ ہے کہ ملت اسلامیہ پر کفار چاہے جس قدر مرضی ظلم ڈھاتے رہیں' ان کی مسجدیں گرائی جاتی رہیں، ان کے شہروں پر قبضے کیے جاتے رہیں' ان کی بستیاں جلائی جاتی رہیں لیکن یہ ان سب سے بے پروا' ان سب مسائل سے لاتعلقی کرتے ہوئے کسی جنگل میں جا کر روحانیت کی منزلیں طے کرتے رہیں۔ ان کے بیوی بچے' والدین بھوک اور پیاس سے مرتے رہیں' ان کی بلا سے۔ ان کے لئے تو دنیا ومافیہا سے بے خبر رہ کر روحانیت کا دیوتا بننے سے بہتر کوئی کام نہیں۔ اقبال نے ابلیس کی ایسی ہی خواہش کی صحیح ترجمانی کی تھی۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے

پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

آپ حیران ہوں گے کہ اس نام نہاد روحانی سلسلہ کی 90 فیصد سے زائد باتیں سادھوؤں اور جوگیوں کے یوگا سے اخذ کی گئی ہیں۔ یہ دونوں نظام' ان کے مقاصد اور طریقہ کار آپس میں کتنے ملتے جلتے ہیں' اس کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے ذرا ہندوؤں کے اس نظام

یوگا پر بھی کچھ نظر ڈال لیں۔سب سے پہلے ہم ایک ایسے ہندو شخص کی کہانی پیش کرتے ہیں جس کی کہانی اوپر خان کی بیان کی گئی کہانی سے کافی ملتی جلتی ہے۔اور پھر اس کے بعد ہم ثابت کریں گے کہ مراقبوں والے اس نام نہاد روحانی نظام اور ہندوؤں کے یوگا میں باہمی طور پر کتنی مماثلت ہے۔

مراقبہ، یوگا اور ہندوازم

ایک ہندوشری آنند کا نام نہاد روحانی سفر:

شری آنند ایک ہندو یوگی ہے جو روحانی قوتوں کے حصول کے لئے مختلف سادھوؤں کو ملتا ہے۔ یہ سادھو اسے روحانی ترقی کے لئے جو نسخے اور طریقے بتاتے ہیں' ان کا مطالعہ کر کے معلوم ہوگا کہ انہی ہندو یوگیوں اور سادھوؤں سے متاثر ہو کر ہمارے ہاں مراقبوں کی آڑ میں یہ طریقے داخل اور مشرف بہ اسلام کیے جا رہے ہیں۔ شری آنند مختلف سادھوؤں سے ملنے والے اپنے تجربات اور مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''ایک اور موقع پر ایک برہمچاری سادھو (یعنی جو شادی نہیں کرتے اور نہ ہی خود کو جنسی آلودگی میں ملوث ہونے دیتے ہیں) جن کے لئے میری ماں کے دل میں بے حد عقیدت و احترام پایا جاتا تھا' ہمارے گھر آیا۔ اس نے بتایا کہ اسے ایک بار ایک ایسے گورو یا استاد کے دیدار حاصل ہوئے جو خود بھی سامنے بیٹھا ہوتا اور اس کا ہمزاد بھی...... یہ سن کر میں ورطہ حیرت میں ڈوب گیا۔ بمشکل مجھے اپنے کانوں پر اعتبار آیا۔ مگر کیا یہ حقیقت تھی؟ یا فریب نظر؟ کیا برہمچاری جی آپ نے واقعی ایسا منظر دیکھا تھا؟ کیا آپ نے ان دونوں کو چھو کر دیکھا تھا؟ میں جوش میں آ کر سوال پہ سوال کرنے لگا...... وہ بولے دھیرج' شانتی۔ تمہیں مجھ پر شک کیونکر ہوا۔ انہوں نے جواب دیا' میں جھوٹ ہرگز نہیں بول رہا۔ یہ میرے گورو مہاراج تھے اور آج میں جو کچھ بھی ہوں' انہی کی کرپا

اور کرم نوازی کا ادنیٰ سا کرشمہ ہوں۔ صرف میں ہی گوروجی کی شکتی یا عظیم الشان قوتوں کا عینی شاہد نہیں ہوں بلکہ کئی اور لوگ بھی ان کی غیر معمولی روحانی قوتوں کے گواہ ہیں۔'' (بحوالہ کتاب ''اپنی خفیہ قوتوں کو یوگا سے جگایئے۔'' مصنف شری آنند مترجم نواز چودھری)

شری آننداب گوروجی کی اس قدر غیر معمولی روحانی قوتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اس سے ملنے کے لئے بے تاب ہو گیا...... وہ لکھتا ہے۔

''اس عظیم یوگی کے بارے میں یہ سب سن کر مجھے بے چینی لگ گئی۔ اس رات ایک پل کے لئے بھی آنکھ نہ لگی۔ میں ہجوم افکار میں کھویا رہا کہ آخر یہ کیسے ممکن ہے' ایک ہی شخص کے دوروپ؟ میں نے فیصلہ کر لیا کہ خود حقیقت کا سراغ ضرور لگاؤں گا۔

اگلے دن برہمچاری جی نے ایک تعارفی خط دیا جو کہ کسی گورو بھائی یا پیر بھائی کے نام تھا۔ انہوں نے گوروجی کی ایک تصویر بھی لیٹر پر چسپاں کر دی اور بتایا کہ پیر بھائی مجھے گوروجی سے ضرور ملوا دے گا۔ گوروجی کی تصویر بھی چونکا دینے والی تھی۔ میں تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ نہایت وجیہہ 'خوبصورت' تندرست' شبیہ میرے سامنے تھی۔ گورومہاراج اونچے چبوترے پر مکڑی والا یوگا آسن لگائے بیٹھے تھے۔ سر منڈا ہوا تھا اور داڑھی مونچھ صفاچٹ۔''

قارئین کرام! اس داستان میں ملاحظہ کرتے جائیں کہ سب سے پہلے اچھے یوگی کی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ برہمچاری ہو یعنی شادی سے دور رہے اور شادی کرنے کو جنسی آلودگی بتایا گیا ہے۔ مراقبوں کے ذریعے مستانی کی گذشتہ سطور میں بیان کردہ داستان میں بھی مسلمانوں کو یہی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اگر روحانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچنا چاہتے ہیں تو مکمل طور پر برہمچاری یعنی مجرد کنوارے بن جائیں۔ مستانی کا نام سدا سہاگن ہی اس لئے رکھا گیا کہ ایسی پہنچی ہوئی ہستیوں کو جسمانی طور پر شادی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ روحانی طور پر سدا سہاگن ہوتی ہیں۔ دوسرے نمبر پر بتایا گیا کہ انسان روحانی ترقی کرتا جائے تو اس کے دو وجود بن جاتے ہیں۔ ایک وہ خود اور دوسرا اس کا ہمزاد' یہ ہمزاد جہاں چاہے جس وقت چاہے چشم زدن میں پہنچ جاتا ہے اور کوئی بھی کام سرانجام دے آتا ہے۔ جبکہ حقیقی جسم اپنی جگہ موجود رہتا ہے۔ روحانی ڈائجسٹ کی طرح

زادمستانی کی کہانی میں بھی یہی بتایا گیا کہ مستانی کے دو روپ بن جاتے تھے۔ وہ جب چاہتی ایک جگہ بھی موجود ہوتی اور دوسری جگہ بھی۔ پھر یہ گورو مہاراج تھے بھی داڑھی مونچھ صفا چٹ۔ ہمارے ہاں روحانیت کی منزلیں طے کرانے والے پیرومرشد بھی ایسے ہی سراپا کے حامل ہوتے ہیں۔ یا تو برائے نام داڑھی رکھی ہوتی ہے یا بالکل ہی صفایا ہوتا ہے۔ سنت اور شریعت سے یہ جس قدر دور ہوتے ہیں' اتنے ہی روحانیت کے اونچے مقام پر خود کو نمایاں کیے ہوتے ہیں۔
بہرحال آیئے اب آگے شری آنند کے روحانی سفر پر مزید نظر ڈالتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

''اگرچہ برہمچاری جی نے راستہ ٹھیک سے سمجھا دیا تھا' پھر بھی میں راستہ بھول گیا۔ حیران و پریشان سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ خیال تھا شاید کوئی اور یاتری یا مسافر ادھر سے گزرے تو رہنمائی کرے۔ دو گھنٹے گزر گئے۔ طرح طرح کے خیالات ستانے لگے۔ رات سر پر تھی۔ مہیب جنگل' سناٹا' ویرانی 'یاالٰہی' میرا کیا حشر ہونے والا ہے۔''

تب اچانک ہی خیال آیا کہ برہمچاری جی نے اپنے عظیم گورو جی کی شاندار روحانی قوتوں کا ذکر کیا تھا۔ میں نے گورو جی کی تصویر نکالی اور انکساری سے دعا کی کہ میری رہنمائی فرمایئے۔ تیس منٹ تک آنکھیں بند رکھ کر کھولیں۔ میرے سامنے سادھو جی بیٹھے تھے۔ بالکل سامنے۔ میرے پوچھنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ انہوں نے اپنا بازو اٹھایا اور دائیں طرف اشارہ کر دیا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے لگا۔ چند قدم چل کر یوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اور سادھو جی غائب تھے۔ تب میں نے محسوس کیا کہ سادھو جی کی شکل اور تصویر جو کہ میرے پاس تھی' ان دونوں میں گہری مشابہت تھی۔ کبھی خواب میں بھی ایسے معجزے کی توقع نہ تھی۔

تب میں منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ سادھو مہاراج یا گورو جی کی جھونپڑی سامنے تھی۔ میں آگے بڑھا تو ایک طویل قامت شخص جو صرف لنگوٹی میں ملبوس تھا' باہر آیا' اس نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا گویا میں کوئی پرانا دوست ہوں۔

''کیا تم برہمچاری کے گورو بھائی ہو؟ میں نے پوچھا۔ وہ جھک گیا اور بولا۔ کیا آپ شری آنند ہیں؟ حالانکہ ابھی میں نے برہمچاری جی کا تعارفی خط جیب سے نہیں نکالا تھا۔ میں سکتے میں

آ گیا اور خط ان کی خدمت میں پیش کیا لیکن انہیں یہ بھی علم تھا کہ خط میں کیا لکھا ہوگا۔ میں نے سوچا کہ اگر شاگرد یا چیلے اس قدر ذہین اور روحانی لحاظ سے ذی مرتبہ ہیں تو گورو جی کیا کچھ نہ ہوں گے؟ سادھو جی نے خط پڑھا۔ مجھے اشارہ کیا کہ جھونپڑی کے اندرونی حصے میں داخل ہو جاؤں۔ گورو جی میرے منتظر تھے۔ گورو جی نے دلکش مسکراہٹ سے میرا خیر مقدم کیا اور میں نے جھک کر ان کے قدم چھوئے۔ جب میں نے غور سے انہیں دیکھا تو وہ بالکل وہی سادھو جی تھے جنہوں نے جنگل میں مجھے راستہ دکھایا تھا اور مزید بھٹکنے سے بچالیا تھا۔ کتنی عجیب بات تھی کہ مجھے راستہ دکھانے بھی گورو جی پہنچ گئے۔ پھر واپس بھی مجھ سے پہلے آ گئے اور اب میرا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ راستہ ایک ہی تھا۔ ہرگز کوئی اور راستہ نہ تھا۔ بعد میں میں نے گورو جی سے پوچھا تھا کہ کیا گورو جی اپنی جھونپڑی چھوڑ کر کہیں گئے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ کہیں نہیں گئے تھے۔ برہمچاری جی نے ٹھیک ہی سب کچھ بتایا تھا۔ واقعی گورو مہاراج کا دوسرا روپ بھی تھا۔ میں ششدر رہ گیا۔ سامنے کی بات تھی۔ پھر بھی سب کچھ نا قابل یقین سا لگتا تھا۔

گورو جی میری طرف مڑے۔ ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ کہنے لگے:

''تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟ سادھو کی نظر کے سامنے جنگل' پہاڑ' مکان' دیوار کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے دنیا کے کسی بھی مقام پر کسی بھی فرد سے رابطہ قائم رکھ سکتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی دوری پر ہو۔''

قارئین کرام! یہ ہے وہ مقام اتصال جہاں یوگا اور مراقبہ کے مقاصد اور طریقہ کار میں ایک گونہ وحدت قائم ہو جاتی ہے۔ خواجہ شمس الدین عظیمی کی کتاب ''مراقبہ'' کے پس ورق کے الفاظ دوبارہ سامنے رکھئے۔ وہاں بھی یہی لکھا ہے:

''سالک مراقبہ جات میں کامیابی کے بعد زمان و مکان (Time & Space) کی پابندیوں سے آزاد ہو کر عالم بالا کی سیر کرتا ہے اور لاکھوں سال پہلے کے یا لاکھوں سال بعد کے واقعات دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔''

یوگا اور مراقبہ کے مشترک عناصر...... ماورائی کارنامے اور تصور شیخ

قارئین درج بالا سطور سے اب خود اندازہ لگالیں' کیا یوگا اور مراقبہ کے مقاصد و دعاوی اور طریقہ کار ایک نہیں...... دونوں کی پرواز فکر ایک ہی ہے کہ کسی طرح ماورائی کارنامے سرانجام دیئے جائیں اور اس مقصد کے لئے طریقہ کار بھی ایک ہے۔

شری آنند جب مشکل میں پڑتا ہے اور راستہ بھول جاتا ہے تو وہ اپنے گورو یعنی پیر و مرشد کی تصویر سامنے رکھ کر آنکھیں بند کر کے دعا کرتا ہے۔ اس عمل کے آدھے گھنٹے بعد ہی اس کا گورو اسے راستہ بتانے کے لئے خود اس کے سامنے موجود ہوتا ہے۔

مراقبوں کا روحانی نظام بھی یہی تعلیم دیتا ہے بلکہ یہ اس نظام کی خشت اول ہے کہ آپ جب بھی مراقبہ کریں' اپنے سامنے اپنے مرشد کی تصویر رکھ لیں اور اس کا اتنا زیادہ تصور باندھیں کہ آپ کو مرشد کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ پھر وہ مرشد آپ کی مدد کے لئے ہر جگہ موجود ہوگا چاہے آپ اس سے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔ ہمارے ہاں یہ نظریہ ''تصور شیخ'' کے نام سے بھی موجود ہے۔ راقم جب لاہور میں روحانی ڈائجسٹ والوں کے مراقبہ ہال پہنچا تھا تو وہاں بھی مجھے لوگوں نے پہلے مرشد کی تصویر ہی پیش کی تھی کہ اسے سامنے رکھ کر مراقبہ کریں گے تو پھر ہی کامیابی ہوگی۔

یہ تصور شیخ کا نظریہ کیا ہے؟ آیئے اس سے بھی ذرا آگاہی حاصل کرتے چلیں۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ اپنی معروف کتاب ''شریعت و طریقت'' میں اس نظریہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں......

صوفیاء نے سلوک کی منازل طے کرانے کے لئے تین درجے مقرر کر رکھے ہیں۔

(1) فنافی الشیخ (2) فنافی الرسول (3) فنافی اللہ۔

فنافی الشیخ کے درجہ کی ابتداء ''تصور شیخ'' سے کرائی جاتی ہے۔ تصور شیخ سے مراد صرف پیر کی ''غیر مشروط اطاعت'' ہی نہیں ہوتی بلکہ اسے یہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ اس کا پیر ہر وقت اس کے حالات سے باخبر رہتا ہے اور بوقت ضرورت اس کی مدد کو پہنچتا ہے۔ اس عقیدہ کو مرید کے

ذہن میں راسخ کرنے کے لئے اسے یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ ہر وقت پیر کی شکل اپنے ذہن میں رکھے۔ یہی واہمہ اور مشق بسا اوقات ایک حقیقت بن کر سامنے آنے لگتا ہے۔

مسلمانوں کو صرف نبی اکرم ﷺ کی ''غیر مشروط اطاعت'' کا پابند کیا گیا ہے کیونکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں' اللہ کے حکم سے کہتے ہیں' لیکن صوفیاء کی یہ تعلیم مرید اور پیر کو ''عبد اور معبود'' کے مقام پر لا کھڑا کرتی ہے جس کا نبی اکرم ﷺ یا کسی دوسرے نبی کو بھی حق نہ تھا۔ صوفیاء نے پیری کے فن کو ایک خاص تکنیک دے کر عوام پر اس طرح مسلّط کر دیا ہے کہ کوئی آدمی اس وقت تک خدا کے ہاں رسائی نہیں پا سکتا جب تک باقاعدہ کسی سلسلۂ طریقت میں داخل نہ ہو...... پہلے تصوّرِ شیخ کی مشق کرے۔ شیخ کا تصور یا اس کی تصویر ہر وقت اپنے سامنے رکھے گویا بت پرستی کرے حتیٰ کہ شیخ کا اس طرح تصور اور اس کی پوجا کرتے ہوئے فنا فی الشیخ ہو جائے یعنی اسے اپنی ذات کے لئے حاضر ناظر' اسے اپنے افعال و کردار اور گفتار کو دیکھنے اور سننے والا سمجھنے لگے' تب جا کر یہ منزل ختم ہوتی ہے اور عملاً ہوتا یہ ہے کہ مرید بیچارے تمام عمر فنا فی الشیخ کی منزل میں ہی غوطے کھاتے کھاتے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ گویا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بے گانہ کر کے اپنا غلام بنانے اور بت پرستی کی طرف لانے کا کارگر اور کامیاب حربہ ہے۔ یہی کچھ شری آنند بھی کرتا رہا کہ جب بھی اسے کوئی مشکل پیش آئی' وہ اپنے گرو یعنی شیخ کی تصویر نکال لیتا۔ اس کا تصور باندھتے ہی گرو خود اس کے سامنے حاضر ہو کر اس کی مشکل رفع کر دیتا۔ بتایئے ہندو یوگیوں اور صوفیوں کے طریقۂ واردات میں کوئی فرق ہے؟ یہ کوئی مبالغہ آرائی کی بات نہیں...... مولانا اشرف علی تھانوی کا درج ذیل اقتباس اس حقیقت پر پوری طرح روشنی ڈالتا ہے۔

''ان (صوفیاء) کے طریق میں بعض ایسی چیزیں جو نصوص میں وارد نہیں' شرط طریق ہیں اور شرط بھی اعظم اور اہم چنانچہ تصورِ شیخ باوجودیکہ صریحاً کسی نص میں وارد نہیں اور پھر خطرناک بھی ہے اور بعض کو اس میں غلو بھی ہو گیا ہے اور اسی خطرہ و غلو کے سبب مولانا شہید رحمہ اللہ علیہ اس کو منع فرماتے ہیں مگر باوجود اس کے اکابر نقشبندیہ اس کو مقصود فرماتے ہیں۔''

(شریعت و طریقت۔ ص 226,225)

اب یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ ہندوؤں سے لئے ہوئے اس تصور شیخ کی انتہا کیا ہے؟ اس کا انجام اور نتیجہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ بہت سے ایسے صوفیوں اور فقیروں کے نزدیک تصور شیخ کے بغیر ادا کی گئی نماز بھی ناقص ہوتی ہے...... اور بہت سے مشہور ولیوں سے یہ بات بھی منسوب کی جاتی ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ان کے پیر و مرشد کی صورت میں ہوگا تو دیکھیں گے ورنہ اس کی طرف منہ بھی نہ کریں گے۔

(ریاض السالکین۔ص 231، اقتباس الانوار ص 290' بحوالہ شریعت و طریقت ص 227)

اسی طرح ایک مشہور صوفی جنید بغدادی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ "وہ یا اللہ یا اللہ کہہ کر دریا عبور کر گئے۔ لیکن مرید سے کہا کہ وہ میرا یعنی مرشد کا نام لے کر دریا پار کرے۔ شیطان لعین نے مرید کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ کیوں نہ میں بھی یا اللہ کہوں جیسا کہ پیر صاحب کہتے ہیں...... یا اللہ کہنے کی دیر تھی کہ ڈوبنے لگا۔ اب مرشد نے کہا ...... "وہی کہہ" یعنی میرا نام لے...... جب پار لگا تو پوچھا! حضرت یہ کیا بات ہے؟ فرمایا! "اے نادان ابھی تو مجھ تک پہنچا نہیں اور اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔" (ملفوظات احمد رضا خان بریلوی ص 117 بحوالہ شریعت و طریقت ص 228)

یہ ہیں نتیجے دین اسلام...... صراط مستقیم' کتاب و سنت سے ہٹ کر غیروں کے مذاہب اور ان کے نام نہاد روحانی نظاموں اور فلسفوں کے پیچھے چلنے کے۔ انسان گمراہ ہوتا ہوتا یہاں تک جا پہنچتا ہے کہ پھر اپنے رب' اپنے معبود' اپنے خالق اور اپنے اللہ کی تمیز' ادب اور عزت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور مرشد کو اللہ سے بڑھ کر مقام دے دیتا ہے۔

عشق حقیقی و مجازی کی حقیقت:

اپنے مرشد' گورو اور شیخ وغیرہ سے لوگوں کو نتھی کرنے اور اللہ سے ہٹانے کے لئے تصور شیخ سے ملتا جلتا ایک اور گمراہ کن نظریہ عشق مجازی اور عشق حقیقی کی صورت میں بھی چلایا جاتا ہے...... پہلے مرید اور مرشد کا عشق کرایا جاتا ہے اور اسے عشق مجازی کہا جاتا ہے اور جب اس میں کوئی کامل ہو جائے تو تب اسے اللہ سے عشق کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جسے عشق حقیقی کہا

جاتا ہے۔ لیکن جس طرح فنافی الشیخ میں ہی مرید کی ساری عمر گزر جاتی ہے اور فنافی اللہ کی منزل آنے ہی نہیں دی جاتی ' اسی طرح مرید عشق حقیقی کی منزل سے بھی کم ہی ہمکنار ہوتے ہیں اور عشق مجازی میں ہی راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ اس عشق مجازی کی آڑ میں ہی مادھولال حسین کے عشق معشوقی کے قصے کو مذہبی تقدس عطا کیا گیا۔ یہ دراصل ایک بزرگ شیخ حسین کا ایک خوبصورت برہمن لڑکے ''مادھولال'' سے عشق کا قصہ تھا۔ لیکن بعد میں اسے روحانی لبادہ پہنا دیا گیا اور اب ان کے مزارات پر ہر سال ''میلہ چراغاں'' بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نام نہاد پراسرار طلسمی اور روحانی نظاموں اور فلسفوں سے بچائے جن پر چل کر حق اور باطل کی' مسلم اور غیر مسلم کی' عابد اور معبود کی اور خالق اور مخلوق کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔

ہندوؤں کے یوگا اور صوفیوں کے مراقبہ وغیرہ میں مماثلت

جناب اقبال کیلانی کی شہادت:

فنافی الشیخ' فنافی اللہ' مراقبہ اور یوگا وغیرہ کے فلسفوں کی آپس میں کس قدر مشابہت و یگانگت ہے' اس کا ایک اندازہ جناب محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ کی کتاب ''توحید کے مسائل'' میں درج ایک اقتباس سے بھی لگائیں...... وہ ہندوؤں کے روحانی نظام اور یوگا کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہندو مذہب کی تعلیمات کے مطابق نجات حاصل کرنے کے لئے ہندو' جنگلوں اور غاروں میں رہتے۔ اپنے جسم کو ریاضتوں سے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے۔ گرمی' سردی' بارش اور ریتلی زمینوں پر ننگے بدن رہنا اپنی ریاضتوں کا مقدس عمل سمجھتے۔ جہاں یہ اپنے آپ کو دیوانہ وار تکلیفیں پہنچا کر' انگاروں پر لوٹ کر، سورج کے سامنے ننگے بدن بیٹھ کر' کانٹوں کے بستر پر لیٹ کر' درختوں کی شاخوں پر گھنٹوں لٹک کر اور اپنے ہاتھ کو بے حرکت بنا کر یا سر سے اونچا لے جا کر اتنے طویل عرصے تک رکھتے تا کہ وہ بے حس ہو جائیں اور سوکھ کر کانٹا بن جائیں۔ ان جسمانی آزار کی ریاضتوں کے ساتھ ساتھ ہندومت میں دماغی اور روحانی مشقتوں کو بھی نجات کا ذریعہ

سمجھا جاتا چنانچہ ہندو تنہا شہر سے باہر غور وفکر میں مصروف رہتے اور ان میں بہت سے جھونپڑیوں میں اپنے گرو کی رہنمائی میں گروپ بنا کر بھی رہتے۔ ان میں سے کچھ مادر زاد برہنہ رہتے اور کچھ لنگوٹی باندھ لیتے۔ بھارت کے طول وعرض میں اس قسم کے چٹادھاری یا ننگ دھڑنگ اور خاکستر ملے سادھوؤں کی ایک بڑی تعداد جنگلوں' دریاؤں اور پہاڑوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے اور عام ہندو معاشرے میں ان کی پوجا تک کی جاتی ہے۔

روحانی قوت اور ضبط نفس کے حصول کی خاطر ریاضت کا ایک اہم طریقہ ''یوگا'' ایجاد کیا گیا جس پر ہندومت' بدھ مت اور جین مت کے پیروکار سبھی عمل کرتے ہیں۔ اس طریقہ ریاضت میں یوگی اتنی دیر تک سانس روک لیتے ہیں کہ موت کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ دل کی حرکت کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ سردی گرمی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ یوگی طویل ترین فاقے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ ارتھ شاستر کے نامہ نگار اس طرز ریاضت پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں مغربی علم الاجسام کے ماہرین کے لئے تو حیران کن ہوسکتی ہیں لیکن مسلم صوفیاء کے لئے چنداں حیران کن نہیں کیونکہ اسلامی تصوف کے بہت سے سلسلوں بالخصوص نقشبندی سلسلے میں فنا فی اللہ یا فنا فی الشیخ یا ذکر قلب کے اوراد میں حبسِ دم کے کئی طریقے ہیں جن پر صوفیاء عامل ہوتے ہیں۔ (جیسے آج کل بعض ایسے روحانی کرشمے دکھانے والے ہاتھ لگاتے ہی دل چالو کرنے کے دعوے کرتے ہیں)۔'' (کتاب التوحید۔ توحید کے مسائل از محمد اقبال کیلانی ص 75-74)

مسلمانوں میں رائج مراقبے' مجاہدے اور ڈاکٹر کالی چرن کی شہادت:

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مسلمانوں میں عبادت وریاضت کے کتنے ہی طریقے ہندوؤں کے یوگا سے لے کر مسلمانوں میں فنا فی الشیخ اور مجاہدہ کے فلسفوں کی آڑ میں داخل کئے گئے اور آج کل مراقبہ کے نام پر انہیں رائج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے...... مسلمانوں کے درمیان بہت سے ایسے لوگ جنہوں نے ہندو فلسفوں اور طریقوں کی پیروی کی' انہیں ہمارے ہاں

بہت بڑا ولی اور پیر قرار دے دیا گیا۔ مثلاً

ایک مشہور ولی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مدت مدید تک شہر کے ویران اور بے آباد مقامات پر زندگی بسر کرتے رہے۔ پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا پھرتے رہے۔ ایک سال تک ساگ' گھاس اور پھینکی ہوئی چیزوں پر گزارا کرتے رہے اور پانی مطلقاً نہ پیا۔ پھر ایک سال تک پانی بھی پیتے رہے پھر تیسرے سال صرف پانی پر گزارا رہا۔ پھر ایک سال نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی سویا۔ (طبقات الکبریٰ ج 1 ص 129 بحوالہ شریعت وطریقت۔ ص 431)

ایک اور بزرگ خواجہ محمد چشتی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کے مکان میں ایک عمیق اور گہرا کنواں تھا۔ اس میں الٹے لٹک کر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ (سیر الاولیاء ص 46)

شیخ عبدالرحمٰن نوشاہی کا مجاہدہ یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ تمام رات حبس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات معکوس لٹک کر رات بھر ذکر میں مشغول رہتے۔ خلوت اختیار کرتے تو قبر کھدوا کر اس میں بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کرا دیتے۔ چالیس چالیس روز ایسی حالت میں مراقبہ اور ذکر و فکر میں محو رہتے۔ (خزینۃ الاصفیاء ص 305)

''اس موقع پر ڈاکٹر کالی چرن کی مشہور ہندی کتاب ''ہپناٹزم کے چمتکار'' کا ایک اقتباس بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔ وہ لکھتے ہیں:

بہت برس پہلے کی بات ہے جب ڈاکٹر جیمس بریڈ نے بھارت آ کر ان سادھوؤں کا خود معائنہ کیا تھا جو کئی کئی ہفتہ تک گہری سمادھ لگا کر خود مسخر ہو کر اپنے آپ کو سیل بند صندوق یا گہرے گڑھے میں بند کر کے اسے اینٹ' پتھر نیز سیمنٹ سے چنوا دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جب انہیں باہر نکال لیا جاتا ہے تو وہ زندہ حالت میں پائے جاتے تھے۔''

لیجئے جناب کیا اب بھی کوئی شک ہے کہ اس طرح کے کرشمے دکھانا ہندوؤں کا کام رہا ہے۔ ابھی چند سال پہلے ہندوؤں کا جو بہت بڑا کمبھ میلہ ہوا' اس میں کئی ننگے سادھوؤں نے ایسے ہی کرشمے دکھائے کہ انہوں نے گڑھے کھود کر خود کو کئی کئی ہفتے ان میں بند رکھا اور بعد میں زندہ باہر

نکل آئے۔ ایسا کرشمہ دکھانے والی ایک ہندو عورت کی تاجپوشی بھی کی گئی۔ لیکن افسوس مسلمانوں میں بھی کرشمے دکھانے کے شوقین حضرات نے ان طریقوں کو بے سوچے سمجھے اپنا لیا۔ نہ ان کی خطرناک دینی و دنیاوی مضرتوں کا خیال کیا گیا (جن کا ذکر ہم ان شاء اللہ آگے کریں گے) اور نہ ہی کتاب وسنت پر ان کو جانچا اور پرکھا گیا اور دین کو محض مداریوں اور تماشہ گروں کا کھیل بنا کر رکھ دیا گیا۔

برطانیہ کا ایک مشہور اخبار

بھارتی یوگیوں اور سادھوؤں کا طلسم چاک کرتا ہے

لفظ ''سادھو'' کے ساتھ ہی ذہن میں ایک ایسے گندے مندے میلے کچیلے بابے کا تصور ابھرتا ہے جس نے کئی برسوں سے غسل نہ کیا ہو' لمبے لمبے گرد سے اٹے بال ہوں' گلے میں لمبی مالائیں ہوں' چہرے پر بھبوت ملا ہو اور ننگ دھڑنگ تن پر صرف ایک زیر جامہ ہو۔ (جیسے ہمارے ہاں بعض ملنگوں نے یہی ہندوانہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے) بھارتی فلموں میں ایسے کردار بکثرت ملتے ہیں اور سادھو کا تصور بھی بنیادی طور پر ہندو مذہب سے جڑا ہوا ہے۔ اس لئے مندروں اور پوجا گھروں میں ان کی ایک بڑی تعداد ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔ یہ ''سادھو'' سارا سال مختلف دیویوں اور دیوتاؤں کے مندروں پر جا کر پوجا پاٹ میں مصروف رہتے ہیں۔ ہندو مذہب کے توہم پرست پیروکاران کے سامنے اپنی مشکلات اور حاجات پیش کرتے اور ان کے ذریعے دیوتاؤں کے ''درشن کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہندو عقیدہ کے مطابق یہ سادھو دیوتاؤں کے منظور نظر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے دیوتاؤں تک رسائی انتہائی آسان ہوتی ہے۔

ہندومت کے ایک مشہور طاقتور دیوتا کا نام ''شیوا'' ہے۔ اس دیوتا سے منسوب ایک قدیم گولڈن ٹیمپل ''پاشوپتی ناتھ'' نیپال میں موجود ہے۔ ہر سال ہزاروں ہندو بھارت کے طول و عرض سے ''شیوا'' کا جنم دن منانے نیپال آتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے برطانیہ سے شائع ہونے

والے مشہور اخبار ''The sunday times'' نے اس میلے کا احوال شائع کیا۔ مضمون کا مرکزی خیال سادھوؤں کے گرد ہی گھومتا ہے، جس میں ان کے عادات واطوار اور بازیگری کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے جس کے ذریعے لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کرتے ہیں۔

خادیشور بابا ایک سادھو ہے۔ وہ گزشتہ 6 برس سے ایک ٹانگ پر کھڑا جاب کاٹنے میں مشغول ہے۔ اس نے سر سے لے کر پاؤں تک جسم پر راکھ ملی ہوئی ہے اور جسم پر ایک زیر جامہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پاس سے گزرنے والے لوگوں کو وہ متوجہ کر کے کہتا ہے کہ ''آؤ تمہارے ماتھے پر تلک لگاؤں''۔ جب کوئی اس کے پاس آتا ہے تو وہ اپنے انگوٹھے پر راکھ لگا کر ''جے شیوا'' کا نعرہ بلند کرتا ہے اور ماتھے پر تلک لگا دیتا ہے۔ خادیشور بابا ہر وقت چرس کے نشے میں مست رہتا ہے اور سب کیلئے اس کی دعوت عام ہے۔ چرس کو سادھوؤں میں بنیادی مقام حاصل ہے (اور ہمارے ہاں ملنگوں میں) کہ جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے مطابق چرس پینا ان کے مذہب کا حصہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے وہ دیوتاؤں کی قربت حاصل کرتے ہیں اور ان سے محو گفتگو ہوتے ہیں۔ اسی امر کا یہ پرچار بھی کرتے ہیں اور ہزاروں افراد دیوتاؤں کے درشن کی خاطر ان کے ہمراہ چرس کے سوٹے لگاتے نظر آتے ہیں۔ نیپال کی پولیس اور سکیورٹی ایجنسیاں جو اپنی سخت روی اور ترش روی کی وجہ سے مشہور ہیں، بھی اس تقریب کے موقع پر صرف محو تماشہ رہتی ہیں۔

خادیشور بابا شمالی بھارت کی ریاست مدھیا پردیش سے 50 گھنٹے کا سفر کر کے ''پاشو پتی ناتھ'' پہنچا ہے۔ اس سارے سفر کے دوران بھی وہ بس کے ڈنڈے کے سہارے ایک ہی ٹانگ پر کھڑا رہا۔ اسی طرح ہزاروں مزید سادھو بھی ہجرت کرنے والے پرندوں کی طرح جوق در جوق یہاں پہنچتے ہیں کیونکہ یہ مندر ہندو مت میں مقدس ترین پوجا گھروں میں شمار ہوتا ہے۔ ان ننگ دھڑنگ فلسفیوں کی خون رنگ آنکھوں میں ایک عجیب سی کشش ہوتی ہے۔ یہ سادھو قدیم ''بن باس'' روایت کے امین ہیں۔ ان کے مطابق انہوں نے دنیا تیاگ دی ہے اور دنیا داری اور دنیا

داروں سے ان کا کوئی ناتا نہیں ہے۔ دیوتاؤں کی خوشنودی اور درشن کی خاطر جگہ بہ جگہ گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ ان کو سکھایا جاتا ہے کہ اگر کبھی تمہاری ماں بھی تمہیں اتفاقاً مل پڑے تو اسے پہچاننے سے انکار کر دینا کیونکہ تم لوگوں کو اپنی "بعد از موت" زندگی سے رابطہ جوڑنا ہے اور اس کیلئے ضروری ہے کہ تم ان تمام رشتوں ناتوں سے آزاد ہو جاؤ کہ جو تمہیں اس دنیا سے جوڑے ہوئے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ کچھ سادھو بابوں کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ واقعی اس دنیا سے دوسری دنیا جا بسنے والے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ہڈیوں کا ڈھانچہ محسوس ہوتے تھے اور مندر کے گرد بنی قبروں کے کنارے خزاں رسیدہ پتوں کی طرح بکھرے پڑے تھے۔ مگر ان سادھوؤں میں زیادہ تر سرخ وسپید چہرے والے تنومند انسان تھے۔ انہوں نے جسموں کو یوگا سٹائل میں مشکل ترین بل دیئے ہوئے تھے۔ یہ سب لوگوں کی توجہ اور بخشیش حاصل کرنے کے لئے تھا مگر ان کے مطابق یہ ان کی روحانی طاقت کا اظہار تھا۔ ان کی آنکھوں میں طلسماتی دوربین نگاہ تھی۔ سینکڑوں افراد کے مجمع میں بھی آپ انہیں ان کی کرشماتی نگاہوں کی وجہ سے بآسانی پہچان سکتے ہیں۔

"اگھوری" نام کے سادھو اپنے جادوٹونے کی وجہ سے شہرت کے حامل ہیں۔ لوگوں کو اپنے طلسماتی اوزار اور منتروں کے ذریعے مسحور کرنے میں طاق ہوتے ہیں۔ وہ انسانی کھوپڑیوں میں پانی پیتے ہیں اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ انسانی گوشت کھاتے ہیں۔ اگھوری دوسرے سادھوؤں کی نسبت "پاشوپتی ناتھ" مندر میں زیادہ سکون محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ مشہور ہے کہ یہ مندر چڑیلوں، بدروحوں اور تاریکی کی طاقتوں کی آماجگاہ ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ صرف موت کے خوف پر غلبہ حاصل کر کے ہی انسان کی روح پرامن اور شانت ہو سکتی ہے۔

مندر کے ساتھ ہی دریا بہہ رہا ہے جہاں پر "شمشان گھاٹ" موجود ہے۔ جلتی ہوئی ارتھیوں کی بو فضا میں موجود چرس اور دھوئیں کے ساتھ مل کر ایک ناخوش گوار مہک پیدا کرتی ہے۔ دریا کے کنارے ماؤں سے جدا کئے گئے بچوں کو مندر کے حوالے کرنے کی غرض سے ان کے بال مونڈے جا رہے تھے

اور قریب المرگ لوگوں کو دریا کے کنارے روایتی سن لیپوں پر لٹا کر ان کے پاؤں دریا کے پوتر (مقدس) پانی میں ڈبوئے ہوئے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پجاریوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور ان کی نگاہوں کا مرکز ''پوتر لنگم'' (شیو دیوتا کی جنسی طاقت کی علامت) تھا اور وہ لنگ پوجا میں مصروف تھے۔ اس ''پوتر لنگم'' کو تواتر کے ساتھ ٹھنڈے پانی اور دودھ سے غسل دیا جا رہا ہے۔

سادھو بھی اس ''پوتر لنگم'' کی پوجا کرتے ہیں اور ان کی تنومندی اس امر کا اظہار ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں مگر ان کے مطابق وہ تجرد اور کنوار پن کے قائل ہیں۔ البتہ وہ اپنی جنسی طاقت کو روحانی قوت بڑھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایک سادھو کے گرد ایک مجمع تھا اور جب وہ اپنے کولہوں کو زور زور سے مٹکاتا تو اس کے کپڑوں کے نیچے سے گھنٹیوں کی آواز سنائی دیتی جبکہ مجمع سے قہقہے بلند ہوتے تھے۔ جب کوئی آدمی اس کو دل کھول کر بخشیش دیتا تو تب ہی یہ سادھو بے لباس ہو کر ماورائی گھنٹیوں کے مخزن کو بے نقاب کرتا اور ایسے ایسے شرمناک کرتب دکھاتا کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے۔ اس سادھو کے انہی کرتبوں کی وجہ سے ایک ہندوستانی کاریں بنانے والی کمپنی نے اس سے معاہدہ کیا اور مختلف ممالک کی سیر کرائی جہاں اس نے کاروں کے ذریعے اس قسم کے شرمناک کرتب دکھائے۔ اس بل بوتے پر کمائی گئی دولت سے وہ مدھیا پردیش میں ایک شیو مندر بھی بنا رہا ہے۔

اب شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور رات قریب تھی۔ مجمع میں موجود وہ نوجوان جو چرس کے عادی نہ تھے اب بے چین ہو رہے تھے۔ ایک لڑکا ہاتھ میں چھڑی لئے خوفزدہ بندر کی طرح سرعت سے مندر کی سیڑھیاں کبھی چڑھتا اور کبھی اترتا ہوا چھڑی کو ہوا میں یوں گھما رہا تھا جیسے نادیدہ چڑیلوں سے نبرد آزما ہو جبکہ سادھو اور ان کے چیلے پرسکون تھے اور اس کی حرکتوں سے محظوظ ہو رہے تھے۔ ہر شخص رات گزارنے کے لئے پناہ گاہ تلاش کر رہا تھا۔

(بحوالہ ہفت روزہ زندگی 4 مئی تا 10 مئی 2003ء)

یوگا کی ورزشیں اور افراط و تفریط سے پاک

اسلام کا متبادل ایمانی و جہادی طریقہ

غرض اس موضوع کی جزئیات میں ہم جس قدر چلتے جائیں گے، ہر قدم پر محسوس ہوگا کہ ہمارے اردگرد پر اسرار اور طلسمی روحانیت کے نام پر پھیلی ہوئی کتنی ہی گمراہیاں وہ ہیں جو ہندوؤں کے نام نہاد روحانی نظام یوگا سے لی گئی ہیں۔

یوگا کے بارے میں بظاہر ہماری نوجوان نسل میں یہی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ محض جسمانی ورزشوں کی ایک قدیم سائنس ہے جسے آج جدید سائنس بھی تسلیم کر رہی ہے۔ ایک عرصے سے مارکیٹ میں ایسی بے شمار کتابیں گردش کر رہی ہیں جن میں نوجوانوں کو یوگا کی طرف راغب کیا جاتا ہے لیکن اس آڑ میں نوجوان نسل کے ذہن میں ہندو فلسفوں کو سرایت کیا جاتا ہے۔ امریکی ہفت روزہ ''ٹائم'' نے بھی 16 جولائی 2001ء کے شمارہ میں یوگا کو اپنے ٹائٹل کا مرکزی موضوع بنایا اور اسے جسمانی فٹنس اور بیماریوں کے علاج کی ایک سائنس کے طور پر متعارف کروایا۔ لیکن اس سارے پروپیگنڈے میں یہ بات نظر انداز کی جا رہی ہے کہ یوگا محض جسمانی ورزشوں کا ایک نظام نہیں بلکہ ہندو سادھوؤں کا ایک خالص مذہبی مشرکانہ عقیدہ اور ان کا نام نہاد روحانی نظام ہے۔ جس پر ہم آگے چل کر ان شاء اللہ مزید تفصیل سے بحث کریں گے۔ اگر معاملہ محض چند ورزشوں تک محدود رہے اور وہ بھی شرعی حدود کے اندر رہ کر اتنے وقت کے لئے کہ جس سے انسان پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اصل فرائض کسی طور متاثر نہ ہوں تو ایسی ورزشیں اپنائی جا سکتی ہیں۔ اس کی ممانعت کوئی بھی مذہب نہیں کر سکتا۔ اسلام میں تو ویسے بھی جہاد جیسے عظیم الشان فرض کی ادائیگی کیلئے جسمانی ورزشوں سے کسی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایک حدیث میں واضح فرمایا گیا کہ اللہ کو کمزور مومن سے طاقتور مومن زیادہ پسند ہے۔ (مسلم۔ القدر ۳۴)

(مسلم کتاب القدر ۔ باب فی الامر بالقوۃ و ترک العجز والاستعانۃ باللّٰہ)

لیکن اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے ہر اچھی چیز کو پہلے ہی اس کی

ایک مناسب حد کے ساتھ اپنے اندر سمویا ہوا ہے۔ اس حد سے جونہی کوئی چیز متجاوز ہوتی ہے' وہ اپنی خوبصورتی 'توازن اور افادیت یکسر کھو دیتی ہے۔ یہی حال جسمانی فٹنس کے معاملے کا ہے۔ یہ جب تک اسلامی حدود کے اندر رہے گا تو مضبوط جسم کا مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بہتر ادائیگی رہے گا۔ حق وانصاف اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایسے جسم کا استعمال رہے گا تو اس کا انسانیت کو بھی فائدہ ہوگا ورنہ محض جمناسٹک کے عریاں اور فحش کھیل تماشوں یا نام نہاد روحانی کرشموں سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہ ہوگی...... یہی افراط وتفریط روحانیت کے معاملے میں بھی انسان سے ہوئی ہے...... ایک طرف انسانوں کا وہ طبقہ ہے جو مادیت میں سرتاپا ڈوبا ہوا ہے۔ نفسانی خواہشات' جاہ و مال اور پیسے کو اس نے اپنا معبود بنالیا ہے اور یوں شرک وکفر کے قعر مذلت میں گرا ہوا ہے۔ دوسری طرف مادیت پرستی سے بے زار جو کچھ انسان رہ جاتے ہیں 'ان کی اکثریت کو بھی شیطان نے روحانیت کے نام پر ایک دوسرے طریقے سے اچک لیا ہے۔ انہیں عبادت کی ایسی من گھڑت صورتیں بتاتا ہے کہ جن کی آڑ میں دراصل وہ اپنی عبادت کراتا ہے۔ اللہ کی بجائے مرشد اور گورو کا تصور دیتا ہے۔ تصویر سامنے رکھ کر بت کی طرح ان کی پوجا کراتا ہے اور پھر کہتا ہے یہ کوئی غیر شرعی کام نہیں ہو رہا۔ یہ تو مراقبہ ہو رہا ہے...... روحانیت کی ترقی ہو رہی ہے...... تم روحانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ رہے ہو...... جنگلوں میں عبادت اور مراقبے کے لئے انسان کو لا کر اسے یہ تاثر دیتا ہے کہ تم اب دنیا دار نہیں لیکن حقیقت میں وہ غیر مسلم راہبوں' سادھوؤں اور یوگیوں کے گمراہ کن طریقوں کی تقلید کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اسے بظاہر تارک الدنیا بناتا ہے لیکن اس آڑ میں اسے اپنے والدین اور بیوی بچوں کے حقوق سے بے پرواہ کرتا ہے۔ حقوق العباد سے کاٹ دیتا ہے...... وہ جنگلوں میں اللہ کی اکیلے عبادت کر کے اپنے آپ کو بڑا دیندار اور زاہد و عابد سمجھتا ہے۔ خود کو بڑا بہادر سمجھتا ہے کہ اس نے دنیا کو تیاگ دیا ہے حالانکہ یہ بہادری نہیں بزدلی ہے۔ بہادری تو یہ تھی کہ دنیا میں رہ کر اپنے گھر والوں اور معاشرہ کے حقوق ادا کرتا' شر' بدی اور ظلم کی قوتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتا اور پھر اللہ کی عبادت سے بھی غافل

نہ رہتا۔ مثالی انسان تو ایسا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے اپنی زندگیوں میں ایسی ہی مثالیں دنیا میں قائم کی ہیں جن کی نظیر کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان کی صفت ہی یہ مشہور ہوگئی رھبان باللیل فرسان بالنھار کہ وہ راتوں کو مصلّے پہ سوار ہوتے ہیں' شب بھر ان کی آنکھیں اللہ کی یاد میں نم آلود ہوتی ہیں اور دن کو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر خالق و مخلوق کے دشمنوں کو نیست و نابود کرتے ہیں اور معاشرہ کو عدل و انصاف اور امن کا گہوارہ بنا دیتے ہیں۔ جی ہاں یہ ہے ہر افراط و تفریط سے پاک' متوازن جسمانی اور روحانی نظام عطا کرنے والا دین...... دین اسلام...... لیکن وہ انسان کس قدر بد نصیب ہوگا جو دنیاداری چھوڑ کر روحانیت کی مشکل راہ پر چلا لیکن پھر بھی دنیا داروں سے زیادہ گمراہ ہوا۔ خسر الدنیا و الآخرۃ

ایسے ہی یوگیوں اور راہبوں سے متاثر ہو کر اس طرح کی افراط و تفریط کی خطا عہد نبوی میں بھی بعض مسلمانوں سے سرزد ہونے لگی تھی مگر ہادیٔ دوجہاں ﷺ کی بروقت رہنمائی نے انہیں گمراہی کے عمیق گڑھے میں گرنے سے بچا لیا۔ یہ تاریخی واقعات آج بھی ذخیرۂ احادیث میں گم کردہ راہوں کو راہ مستقیم دکھانے کے لئے ہدایت کی ضیاء پاشیاں بکھیر رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک اہم واقعہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر آج کے یہ یوگی' صوفی اور راہب ملاحظہ کریں اور درس عبرت حاصل کریں۔ بخاری کتاب النکاح' باب الترغیب فی النکاح میں اس واقعہ کی تفصیل یوں مذکور ہوئی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' تین آدمی نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے گھر آئے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے۔ جب انہیں بتلایا گیا تو انہوں نے گویا نبی ﷺ کی اتنی عبادت کو کم سمجھا (جیسے آج کل روحانیت اور پیری مریدی کے دعویدار لوگ شریعت میں بتائی گئی عبادتوں کو روحانیت کی ترقی کے لئے ناکافی سمجھتے ہیں اور اپنی طرف سے ذکر و فکر' مراقبوں اور چلوں وغیرہ کی بے شمار نئی عبادتیں گھڑ چکے ہیں) اور کہنے لگے' کہاں ہم اور کہاں نبی کریم ﷺ جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف کئے جا چکے ہیں (یعنی ہمیں ان سے زیادہ

عبادت کرنی چاہئے) پھر ایک نے کہا' میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا' میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی روزہ نہ چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا' میں ہمیشہ عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ان لوگوں سے پوچھا' کیا تم نے یہ باتیں کی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیز گار ہوں۔ اس کے باوجود میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ رات کو نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ تو جو کوئی میری سنت کو ناپسند کرے' اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔

اس طرح کی معاشرتی زندگی جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی ہو' کس قدر متوازن اور فطری ہوتی ہے' اس کا اعتراف دنیا کو تیاگ دینے والے ایسے بڑے بڑے مشہور صوفیوں کو بھی بالآخر کرنا پڑا۔ مثلاً ابراہیم ادھم کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے خود تو ترک دنیا کر کے گوشہ نشینی اختیار کی تھی مگر ایک شخص کے سوال کرنے پر وہ جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ وہ بھی اہل وعیال چھوڑ کر ابراہیم کی طرح عبادت گزار بن جائے۔ آپ نے سنا تو فرمایا! ''واللہ اگر اسے معلوم ہوتا کہ وہ پریشانی اور فکر جو اہل وعیال کی خبر گیری میں ہے' میری عبادت سے بڑھ کر فضیلت رکھتی ہے تو وہ یہ خواہش ہرگز نہ کرتا'' اتنے میں ایک اور عیالدار شخص جسے ایک دن کوئی مزدوری نہ ملی تھی' فکر وغم میں جارہا تھا کہ بچوں کو کیا کھلائے گا۔ راستہ میں حضرت ابراہیمؒ کو بے فکر بیٹھے ہوئے دیکھا اور کہنے لگا ''مجھے آپ پر رشک آتا ہے۔ آپ غمِ عیال سے فارغ بیٹھے ہیں' آپ نے فرمایا'' بھئی مجھے تُو آج کے غم کا ثواب دے دے۔ بخدا میں اپنی ساری عمر کا ثواب تجھے دیتا ہوں کیونکہ اللہ کے نزدیک تیرا غم عیال میری عبادت سے زیادہ وقعت رکھتا ہے۔'' یہ سن کر اس کا دل خوش ہوا اور وہ چلا گیا۔ (مقربان حق ص 101)

آج ہندوؤں کے ایسے روحانی نظام یوگا کی طرز پر اسلام میں مراقبہ کا نیا روحانی نظام کھڑا کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ کن کی تقلید کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی اس گمراہی کا شکار ہو جائیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں تباہ و برباد ہوئیں۔

ہاں اگر کوئی رہبانیت کا بہت ہی زیادہ شائق ہو چکا ہے تو اسلام نے اس کا بھی ایک بڑا مناسب علاج اور متبادل دیا ہے اور وہ ہے جہاد..... اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر فرمایا:

((ورهبانية هذه الامة الجهاد فى سبيل الله عزوجل))

(مسند احمد : ۲۶٦/۳۔حسن)

''اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے''

یعنی اگر کوئی یکسر دنیاداری سے نکل کر اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے تو ایسی عبادت کا بہترین میدان..... میدان جہاد ہے اور پھر یہ عبادت بھی ایسی ہے جسے اللہ پر ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عبادت قرار دے دیا گیا۔(بخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور)

اس لئے کہ یہ وہ عبادت ہے جس میں انسانیت کو ظالموں' متکبروں' اللہ کے باغیوں اور سرکشوں سے نجات دلائی جاتی ہے۔ اسی عظیم عبادت اور جہاد کی شان میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے جو تاریخی منظوم الفاظ کہے' وہ اس کی فضیلت کی گواہی دینے کے لئے کافی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

يا عابد الحرمين لو ابصرتنا
لعلمت انك فى العبادة تلعب
من كان يخضب خده بدموعه
فنحورنا بدمائنا تتخضب
ريح العبير لكم ونحن عبيرنا
رهج السنابك والغبار الاطيب

''اے حرمین میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے' اگر کبھی تو ہمارا حال دیکھے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض کھیل ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون میں نہا لیتے ہیں۔ تمہارے لئے ''اگر'' کی خوشبوئیں ہیں اور ہمارے لئے گھوڑوں کی ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہی ''اگر'' کی خوشبو ہے۔''

غرض گھروں کو چھوڑ کر دنیا سے کٹ کر اگر کوئی عبادت کی جائز اور بہترین راہ رکھی گئی تو وہ یہی جہاد کی راہ ہے...... باقی کسی ایسی عبادت کی کوئی گنجائش نہ رکھی گئی چاہے وہ یوگا کے نام پر ہو یا مراقبوں کے نام پر یا چلوں کے نام پر۔

مراقبہ اور یوگا کے سلسلے میں بعض لوگ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم نے ان دونوں کو شاید زبردستی باہم ملا دیا ہے تو اس لئے اب ہم ان دونوں کی تعریف‘ مشترکہ مقاصد اور طریقہ کار بھی خود اپنی طرف سے نہیں بلکہ ان کے داعیوں کی زبانی بیان کرتے ہیں......اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں گے کہ ایسے یوگیوں‘ سادھوؤں‘ صوفیوں اور فقیروں کے نام نہاد روحانی کرشموں کی حقیقت کیا ہے؟

مراقبہ اور یوگا کے یکساں گمراہ کن معانی ومقاصد اور نظریہ وحدت الوجود

ہندو مسلم داعیان کے اپنے اعترافات کی روشنی میں

قارئین کرام! مراقبہ لفظ رقیب سے ہے جس کا مطلب ہے۔ کسی کی نگرانی یا نگہبانی کرنا مراقبہ کا معنی ومفہوم ہے کہ اپنی توجہ اور دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا۔ سب چیزوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف دھیان کرنا۔ دوسرے معنوں میں انسان اللہ کی عبادت اور ذکر میں محو ہو جائے۔ اس طرح کی عبادت شریعت کی بتائی گئی حدود وقیود میں کی جائے تو اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن ہمارے ہاں جس طلسمی اور پراسرار مراقبہ کو رائج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے' اس کی سرحدیں اسلام سے نہیں بلکہ ہندومت اور بدھ مت سے ہی ملتی ہیں۔ اس مروجہ مراقبہ کی بنیاد یہ ہے کہ انسان یہ تصور کرے کہ اللہ کے سوا کوئی چیز موجود نہیں۔ ہر چیز فنا ہو چکی ہے جیسا کہ خواجہ شمس الدین عظیمی مراقبہ کے بنیادی تصور کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ تصور کیا جاتا ہے کہ کائنات فنا ہو کر عدم ہو گئی ہے اور صرف اللہ باقی ہے۔'' (مراقبہ:۳۲۹)

حالانکہ یہ تصور کرنا ہی حقیقت کے خلاف ہے۔ ہر چیز تو موجود ہے۔ پھر کسی موجود چیز کی نفی کرنا غیر حقیقی اور غیر شرعی ہے۔ مراقبہ میں اس طرح کے تصور کی بنیاد نظریہ وحدت الوجود ہے جس کے تحت پوری کائنات میں صرف ایک ہی وجود حقیقی ہے اور وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ باقی

سب وجود ہماری نظر کا دھوکا اور فریب ہیں۔ اس نظریہ کے مطابق کائنات کی ہر چیز خدا ہے چاہے وہ کتنی گندی اور غلیظ چیز ہی کیوں نہ ہو۔

دین کا ایک عام طالب علم بھی یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اسلام میں ایسے مراقبوں اور ایسے نظریوں اور فلسفوں کا کہیں وجود نہیں۔ ایسے نظریات غیر مسلموں کے ہاں بکثرت ملتے ہیں۔ ہندوؤں میں یہ نظریہ ''ہمہ اوست'' کے نام سے موجود ہے جس کے مطابق یہ کائنات خدا سے الگ کوئی مخلوق نہیں بلکہ یہ کائنات ہی خدا اور خدا ہی کائنات ہے۔ ہر چیز میں خدا ہے اور ہر چیز خدا ہے۔

غیر مسلموں کے ایسے مشرکانہ نظریات پر مبنی مراقبوں کی درآمدگی کا اعتراف مروّجہ مراقبہ کے قائلین وعاملین اور داعی حضرات خود بھی کرتے ہیں۔

خواجہ شمس الدین عظیمی اپنی کتاب ''مراقبہ'' میں جا بجا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ مراقبہ ہندوؤں کے یوگا سے لیا گیا ہے اور یوگا کی بنیاد ہی مراقبہ پر ہے۔ اس سلسلے میں وہ بہت سے ہندوؤں کے یوگیوں اور سادھوؤں کو ہندوؤں کے فقراء کے نام سے پیش کرتا ہے اور مراقبہ کی اہمیت پر ان کے اقوال واحوال مسلمانوں کے لئے بطور نمونہ درج کرتا ہے۔ چنانچہ ایک طرف مراقبہ کی تعریف میں وہ جہاں یہ لکھتا ہے۔

''مراقبہ ایک قلبی عمل ہے جو لفظ رقیب سے ماخوذ ہے۔ رقیب اسماء اللہ میں سے ایک اسم ہے جس کے معنی نگہبان، پاسبان کے ہیں۔ (مراقبہ ص ۹۱)

تو ساتھ ہی اگلے صفحات پر وہ ہندوؤں کی مقدس کتاب بھگوت گیتا سے کرشن اور راجہ ارجن کے وہ مکالمات درج کرتا ہے جن سے ان کے مروجہ مراقبہ کی شان ورفعت پر روشنی ڈالی جاتی ہے یہاں تک کہ مراقبہ کی حالت میں خواجہ صاحب کو کیسے کیسے خواب آتے ہیں۔ وہ بھی ذرا ملاحظہ کریں۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ کی زیارت کی۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ کی زیارت نصیب ہوئی۔ خواب ہی میں کرشن جی سے ملاقات ہوئی۔ ان کے پاس تین

چار سادھو بیٹھے تھے۔انہوں نے اپنی چادر مجھ پر ڈال دی۔عالم خواب ہی میں عالم برزخ کی سیر کی۔(جنت کی سیر از خواجہ شمس الدین عظیمی ص73)

گویا خواجہ صاحب مراقبہ کی حالت میں نہ صرف پیغمبروں سے ملاقات فرماتے ہیں بلکہ ہندوؤں کے اوتاروں سے بھی ملتے ہیں جو انہیں اپنی ''چادر'' عطا فرماتے ہیں۔''روحانی دنیا'' میں کسی بزرگ کی طرف سے چادر ملنے کا مطلب ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا ''خصوصی فیض'' یا ''خرقہ خلافت'' دے دیا۔پیغمبروں اور ہندوؤں کے اوتاروں دونوں سے روحانی ملاقات یوں دکھائی جارہی ہے کہ جیسے مقام و مرتبہ میں ان میں کوئی فرق نہیں بلکہ ہندو اوتار سے تو چادر فیض بھی بڑے جذبۂ عقیدت و ممنونیت سے لی جارہی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب خواجہ صاحب' اسلام اور ہندومت کو یکجا کرنے کے چکر میں ہیں اور ان میں کوئی بڑا فرق نہیں سمجھتے۔یہی وجہ ہے کہ وہ ہندوؤں کے یوگا کے بارے میں بار بار رطب اللسان ہوتے ہیں۔لکھتے ہیں۔

''یوگا ورزشیں جسم میں جسمانی بیماریوں کے خلاف دفاع کی قوت میں اضافہ کرتی ہیں اور روح میں بالیدگی کا سبب بنتی ہیں''(مراقبہ ص109)

پھر اسی یوگا کے بارے میں خود ہی اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یوگا ہندومت سے ماخوذ ہے۔دو ہزار تین سو سال پہلے ''پتانجلی مہارشی'' نے اپنی کتاب ''یوگا سوترا'' میں یوگا کا فلسفہ پیش کیا تھا۔یوگا کی مشقوں میں جسمانی صحت کے لئے ورزشیں اور روحانی صلاحیتوں کو متحرک کرنے کے لئے ''مراقبہ'' کے بارے میں تفصیلات جمع کی گئی ہیں۔''

(مراقبہ ص108)

گویا یہ واضح اعتراف کرنے کے باوجود کہ یوگا ہندومت سے ماخوذ ہے اور اس میں ہی اس کی بنیاد ''مراقبہ'' کے بارے میں بنیادی تفصیلات جمع کی گئی ہیں' پھر بھی مسلمانوں کو یوگا کے فوائد سے روشناس اور متعارف کرایا جارہا ہے کہ ''یوگا ورزشیں'' جسمانی قوت میں اضافہ اور روح میں بالیدگی کا سبب بنتی ہیں' یعنی اب ہندوؤں کا نظام یوگا ہماری روح کی صفائی اور بالیدگی کا سبب بنے گا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

سوال یہ ہے کہ اگر خواجہ صاحب کے نزدیک مراقبہ کا وہی تصور ہے جو انہیں اسلام سے ملتا ہے تو پھر اس کے لئے ہندوؤں کے یوگا کو ساتھ متعارف کرانے اور اس کے قصیدے لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں جس مراقبے کا تصور ہے' اس کے تقاضے محض اسلامی تصور سے پورے نہیں ہوتے' اس کے لئے ہندوؤں کے نظام کا سہارا لینا ضروری تھا۔ ہندوؤں کے اس نظام یوگا کو وہ بظاہر مسلمانوں میں مروّجہ لفظ ''مراقبہ'' کے لیبل تلے متعارف کرا رہے ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے ہندوؤں کے اس یوگا کو مسلمانوں میں عام کرنے کے لئے یوگا کی بنیاد ''مراقبہ'' پر نہ صرف پوری کتاب لکھ ڈالی بلکہ یوگا اور مراقبہ کی یہ تحریک روحانی ڈائجسٹ اور مراقبہ ہالز کے ذریعے پورے ملک میں برپا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور لوگوں کو یوگا اور مراقبہ کی آڑ میں ہندوؤں کے اس شرکیہ فلسفہ کی طرف لا رہے ہیں جو کہ ''ہمہ اوست'' کے نام سے معروف ہے اور جسے مسلمانوں میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا لباس پہنا کر پیش کیا جاتا ہے کہ ہر چیز میں خدا ہے اور ہر چیز خدا ہے۔ اسی نظریہ کی وجہ سے ہندو تمام مظاہر قدرت کی پوجا کرتے ہیں کہ انہیں ہر ایک میں خدا ہی نظر آتا ہے۔ انہیں خدا اور مخلوق ایک دوسرے میں مدغم اور ملے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے کا حصہ نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں میں نظریہ وحدت الوجود کے قائل ایک ایسے ہی بزرگ عفیف الدین تلمسانی سے جب کسی نے اعتراض کیا کہ:

''اگر عالم کی تمام چیزیں ایک ہیں جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے تو پھر تمہارے نزدیک جورو' بیٹی اور ایک اجنبی عورت میں کیا فرق ہے؟ تلمسانی نے جواب دیا۔ ''ہمارے ہاں تو کوئی فرق نہیں۔ چونکہ ان محجوبوں (اہل شریعت) نے ان کو حرام قرار دیا ہے تو ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ چیزیں تم پر حرام ہیں ورنہ ہم پر کوئی چیز حرام نہیں۔

(امام ابن تیمیہ مصنفہ کوکن عمری ایم اے ص 361 بحوالہ شریعت وطریقت ص 88)

یہ ہے نظریہ وحدت الوجود کی حقیقت جس پر یوگا اور مروجہ مراقبہ کی بلند وبالا عمارت کھڑی کی گئی ہے۔

شری آنند اور سوامی رام داس کی تصدیق:

یوگا کی تعریف کرنے والے خود ہندو یوگی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ یوگا کی بنیاد ہندوؤں کا ہمہ اوستی نظریہ یعنی نظریہ وحدت الوجود ہے...... وہ یوگا کی تعریف ہی یہ کرتے ہیں کہ یوگا سے مراد ایک کا کسی دوسرے سے ملنا' مدغم ہونا' الحاق کرنا کسی کا حصہ بن جانا وغیرہ ہے۔

شری آنند لکھتا ہے:

''یوگا کا لفظ سنسکرت زبان سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کسی سے الحاق کرنا' کسی کا حصہ بن جانا۔ ہندو ازم اور ویدانت جن کا کہ یوگا ایک لازمی حصہ ہے' اس میں جیونترا یا کسی ذی روح کی روح کو بھی پرماتما (خدا) کا ایک اٹوٹ انگ بتایا گیا ہے۔ (اپنی خفیہ قوتوں کو یوگا سے جگایئے ص 67)

اس بات کی ایک اور جگہ وضاحت یوگا کی ایک قسم بھگتی یوگ میں کی گئی ہے۔ سوامی رام داس اپنے چیلے شری آنند کو بھگتی یوگ کی تربیت دیتے ہوئے بتاتا ہے کہ

''جوں جوں بھگتی (مراقبے) کی مشق میں پیش رفت ہوتی جائے گی' خدا کے بارے میں اسے بالآخر معلوم ہوگا کہ وہ تو کائنات کے باریک ترین ذرے میں بھی ہے''

یعنی کائنات کے ذرے ذرے میں خدا ہے یا بالفاظ دیگر کائنات کا ذرہ ذرہ خدا ہے۔ یہ ہے وہ یوگا کا شرکیہ فلسفہ جسے آج کل بعض لوگ مراقبہ کی آڑ میں مسلمانوں میں داخل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ اور مسلمانوں میں ایک نئی بھگتی تحریک کی بنیادیں کھڑی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت سے نوازے۔ آمین

مراقبہ، جنس اور گرو ورجنیش:

جنگلوں' غاروں اور پہاڑوں میں جا کر یوگا اور مراقبہ کرنے والے اپنے اس فعل کی سب سے بڑی توجیہہ یہ پیش کرتے ہیں کہ وہ دنیا بالخصوص جنس سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک نفس کی تمام خرابیوں کی جڑ جنس ہے۔ اگر جنس اور نفسانی خواہشات ختم کر دی جائیں تو انسان دنیاوی دکھوں سے نجات پا جائے گا۔ یہ دکھ خواہشات پوری نہ ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام

میں تو جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ وہ تزکیہ نفس کا حکم تو دیتا ہے لیکن نفس مارنے کا نہیں۔ نفس کی جائز خواہشات جائز طریقوں سے پوری کرنے کی اجازت تو دیتا ہے لیکن ان کی راہ میں ناجائز طور پر سدِراہ نہیں بن جاتا۔ پیغمبر دین فطرت' تاجدار رسالت ﷺ نے تو مسلمانوں کو یہاں تک تعلیم دی کہ

''بے شک تیری جان کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے'' (مسلم۔ بخاری)

یعنی جب جان تھک جائے تو اسے آرام کا بھی حق ہے۔ اسے حسب استطاعت مناسب کھانے کا بھی حق ہے۔ شادی کے ذریعے اس کا جنسی تقاضا پورا کرنا بھی اس کا حق ہے۔ اسی طرح آنکھ جاگ جاگ کر تھک جائے تو اسے رات کو ایک مناسب وقت تک بند کر کے سوجانا بھی اس کا حق ہے۔ یہ ہے اسلام جس نے ایک ایک چیز کے بڑی مناسب حدود میں حقوق متعین کر دیئے۔ قرآن میں اللہ نے بھی فرمایا:

﴿لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا﴾

''اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا''

جب اللہ کی شریعت نے نفس کے فطری تقاضوں کی راہ میں کوئی ناجائز قدغن نہیں لگائی تو انسان اپنے نفس پر ناجائز پابندیاں کیوں لگائے۔ پانی کو اگر دریا کا صحیح راستہ نہ دیا جائے اور اس کی راہ میں آبادیاں بنادی جائیں یا دیگر رکاوٹیں کھڑی کردی جائیں تو تب وہ ان آبادیوں میں تباہی پھیلاتا ہوا گزرتا ہے اور ہر رکاوٹ کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر اسے صحیح راستہ دیا جائے تو وہ دریاؤں اور ندی نالوں سے ہوتا ہوا کھیتوں میں ہریالیاں اور شہروں میں خوشحالیاں لاتا ہے' گلیوں میں پانی کے نکاس کے لئے نالیاں نہ بنائی جائیں' اسے گزرنے کا صحیح راستہ نہ دیا جائے تو پھر جگہ جگہ جوہڑ بنتے ہیں۔ راستے گندے اور متعفن ہوجاتے ہیں اور پھر وباؤں کا راج ہوتا ہے۔

مراقبہ اور یوگا کرنے والوں نے نفس کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے غیر فطری راہ اختیار کی تو وہ غلط در غلط نتائج کا شکار ہوتے گئے۔ یہ راہ اختیار کرنے والوں میں سے بعض تو اپنے تئیں صرف نفس کی اصلاح ہی چاہتے تھے اور کچھ کا فلسفہ یہ تھا کہ اگر وہ جنسی توانائی کو ضائع ہونے سے بچالیں گے تو اس بچی ہوئی توانائی کے بل پر وہ بڑی بڑی مشکل ریاضتیں' گیان دھیان اور مجاہدے وغیرہ کرسکیں گے۔ اور اس طرح انہیں ایسی زبردست جسمانی اور روحانی قوتیں حاصل ہوجائیں گی جن کے ذریعے وہ مافوق الفطرت کارنامے انجام دے کر دنیا کو حیران کردیں گے۔ لیکن نفس پر قابو رکھنے کا یہ طریقہ کوئی اتنا آسان نہ تھا۔ اس غیر فطری راہ پر چل کر جن ناقابل بیان اذیتوں اور جبر سے گزرنا پڑتا ہے' ان کا عام آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ آج کی طب بھی اس بات کی تصدیق کرچکی ہے کہ شادی نہ کرنے والے افراد جلد ہی مختلف بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ذہنی اور جسمانی طور پر وہ عدم توازن کا شکار ہوتے ہیں۔ شری آنند نے جب یوگا کی شرائط کے مطابق اپنے نام نہاد روحانی سفر کا آغاز کیا تو وہ یہ بات لکھنے پر مجبور ہوا کہ:

''جنسی خواہش کو جوں جوں دباتا' اتنی ہی وہ ابھرتی' ذہنی سکون غارت ہوگیا۔ نیند غائب ہوگئی۔ بھوک کم لگتی۔ چڑچڑا پن اور بڑھ گیا...... دیگر منفی قوتیں بھی پریشان کرتی رہتی تھیں بالخصوص جنس پر مکمل و مسلسل کنٹرول نے مجھے تو پاگل کردیا اور میں بعض اوقات رو دیا کرتا تھا۔ کبھی سوچتا کہ یوگا پریکٹس اور روحانیت وغیرہ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لوں کہ میں اس قابل نہ تھا۔

(اپنی خفیہ قوتوں کو یوگا سے جگایئے۔ ص ۲۷'۲۸)

اب شری آنند ایسے یوگی اور فقیر جیسے کیسے یہ راہ اختیار تو کرلیتے ہیں لیکن سوچئے آج تک خود ان کو اور انسانیت کو اس سے کیا فائدہ ہوا' یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ بلکہ ان لوگوں نے معاشرے پر بوجھ بن کر زندگی گزاری۔ ان کے اہل خانہ کربناک معاشی حالات سے گزرتے یا پھر وہ سب لوگوں کے صدقات و خیرات پر پلتے کیونکہ یہ لوگوں کی نظر میں بڑے پہنچے ہوئے اور مقدس لوگ سمجھے جاتے۔ انہیں سادھو' سنت' پیر پروہت' قطب' ابدال اور مہارشی وغیرہ کے خطابات دیئے جاتے۔

اس راہ پر چل کر جو یہ مافوق الفطرت طاقتوں کے حصول کے دعوے کرتے ہیں' وہ بھی وہم اور پروپیگنڈے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مزید برآں یہ راستہ چونکہ غیر فطری راستہ تھا' اس لئے کسی بھی مذہب میں ان راہوں کو اختیار کرنے والے بہت کم لوگ رہے اور موجودہ تیز ترین مشینی دور میں تو ازمنۂ قدیم کے ان طریقوں کو اختیار کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور جو اختیار کرتا ہے' وہ بھی بس ایک حد تک۔ چنانچہ اس نام نہاد روحانی نظام کے پروہتوں نے جب جدید دنیا میں اسے یوں تیزی سے ناکام اور ناقابل عمل ہوتے دیکھا تو اب وہ اس میں کچھ اصلاحات اور ترمیمیں فرما کر اسے دوبارہ دنیا کیلئے قابل قبول بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ یہ ترمیمیں بھی نئی افراط و تفریط کا شاہکار ہیں۔

ان نئی اصلاحات اور فلسفوں کا سب سے بڑا داعی گرو رجنیش ہے۔ یوگا اور مراقبہ کا سب سے بڑا اور بنیادی تقاضہ جنس سے یکسر دوری ہے۔ ہمیشہ کے لئے تجرد اور کنوار پن کی زندگی گزارنا اس روحانی نظام کے نام نہاد فوائد سے متمتع ہونے کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ہندوؤں کو صدیوں کے تجربات کے بعد یہ بات بالآخر معلوم ہوئی کہ نفس اور جنس کے تمام جائز تقاضوں سے دور رہ کر زندگی گزارنا کسی طرح بھی ممکن نہیں اور نہ ہی یہ فطری راستہ ہے۔ خاص طور پر جنس سے ہمیشہ کے لئے دور رہنا تو انسان کو اذیت ناک حد تک پاگل کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس جنسی کشش کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک جدید ہندو سکالر گرو رجنیش میدان میں آیا۔ یہ ویسے تو دنیا کے کسی مذہب کو بھی ماننے کو تیار نہیں۔ یہاں تک زبان گستاخ دراز کرتا ہے کہ "انسانیت کے سابقہ یا موجودہ سارے پیغمبر ناکام رہے ہیں" (گرو رجنیش لیکچرز ص 129)

یعنی اب تک دنیا کے سب مصلحین ناکام رہے ہیں۔ شاید وہ اپنے آپ کو ہی انسانیت کا صحیح مصلح قرار دیتا ہے لیکن کسی مذہب' مصلح اور پیغمبر کو نہ ماننے کے باوجود وہ یوگا اور مراقبہ کا پرجوش مبلغ ہے۔ وہ ان دونوں کا ارتباط یوں پیش کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوگا اور مراقبہ کوئی الگ الگ چیز نہیں۔ وہ اپنے الفاظ میں یوگا کی یوں تعریف کرتا ہے۔

''یوگا ایک سکون آفرین مراقبہ اور روح پرور عبادت ہے'' (گرور جنیش لیکچرز ص 33)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مراقبہ یوگا ہی ہے اور یوگا مراقبہ ہے۔ یہی یوگی اپنی کتاب میں ایک لیکچر کے آخر میں کہتا ہے۔

''میں اس ذات اعلیٰ کے آگے جھکتا ہوں کہ جو ہم میں سے ہر ایک کے اندر موجود ہے'' (گرور جنیش لیکچرز ص 173) یعنی وہ اس طرح یوگا کے بنیادی نظریہ وحدت الوجود سے بھی اتفاق کا اظہار کرتا ہے۔ کسی مذہب پر ایمان نہ رکھنے کے باوجود ہندوؤں کے یوگا کی تعریف وتبلیغ میں اس کا یوں رطب اللسان ہونا عجیب لگتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہندومت کا صحیح پیروکار ہے کیونکہ ہندومت بجائے خود کسی باقاعدہ مذہب کا نام نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندومت کا کوئی بڑے سے بڑا قدیم وجدید رہنما بھی آج تک ہندو مذہب کی متعین تعریف نہیں کرسکا۔ زیادہ سے زیادہ ہندومت ان تمام شرکیہ عقائد ورسوم کا ایک مجموعہ نظر آتا ہے جو دنیا کے کسی بھی معاشرے میں آج تک پائی گئی ہوں۔

چنانچہ یوگا کو ناکامی سے بچانے کے لئے جو فطری طور پر اس کا مقدر ہے' گرور جنیش بری طرح ہاتھ پاؤں مارتا نظر آتا ہے۔ اور اس حواس باختگی میں وہ اس دلدل سے جتنا نکلنے کی کوشش کرتا ہے' اتنا ہی اس کے اندر دھنس جاتا ہے۔ وہ دائمی تجرّد پن سے گھبرا کر یوگا سے گریز پا لوگوں کو دوبارہ یوگا کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک نیا فلسفہ تراش کر پیش کرتا ہے۔ اس فلسفے کے ذریعے اس کی کوشش ہے کہ وہ اس مسئلہ کا ایک ایسا حل نکالے جس سے دائمی تجرد پن کا یوگا کا بنیادی فلسفہ بھی متاثر نہ ہو اور جنس کا خیال بھی یوگیوں کو بار بار پریشان نہ کرے۔ یوگیوں کے لئے دائمی تجرّد پن کے اصول کو برقرار رکھنا بہر صورت ضروری ہے۔ گرور جنیش کا عقیدہ ہے کہ مراقبہ سے جو یکسوئی حاصل ہوتی ہے، اس سے انسان شعور سے لاشعور میں پہنچ جاتا ہے اور پھر اس طرح انسان زبردست جسمانی اور روحانی قوت حاصل کرتا ہے' اس کے نزدیک کامل یکسوئی' سپردگی یا مراقبے کی یہی حالت انسان جنسی فعل میں بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں بھی انسان ہر چیز سے

بے خبر ہو جاتا ہے۔ شعور سے لاشعور میں پہنچ جاتا ہے لیکن گرو کے نزدیک مباشرت میں یہ حالت بہت عارضی ہوتی ہے۔ اگر چہ جنسی عمل میں جو تھوڑی سی دیر کی کامل یکسوئی حاصل ہوتی ہے اس سے بھی ایک زبردست نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان ایک نئے انسان کی تخلیق کا ایک عظیم کارنامہ انجام دینے کا باعث بن جاتا ہے لیکن گرور جنیش کے نزدیک انسان ایسی کامل یکسوئی اور شعور سے لاشعور میں پہنچنے کی یہ حالت جنسی فعل کے بغیر محض مراقبہ اور یوگا کے ذریعے حاصل کرے تو اس سے کئی گنا زائد فائدے حاصل ہوں گے۔ اس میں انسان کی جنسی توانائی بھی ضائع ہونے سے بچ جاتی ہے جو جسمانی اور روحانی قوت میں ڈھل جاتی ہے اور دوسرے مراقبہ کا یہ عمل مباشرت کی طرح بہت عارضی اور بہت مختصر مدت کے لئے بھی نہیں ہوتا۔

اب رہ گیا یہ مسئلہ کہ کہ انسان کو جنس کی کشش سے کس طرح دور رکھا جا سکتا ہے کہ لوگ یوگا اور مراقبہ کی طرف راغب بھی رہیں اور جنس کا مسئلہ انہیں کبھی پریشان بھی نہ کرے تو اس کا حل وہ اپنی کتاب کاما تا راما (Kama to Rama) یعنی شہوانیت سے الوہیت تک میں یہ تجویز فرماتا ہے کہ جنس کو زیادہ سے زیادہ عام کر دینا چاہئے۔ اگر مرد اور عورت بچپن سے جوانی تک ایک لمبا عرصہ مکمل عریاں رہنے لگیں تو بالآخران میں جنس کی کشش ختم ہو جائے گی۔ اور یوں نہ صرف یوگیوں کے لئے بلکہ کسی انسان کے لئے بھی جنس کوئی مسئلہ نہ رہے گی اور کوئی جنس کی طرف جائے گا ہی نہیں۔ ہم نے گرو صاحب کا یہ فلسفہ اپنے الفاظ میں خلاصہ کے طور پر پیش کیا ہے کیونکہ اس کا یہ سارا فلسفہ پوری کتاب میں پھیلا ہوا ہے اور وہ جس فحش انداز میں بیان کرتا ہے اسے یہاں من وعن بیان کرنا ممکن نہیں۔ بہر حال گرو صاحب یہ جدید ترین فلسفہ پیش کر کے اپنے تئیں بڑی خوش فہمی کا شکار ہیں کہ اس طرح گویا انسانوں کو انہوں نے جنس سے بے رغبت کرنے کا زبردست نسخہ پیش کر دیا ہے حالانکہ یہ خام خیالی سے زیادہ کچھ نہیں۔ ان نام نہاد جدید دانشوروں اور گروؤں کے نزدیک ازمنہ قدیم میں انسان اتنا غیر متمدن اور وحشی تھا کہ بغیر کپڑوں کے ہی رہتا تھا۔ اب گرو صاحب کے فلسفہ کی رو سے تو انسانوں کو شروع میں ہی جنس سے بے رغبت

ہو جانا چاہئے تھا لیکن موجودہ نسل انسانی کی تعداد بتا رہی ہے کہ انسان کسی حالت میں بھی جنس سے بے رغبت نہیں ہوا بلکہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس معاشرے میں جس قدر عریانی ہوتی تھی' اس میں عورتوں کے ساتھ زیادتی آسان ہوتی تھی اور ایسے واقعات بکثرت ہوتے تھے۔ آج بھی مختلف ملکوں کے اعداد وشمار سے بآسانی یہ نتیجہ مل سکتا ہے کہ مغربی ممالک میں جہاں عریانی سب سے زیادہ عام ہے' ہر قسم کے جرائم میں بھی وہ سب سے آگے ہیں اور جہاں یہ عریانی سب سے کم ہے مثلاً سعودی عرب اور طالبان کے دور حکومت میں' وہاں ایسے جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ اگر جنس عام کرنے کے نتیجے میں جنس سے بے رغبتی بڑھتی ہوتی تو جانوروں پر کبھی کوئی جنسی پابندیاں نہیں رہیں۔ گرو صاحب کے فلسفے کی رو سے تو جانوروں کی تمام نسلوں کو اب تک ختم ہو جانا چاہئے تھا لیکن ایسا کہیں بھی نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرو صاحب کا یہ فلسفہ غلط ہے کہ جنس کو عام کرنے سے جنسی کشش ختم ہو جائے گی۔ یہ سب محض خوش فہمی سے زیادہ کچھ نہیں۔ لیکن بفرض محال اگر گرو صاحب کے فلسفے کے مطابق انسان جنس کو عام کرنے سے جنس سے یکسر لاتعلق ہو بھی جاتا ہے تو پھر دنیا میں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہی نا کہ پھر انسان ہی ناپید ہونا شروع ہو جائیں گے۔ جب انسان ہی نہ رہیں گے تو کون کرے گا مراقبہ اور کون کرے گا یہ یوگا؟ اپنے فلسفے کے اس جھول' اس انجام اور اس کے ناقابل عمل ہونے کا احساس وادراک بھی بالآخر انہیں خود ہی ہو گیا۔ چنانچہ اپنے ایک دوست کے سوال کرنے پر وہ کہتا ہے۔

اب بہت زیادہ تشویش پیدا ہوتی ہے کہ برہمچاریہ تجرد (دائمی کنوارپن) تخلیق نو کو روک سکتا ہے اور دنیا ختم ہو جائے گی! میرے دوست برہمچاریہ (جنسی بے رغبتی) کا امکان صفر ہے۔

(کاما سے راما تک۔ گرو رجنیش لیکچرز ص 168)

حیرانی ہے کہ جب گرو صاحب کو اپنے فلسفے کے مطابق لوگوں میں برہمچاریہ یعنی تجرد کا ایک فیصد بھی امکان نظر نہیں آتا تو پھر اتنی ٹامک ٹوئیاں مارنے کا فائدہ۔

غرض یوگا اور مراقبہ کے تمام فوائد بھی محض تصورات' اٹکل پچو اور اوہام سے زیادہ حیثیت نہیں

رکھتے اور یوگا کو ختم ہونے سے بچانے کی کوششیں بھی انہیں ان کی اپنی دلدل میں مزید دھنسا دیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اس نام نہاد روحانی سکالر کے اس ننگے اور مادر پدر آزاد فلسفے کے خلاف خود ہندوؤں میں بڑا سخت ردعمل ہوا اور اسے قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں جس کا اعتراف وہ خود اپنی داستان میں بھی کرتا ہے تو باقی کوئی ایسے فلسفے کا کیسے قائل ہوسکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں سے بعض لوگ آج یوگا اور مراقبہ کے ہندوانہ نظاموں کو آنکھیں بند کرکے اپنا رہے ہیں۔ انہیں ہوش کرنی چاہئے اور اللہ سے ڈر جانا چاہئے۔

غار حرا اور مروّجہ مراقبہ کو اسلامی ثابت کرنے کی بودی دلیل:

یہ بات اب ہم ہر طرح سے ثابت کر چکے ہیں کہ مروجہ مراقبہ ہندوؤں کے یوگا کا خاص شرکیہ نظام ہے۔ مراقبہ کے حق میں بعض لوگ اسلام سے بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ خود نبی ﷺ بھی پہلے غار حرا میں جا کر مراقبہ کرتے تھے اور اس کے نتیجے میں انہیں نبوت ملی۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ استدلال کئی لحاظ سے غلط ہے۔ یہ واقعہ قبل از نبوت کا ہے جو حجت نہیں بن سکتا۔ نبوت کے بعد آپ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف کیا ہے یا پھر جہاد کو اس امت کی رہبانیت قرار دیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۲۶۶۔ حسن) لیکن غار حرا میں آپ ﷺ پھر کبھی نہیں گئے۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى نبوت سے پہلے آپ ﷺ کا کوئی قول و فعل امت کے لئے حجت نہیں ورنہ اور بھی کئی باتیں ماننا پڑیں گی۔ ہمارے اوپر صرف اس چیز کی پیروی فرض ہے جو وحی کی صورت میں آپ پر نازل ہوئی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ پس جس نے ہدایت (وحی) کی پیروی کی اس پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم۔ (البقرہ۔38)

نبوت ملنے کے بعد بھی جب کوئی حکم بدل جاتا تو پرانا حکم منسوخ سمجھا جاتا جیسے پہلے شراب کی ممانعت نہ تھی بعد میں ممانعت ہوگئی تو یہی بعد والا حکم آج تک چل رہا ہے تو نبوت سے پہلے کی کوئی بات کیسے دلیل ہوسکتی ہے۔ پھر یہ بھی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ غار حرا میں کس طرح کی عبادت کرتے تھے۔ جبکہ مراقبہ میں یوگا کی طرح خاص پوزیشنیں اختیار کی جاتی ہیں

سانس کو مختلف مضحکہ خیز طریقوں سے نکالا جاتا ہے اور بہت سے فرضی اور شرکیہ تصورات بھی قائم کیے جاتے ہیں۔ عبادت میں اس طرح کے خاص طریقوں کا ثبوت آپ سے نہ نبوت سے پہلے ملتا ہے نہ بعد میں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مراقبہ کے ایسے مخصوص طریقے ثابت ہیں۔

باقی یوگا اور مراقبہ کے نتیجے میں جو نام نہاد روحانی کرشمے دکھانے کے دعوے کیے جاتے ہیں' ان کی حقیقت کیا ہے' آیئے اب اس پر کچھ نظر ڈالتے ہیں۔

یوگا' مراقبہ' ہپناٹزم
اور مختلف قسم کے جناتی عاملوں کے محیرّ العقول کارنامے
اور ان کی حقیقت

پراسرار سلسلوں کی مشترک بنیاد...... تصور و توجہ اور وہم و گمان کی انتہا

یوگا اور مراقبہ کا معاملہ ہو یا اس قبیل کے بعض دوسرے ماورائی اور پراسرار قسم کے سلسلے مثلاً ہپناٹزم' ٹیلی پیتھی اور جنات و شیاطین کے ذریعے مختلف عملیات کرنے والے' ان سب کے طریقہ کار میں ایک بنیادی چیز مشترک ہے یعنی کسی چیز کے بارے میں مسلسل تصور قائم کرنا' اس پر پوری یکسوئی سے توجہ کرنا اور پھر فرضی طور پر قائم کیے گئے اپنے تصورات اور وہم و گمان کو حسب خواہش و منشاء زبردستی حقیقی صورت میں ڈھلتے دیکھنے کی کوشش کرنا۔ یہ وہ بنیادی فلسفہ ہے جو ان تمام سلسلہ ہائے طلسم کا مشترک لازمہ ہے۔ مثلاً

⊙ **یوگا اور مراقبہ:**

کے ضمن میں ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ ان کے عامل کے لئے پہلی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ

اپنی مشق کے لئے پہلے مکمل طور پر خالی الذہن ہو کر بیٹھے اور پھر اپنے گرو، سادھو، مرشد، پیر یا شیخ کا تصور کرے اور اس تصور و وہم کو اتنا مضبوط کرتا جائے کہ اپنے گرو یا مرشد کو حقیقتاً اپنے سامنے بیٹھا محسوس کرے۔

⊙ ہپناٹزم:

کا اصول بھی یہی ہے کہ عامل معمول کو کسی چیز کی طرف مسلسل ٹکٹکی باندھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس سے فطری طور پر آنکھوں میں غنودگی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور معمول نیند میں چلا جاتا ہے۔ حالت بیداری میں ایسی نیم خوابیدگی کو ہپناٹزم والے مسحّر نیند کہتے ہیں۔ اس حالت میں عامل معمول یا مریض کو تصور ہی تصور میں تلقین کرتا ہے کہ وہ فلاں جگہ پہنچ گیا ہے یا اس کی بیماری کی حالت ختم ہو گئی ہے یا اس کا فلاں مسئلہ حل ہو گیا ہے وغیرہ۔

⊙ ٹیلی پیتھی:

دو ذہنوں کے درمیان تصوراتی رابطے کا نام ہے۔ اسے فریب خیال اور خود تلقینی بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی انسان خود ہی تصور کرتا ہے کہ اس کا اپنے کسی مطلوبہ شخص سے ذہنی رابطہ ہو گیا ہے اور وہ جو چاہیں آپس میں تبادلہ خیال کر سکتے ہیں چاہے وہ کتنے ہی فاصلہ پر ہوں۔

ٹیلی پیتھی میں شمع بینی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے جس میں شمع کو مسلسل کئی گھنٹے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کی مشق کی جاتی ہے گویا پاگلوں کی طرح لمبا عرصہ ایک ہی نکتہ پر ذہن کو مرکوز کرنے کی عادت ڈالی جاتی ہے اور اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ ہم دوسروں سے مسلسل تصور کر کے رابطہ کر سکتے ہیں۔

⊙ جنّوں اور دیگر مؤکلات:

کے ذریعے علاج کا دعویٰ کرنے والے بھی یہی کرتے ہیں کہ اپنے معمول یا مریض کو آنکھیں بند کرا کر تصور کراتے ہیں کہ جو جنّ اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے، وہ اسے نظر آ رہا ہے۔ پھر وہ تصور ہی تصور میں ان جنوں کو ہلاک کر دیتا ہے یا ان جنّوں سے جو چاہتا ہے، کام لیتا ہے اور اپنے

مسائل حل کرتا ہے۔اس دوران معمول یا مریض کی تسلی کے لئے اس کے مذہب وعقیدہ کے مطابق کچھ منتر یا آیات کی تلقین بھی کی جاتی ہے تا کہ وہ ان طریقوں کو اپنے مذہب کے مطابق سمجھے بلکہ انہیں ہی اپنے مسئلے کے حل کا سبب خیال کرے۔یقیناً جن اپنا حقیقی وجود رکھتے ہیں اور یہ انسانوں کو تنگ بھی کر سکتے ہیں لیکن ان شیاطین کے علاج کے لئے مسنون نبوی ﷺ طریقہ جن کا ذکر آگے آئے گا، کو چھوڑ کر جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ،وہ عموماً تصوراتی اور شرکیہ ہوتے ہیں۔

تصور کے اس مسئلے پر تفصیلی بحث تو پہلے بھی کچھ آ چکی ہے اور مزید بھی ان شاء اللہ آگے آتی جائے گی تاہم یہ بات طے ہے کہ تصور اور وہم ہی عموماً ان سب طریقوں کا کم وبیش بنیادی عنصر ہے۔

ان سب طریقوں کے ماہرین خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ چیز ان سب میں مشترک ہے اور ان کے اثرات بھی تقریباً ایک جیسے ہیں اور یہ سب طریقے زیادہ تر ہندو یوگیوں اور سادھوؤں کے فلسفوں سے ہی لئے گئے ہیں البتہ مغرب نے ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی جیسے طریقوں میں مزید کچھ جدت بھی پیدا کی ہے لیکن بنیادی فلسفہ اور طریقہ اب بھی وہی ہے۔

طلسمی سلسلوں میں عوام کی کشش کی وجہ اور اسلام کی رہنمائی:

دین فطرت اسلام میں ظاہر ہے یہ فرضی تصورات قائم کرنے اور پھر اپنے وقت اور جسم و ذہن کی توانائیوں کو ان فرضی کاموں میں کھپائے رکھنے کی کسی صورت گنجائش نہیں ہے۔لیکن ان سب سلسلہ ہائے طلسم میں قرآن وسنت سے نابلد عامۃ الناس کی دلچسپی اور تیقن کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کے ذریعے ان کے جائز وناجائز اور ناممکن قسم کے دنیاوی مطالب ومقاصد اور شغل پورے ہوتے نظر آتے ہیں...... جب ایک دفعہ کسی کا ان ذرائع سے مسئلہ حل ہو جائے چاہے وہ اتفاقاً ہی ہو تو پھر وہ اس بحث میں پڑتا ہی نہیں کہ مسئلہ حل کرنے کے لئے اس کا اختیار کردہ ذریعہ قرآن وسنت کے مطابق درست ہے یا نہیں اور اگر وہ اس طرف آتا بھی ہے

تو پھر وہ اپنے طریقے کو شریعت کے مطابق درست ہی ثابت کرنے کی کوشش کرے گا چاہے اسے اس کی کوئی دلیل قرآن وسنت سے نہ ملے۔ اسلام نے ہمیں اپنے دینی و دنیاوی ہر طرح کے مسائل کے حل کے لئے رہنمائی دی ہے اور بتایا ہے کہ مسئلہ چاہے تمہارا کیسا ہی کیوں نہ ہو' اسے قرآن وسنت کی بتائی گئی حدود کے اندر حل کرو۔ اگر حل ہو جائے تو فبہا ورنہ اسے اللہ کی رضا سمجھ کر صبر کیا جائے...... اسی میں اللہ کی حکمت سمجھی جائے۔ اس کے حل کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کرنا قطعاً ضروری نہیں......

دولت اور رزق کے حصول کے لئے انسان کے سامنے حلال ذرائع بھی رکھے گئے ہیں اور حرام بھی لیکن حکم صرف حلال ذرائع اختیار کرنے کا ہے۔ جس کے نصیب میں جتنی دولت ہے' وہ تو اسے مل کر ہی رہنی ہے لیکن اگر وہ یہی دولت حرام طریقوں سے اکٹھا کرے گا تو اللہ کے ہاں مجرم بنے گا حالانکہ وہ حلال ذرائع اختیار کرے تو تب بھی اسے اتنی ہی دولت ملنی تھی لیکن انسان بے صبرا ہوتا ہے اور دنیا کی حرص اسے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یہی حال بیماری اور دیگر مسائل کا بھی ہے۔ بیماری کا علاج کرانا اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے اور جائز طریقوں سے علاج کرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن کوئی بیماری جوں ہی تھوڑی سی طول پکڑے' انسان فوراً اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے شرعی و غیر شرعی' ہر قسم کا علاج کرانے پر تیار ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے شرک بھی کرنا پڑے تو اس میں اسے کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی اور اگر اسے اس طرح آرام بھی آ جائے تو پھر تو اس پر وہ پختہ ہو جاتا ہے حالانکہ اگر وہ شرعی ذرائع سے علاج جاری رکھتا تو تب بھی آرام آ ہی جانا تھا لیکن اس کی بے صبری اسے شریعت سے دور لے جاتی ہے اور وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے۔

اب دیکھئے اللہ کے نبی ﷺ نے اس سلسلے میں کیا اسوہ ہمیں بتایا ہے۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کو شدید دورے پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ سر بازار اس کا کپڑا بھی اٹھ جاتا۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آئی اور التجا کی کہ آپ ﷺ دعا کریں کہ اللہ اسے اس اذیت ناک بیماری

سے نجات دلائے۔ جواب میں آپ ﷺ نے اسے صبر ہی کی تلقین کی اور فرمایا کہ تیرے اس صبر کے عوض تجھے جنت میں جگہ ملے گی۔ وہ صبر و رضا کی پیکر عظیم صحابیہ خاتون صرف اس بات پر راضی ہوگئی کہ اس کے لئے اتنی دعا کردی جائے کہ دورے کے دوران کم از کم اس کا کپڑا نہ اٹھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمادی۔

(بخاری کتاب المرضاء باب ٦، مسلم کتاب البر والصله حدیث :٥٤)

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ نے بیماریوں کے علاج کے لئے جائز و ناجائز طریقوں کی کھلی چھٹی نہیں دی بلکہ جس بیماری کا جائز شرعی ذرائع سے فوری حل دستیاب نہ ہوتو اس پر مریض کو صبر کی تلقین کی تاکہ دنیا کی اس عارضی تکلیف کے بدلے آخرت کی دائمی اور اصل راحت مل سکے...... نیز اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ نے قرآن وسنت اور اذکارِ مسنونہ کو باعث شفاء قرار دینے کے باوجود اس نام پر کوئی دکان کھولی اور نہ ہی روحانی عملیات یا نوری علم وغیرہ کے نام پر کوئی ایسا دروازہ کھولا کہ جس میں جوق در جوق لوگ اپنی بیماریوں کے علاج کے لالچ میں کھنچے چلے آتے...... آپ نے لوگوں کو دین کی طرف لانے کیلئے انہیں ایسا کوئی لالچ یا ذاتی مفاد نہ دیا اور نہ انہیں اس شیطانی راستے کی رغبت دی۔ جنّات اور شیاطین کو ایک حقیقت بتانے کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے شیطانی اثرات سے بچنے کے لئے بہت سے اذکار، صبح وشام کی دعائیں، سونے جاگنے کی دعائیں اور دیگر بے شمار مواقع کی دعائیں تو بتائیں لیکن جنّ نکالنے، جنّوں کو قابو کرنے، جادو، جنات، مراقبہ، یوگا، ہپناٹزم یا ایسے دیگر پراسرار شعبدوں کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل کرنے کی کوئی راہ نہ کھولی بلکہ واضح طور پر ان راہوں کو اختیار کرنے کی ممانعت فرمادی۔

لوگوں کو ان پر اسرار تصوراتی اور طلسماتی سلسلوں میں صداقت کا شائبہ ان کے بعض محیرّ العقول قسم کے کارناموں سے نظر آتا ہے۔ ان کے حق میں عامۃ الناس کا سب سے بڑا استدلال یہی ہوتا ہے کہ اگر یہ مراقبہ، یوگا، ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی وغیرہ کے جناتی اور جادوئی قسم کے طریقے

برحق نہ ہوتے تو ان کے ذریعے بعض ناممکن اور خرق عادت قسم کے کام کیسے ہوجاتے ہیں تو ایسے لوگوں کو صحیحین کی یہ حدیث سامنے رکھنی چاہئے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا......

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

(مسلم كتاب الاقضيه باب نقض الاحكام باطلة ورد المحدثات الامور)

''جس کسی نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

اس طرح ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے امر (دین) میں ایسی چیز نکالی جو اس دین میں نہیں تو وہ رڈ ہے۔

(البخاری كتاب الصلح : ٢٦٩٧،مسلم كتاب الاقضيه باب نقض الاحكام باطلة ورد المحدثات الامور)

صحیح بخاری (كتاب النكاح باب الترغيب في النكاح لقوله تعالىٰ فانكحوا ما) کی ایک حدیث میں نبی ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے طریق سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔

بدعتی کو ہوا میں اڑتا دیکھوں تو بھی قبول نہ کروں۔امام شافعی رحمہ اللہ

انہی واضح اور صریح احادیث کی وجہ سے سلف صالحین دین میں نت نئی بدعات خصوصاً شعبدوں اور خرق عادت قسم کے امور کے ذریعے لوگوں کو راہ مستقیم سے ہٹانے والوں سے حد درجہ محتاط رہا کرتے تھے۔لیث بن سعدؒ فرماتے تھے کہ اگر میں بدعتی کو دیکھوں کہ پانی پر چلتا ہے تو بھی اس کو قبول نہ کروں۔امام شافعیؒ نے جب امام لیث کا یہ کلام حکمت سنا تو فرمایا کہ امام لیثؒ نے پھر کم کہا اور میں تو اگر بدعتی کو دیکھوں کہ ہوا پر اڑتا پھرتا ہے تو بھی اس کو قبول نہ کروں (تلبیس ابلیس از علامہ ابن جوزیؒ) اور ہم یہ بات پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ یوگیوں اور مختلف قسم کے طلسماتی و جناتی عاملوں کے طریقے اور کرشمے شریعت کے خلاف اور دین میں بدعات و اضافہ ہیں۔چاہے وہ ان کے ذریعے کیسے ہی خلاف عقل کارنامے سرانجام دے دیں۔

پراسرار اور جناتی سلسلے اور شاہ ولی اللہ کا انتباہ:

شاہ ولی اللہ اپنے مقالہ و صیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ میں خرق عادت قسم کے کارناموں سے عامۃ الناس کو گمراہ کرنے والے انہی یوگیوں' نجومیوں' جادوگروں اور عاملوں وغیرہ سے خبردار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اس زمانہ کے کرامات فروش (الا ماشاء اللہ) طلسمات اور فریب سازیوں کو کرامات سمجھے ہوئے ہیں۔ خرق عادت کی مشہور قسمیں اشراف (دوسروں کے دلوں کے ارادے معلوم کرنا) اور آئندہ کے واقعات کا انکشاف ہے اور اس اشراف وانکشاف کے بے شمار طریقے ہیں۔ ازاں جملہ نجوم اور رمل کا علم بھی ہے اور اپنی مختلف قسموں میں کہانت بھی ہے اور یہ فن بہت وسیع ہے۔ کبھی جنوں کی حاضری سے اور کبھی ان کی حاضری کے بغیر بھی اور ازاں جملہ ایک طلسم کا باب بھی اور جوگ (یوگ) کے عمل بھی ہیں کہ جوگیوں (یوگیوں) کی بعض نظروں میں اشراف اور کشف کے سلسلہ میں پوری خاصیت ہے۔ کسی کام پر ''توجہ دینا'' کسی مہیب شکل میں ظاہر ہونا' اپنے دل کا دباؤ کسی کے دل پر ڈالنا اور طالب کو مسخر کرنا' یہ سب فریب آفرین فنون میں سے ہیں۔ ایسی چند نگاہیں اور ملاحظات ہیں جو اس مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ صلاح وفساد' سعادت وشقاوت اور مقبول یا مردود ہونا یہاں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا۔ (شریعت وطریقت' صفحہ 42)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ شاہ ولی اللہ کی اس وصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شاہ صاحب کے درج بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ

(الف) مندرجہ ذیل علوم وفنون ایسے ہیں جن سے غیب کے (کچھ) حالات کا (سچا جھوٹا) علم ہو جاتا ہے۔

1- علم نجوم یا جوتش

2- علم رمل

3- کہانت اور اس کی مختلف اقسام

4- علم طلسمات یا جادوگری

5- جوگ (یوگ) اور اس کی مختلف اقسام یعنی توجہ ڈالنا یا علم مسمریزم اور ہپناٹزم وغیرہ

(ب) ان علوم میں جنّات یا رجال الغیب کا عمل دخل ہوتا ہے۔

(ج) یہ سب علوم وفنون غیر شرعی ہیں اور اکتساب سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

(د) ان علوم وفنون کے ذریعے اگر غیبی حالات معلوم ہو بھی جائیں (یا کوئی خرق عادت واقعات رونما ہو جائیں) تو یہ کرامت نہیں کہلا سکتے (اور نہ ہی ایسے واقعات کسی کے برحق ہونے کی دلیل ہوتے ہیں) (شریعت وطریقت' صفحہ 42)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کی تحقیق

ان یوگیوں اور ہپناٹزم اور جنّات وغیرہ کے عاملوں کے ماوراء العقل کارناموں کی حقیقت پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ لکھتے ہیں......

''ان لوگوں کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا کام علم توجہ اور علم استحضار روح (سپریچولزم Spritualism) سے شروع کرتے ہیں۔ جس طرح ایک مسمریزم کا ماہر عامل' معمول پر اپنی توجہ ڈال کر اس کی روح کو حاضر کرتا ہے اور اس سے کئی طرح کی (سچی جھوٹی) خبریں حاصل کرتا ہے یا ایک جن نکالنے والا کچھ آیات قرآنی یا جنتر منتر پڑھ کر جنوں کو حاضر کرتا ہے اور ان کاموں کے لئے پہلے چلّہ کشی اور ریاضت کی جاتی ہے۔ بعینہ یہی طریقہ ان لوگوں نے اختیار کیا۔ ایسے اعمال وافعال سے تین چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

1- پیکر محسوس' جو غیب کے پردہ میں نہ ہو۔ جیسے مسمریزم کرنے والے عامل کے سامنے معمول ہوتا ہے اور جن نکالنے والے پیر کے سامنے مریض

2- توجہ خواہ یہ ظاہری آنکھ کی کشش سے ہو یا قلبی ہو جسے عرف عام میں توجہ' قلبی دباؤ' مراقبہ یا ہندی میں گیان دھیان کہتے ہیں۔

3- عزم راسخ یا عقیدہ: پیکر محسوس خواہ کوئی جاندار شے ہو یا بے جان' جب اس کے متعلق کوئی

عقیدہ قائم کر کے مراقبہ کیا جائے گا تو اس کے اثرات حسب پختگی عقیدہ مرتب ہونے شروع ہو جائیں گے۔ (شریعت و طریقت صفحہ 26)

قارئین کرام! درج بالا نکات میں یہ تیسرا نکتہ ہی وہ بنیادی چیز ہے جس کے بل پر تمام غیر شرعی اور طلسماتی طریقے خرق عادت افعال سرانجام دینے کے قابل ہوتے ہیں اور اس معاملے میں شیطان اور اس کا لشکر ان کی مدد کے لئے پیش پیش ہوتا ہے۔

لوگ بتوں اور طلسمی و جناتی سلسلوں سے کیوں چمٹے رہتے ہیں؟

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقت افروز تبصرہ:

قارئین کرام! آپ شاید حیران ہوں لیکن یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ آخر لوگ بتوں اور دیگر مشرکانہ و جناتی سلسلوں سے کیوں چمٹے رہتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے اعتقاد کی بناء پر شیطان ان کی مدد کرتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بت یا فلاں مردہ ولی' بزرگ' پیر اور فقیر وغیرہ ان کی مدد کر رہا ہے۔ ایسے ہی مشرکانہ تصرّفات کی حقیقت پر امام ابن تیمیہؒ نے تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا......

''بعض لوگوں نے اپنے شیخ کو دہائی دی اور ان کو ان کی صورت نظر آئی اور بعض دفعہ انہوں نے اس کا کوئی کام بھی کر دیا۔ اس سے ان کا یہ عقیدہ ہوا کہ شیخ خود آئے یا یہ کوئی فرشتہ تھا جو ان کی صورت میں ظاہر ہوا اور یہ ان کی کرامت ہے۔ اس سے ان کا مشرکانہ عقیدہ مزید راسخ ہو جاتا ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ اس طرح کی باتیں اور معاملات شیاطین بت پوجنے والوں کے ساتھ بھی کرتے رہتے ہیں۔ وہ ان بت پرستوں کے سامنے اکثر ظاہر ہوتے ہیں اور بعض غیبی باتیں ان کو بتلاتے ہیں اور ان کے بعض مطلب بھی پورے کر دیئے جاتے ہیں لیکن یہ سب اُمور دورِ اخیر کی پیداوار ہیں جن کا خیر القرون میں کوئی وجود نہ تھا۔'' (تفسیر سورہ اخلاص' صفحہ ۱۱۸)

ایک دوسرے مقام پر وہ لکھتے ہیں کہ یہ معاملہ صرف صالحین تک محدود نہیں بلکہ ستارہ پرستوں کو بھی ایسے ہی احساسات اور فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''جو لوگ کواکب سے دعا کرتے ہیں' ان پر ایسی صورتیں نازل ہوتی ہیں جن کو'' کواکب کی روحانیت'' کہتے ہیں حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو اس کے شرک کی بناء پر اس کو گمراہ کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے۔ جیسے بعض اوقات شیاطین بتوں اور مورتیوں کے اندر گھس جاتے ہیں' وہ بعض اوقات لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات مجاوروں اور پوجا پاٹ کرنے والوں کو دکھائی دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی دکھائی دیتے ہیں۔

(کتاب النبوات صفحہ 274 بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت صفحہ 327 ج 2)

اس بات کی عملی شہادت بھی کئی لوگوں نے دی ہے کہ اہل عرب جاہلیت کے زمانہ میں بعض اوقات بتوں سے باتیں بھی سنتے تھے۔ ابو احمد حسن بن عبداللہ عسکری نے اپنی کتاب میں ابو مسکین سے باسند لکھا کہ حضر موت میں جلسد نامی ایک بت سے کچھ باتیں سنی گئیں۔ اسی طرح بنی سلیم کے بت سے بھی باتیں سنی گئیں۔ اس نے محمد ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کی کامیابی اور اپنی ہلاکت کی پیش گوئی بھی کی جس پر پیش گوئی سننے والے عباس بن مرداس نے اسلام لانے کے بعد اس بت کو آگ لگا کر جلا دیا تھا۔

(غایۃ الامانی فی الرد علی النبہانی اردو ص 147 مصنفہ علامہ محمود شکری آلوسی بحوالہ شریعت و طریقت صفحہ 49)

شیطان اپنے پیروکاروں کی مختلف انداز میں جو مدد کرتا ہے اور انہیں بعض اوقات غیب کی سچی جھوٹی خبریں بتا دیتا ہے تو اس کی تصدیق خود قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں اللہ نے واضح طور پر بتایا کہ

﴿اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیَآئِهِمْ﴾ (الانعام۔ 121)

''بے شک شیاطین اپنے چیلوں کے دلوں میں باتیں ڈالتے ہیں۔''

روحوں جنوں کا ڈرامہ

صاحبِ قبر اور خالی قبر دونوں سے برابر حاجت بر آری کیسے؟:

بہت سے عامل یہ ڈرامہ بھی رچاتے ہیں کہ وہ مُردوں کی روحوں بالخصوص بدروحوں کو دنیا میں حاضر کر لیتے ہیں اور پھر ان سے جو چاہتے ہیں کام لیتے ہیں...... حالانکہ یہ معاملہ بھی ویسا ہی ہے جیسا بتوں والا ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ بت تو کبھی نہیں بولتے اور نہ بول سکتے ہیں لیکن ان کے اندر بعض اوقات جنات اور شیاطین گھس کر اپنے چیلوں کو دھوکہ میں ڈالے رکھتے ہیں۔ اسی طرح مردہ کی روح تو دنیا میں کبھی واپس نہیں آتی چاہے وہ نیک روح ہو یا بدروح لیکن جنّات اور شیاطین خود کو روحوں کے روپ میں پیش کر کے انسان کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ نے انہی حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑا دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

قرآن وحدیث سے یہ واضح ہے کہ صاحب قبر کی رُوح نہ اس دنیا میں واپس آتی ہے نہ وہ کسی پکارنے والے کی پکار سنتی ہے نہ اسے کچھ خبر ہوتی ہے اور اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اس کے جسم کو اٹھا کر کھڑا کیا جائے گا لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قبروں پر مراقبہ کرنے والوں کو بسا اوقات صاحب قبر کی روح ملتی ہے۔ اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں اور مکاشفات کا دارومدار ہی اسی بات پر ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اہل قبر سے مرادیں مانگنے والوں کی بعض

اوقات مرادیں بھی پوری ہو جاتی ہیں تو آخر یہ کیا معمہ ہے؟ پھر یہ معمہ صرف اتنا ہی نہیں کہ قبر سے حاجت برآری ہوتی ہے بلکہ بتوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ بت بھی بسا اوقات اپنے پجاریوں کے سوالوں کے جواب دے کر انہیں مطمئن کرتے ہیں۔ پھر یہ بات اتنی ہی نہیں...... ایسی مرادیں درختوں، پتھروں، سورج، چاند، ستاروں، آگ وغیرہ کی پرستش کرنے سے بھی پوری ہو جاتی ہیں۔ ورنہ انسانوں کی اتنی کثیر تعداد انہیں کبھی نہ پوجتی۔ پھر یہ بات اس سے بھی آگے چلتی ہے۔ آپ بغیر مردہ کے ایک قبر تعمیر کر کے اس پر باقاعدہ غلاف وغیرہ چڑھا کر یا ایسے ہی کوئی لکڑی یا مرا ہوا جانور دفن کر کے اس پر قبر تعمیر کر دیں اور مجاور بن کر بیٹھ جائیں تو مرادیں وہاں سے بھی پوری ہونا شروع ہو جائیں گی اور بعض دفعہ آپ کو آپ کی دعا و پکار کا جواب بھی مل جائے گا۔

(شریعت و طریقت ص320)

خالی قبروں پر مزارات کی تعمیر کے کئی شواہد تو ہمارے اردگرد عام موجود ہیں مگر اس کا ایک دستاویزی اور تاریخی ثبوت بھی موجود ہے۔ سیرت خواجہ اویس قرنی کا تذکرہ نگار لکھتا ہے کہ

خواجہ اویس کہاں فوت ہوئے اور کہاں دفن ہوئے اس میں اختلاف ہے۔ سات مقامات کا نام لیا جاتا ہے اور سات جگہ ہی آپ کا مزار ہے اور یہ ساتوں مرجع خاص و عام ہیں۔

(الاویس ص85,86 اویسیہ پبلشرز لاہور بحوالہ شریعت و طریقت ص320)

اب ظاہر ہے ان سات امکانی قبروں میں سے کسی ایک ہی قبر میں خواجہ صاحب دفن ہوں گے لیکن عملی صورت حال یہ ہے کہ ساتوں قبریں ہی مرجع خاص و عام ہیں۔ ظاہر ہے لوگوں کو ہر قبر سے کچھ نہ کچھ ملتا نظر آتا ہے تب ہی ہر قبر پر برابر رش ہے۔ چاہے ان میں خواجہ صاحب دفن ہوں یا نہ ہوں، انہیں ہر قبر سے برابر فیض ملتا محسوس ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب شیطانی اثر انگیزی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ امر ہم سے مخفی نہیں کہ شیطان ہمارے معاملات میں کس قدر دخیل رہتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں یوں دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں۔" (متفق علیہ)

عابدوں پر تلبیس ابلیس............شیطان رب بن گیا:

جو لوگ واضح شرکیہ معاملات میں ملوث ہوتے ہیں' شیطان ان کے ساتھ تو پورا پورا شریک ہوتا ہی ہے لیکن شیطان بڑے بڑے عابد و زاہد لوگوں کو بھی ایسے ایسے کرشمے دکھاتا ہے کہ وہ انہیں اپنی کرامتیں سمجھ بیٹھتے ہیں اور ان میں چاہے غیر شرعی باتیں بھی ہوں' تب بھی نہ تو وہ خود انہیں شیطانی کرشمہ سمجھتے ہیں اور نہ ان کے مرید اور عقیدت مند۔ سلف صالحین اس معاملہ میں بہت محتاط رہے کیونکہ شیطان کا سب سے بڑا حملہ بھی صالح لوگوں پر ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی اللہ کے بندے نے اپنے آپ کو کتاب وسنت کا بڑا پابند کیا ہوتا ہے لیکن شیطان اس طرح اپنا حملہ کر جاتا ہے کہ اسے احساس ہی نہیں ہوتا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقعہ مشہور ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑی عظیم الشان روشنی ظاہر ہوئی جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے۔ اس سے ایک عورت ظاہر ہوئی۔ اس نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے کہا......اے عبدالقادر! میں تمہارا ربّ ہوں۔ میں نے تمہارے لئے سب محرمات حلال کر دیئے۔ میں نے کہا ''دور ہو مردود'' یہ کہتے ہی وہ روشنی ظلمت سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی اور ایک آواز آئی کہ عبدالقادر! تم کو تمہارے علم وتفقّہ نے بچا لیا ورنہ اس طرح میں ستر صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا ''محض اللہ کی مہربانی سے'' کسی نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کیسے سمجھے کہ یہ شیطان ہے؟ فرمایا' اس کے کہنے سے کہ میں نے حرام چیزوں کو تمہارے لئے حلال کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ للشعرانی ج 1 ص 137' بحوالہ شریعت وطریقت ص 322)

اب دیکھئے شیطان مذکورہ واقعہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی ایسی شخصیت کو کس کس طرح اپنے دام میں لانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ پہلے تو روشنیوں کا بقعۂ نور سا بنا کر خود کو ربّ کے روپ میں ظاہر کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی شیخ عبدالقادر کے لئے سب حرام چیزیں حلال کرنے کا اعلان کر دیا۔ لیکن انہوں نے سوچا کہ جب بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اور خود انبیاء کے لئے

سب محرمات حلال نہیں ہوئے تو ایک امتی کے لئے کس طرح حلال ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ شیطان کو فوراً اس بات سے ہی پہچان گئے۔ لیکن شیطان نے تب بھی ہار نہ مانی اور کہا 'اے عبدالقادر' تم کو تمہارے علم نے بچالیا' اگر آپ اس پر چپ رہتے تو تب بھی شیطان کامیاب ہو جاتا کہ اس طرح وہ بالآخر انہیں اس دھوکے اور غرور میں توڈال دیتا کہ وہ محض اپنے علم کی وجہ سے بچے ہیں۔ تاہم وہ یہ کہہ کر شیطان کے اس وار سے بھی بچ گئے کہ وہ محض اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے بچے ہیں۔

مذکورہ روایت میں شیطان خود کو ربّ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اگر کوئی کمزور عقیدے کا مالک ہوتا تو اسے فوراً رب تسلیم کر لیتا۔ ہمارے ہاں ایسے بے شمار لوگوں کے قصّے ملتے ہیں کہ جو اپنے خوابوں میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کے دعوے کرتے ہیں اور پھر آپ ﷺ کے حوالے سے ایسے کام جائز ٹھہراتے ہیں جن کی خود آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ممانعت کی۔ اس میں شک نہیں کہ شیطان آپ ﷺ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا لیکن کسی اور کی شکل میں آ کر تو یہ دھوکہ دے سکتا ہے کہ میں ہی معاذ اللہ محمد ﷺ ہوں۔ جس نے آپ ﷺ کو نہ دیکھا ہو' اسے تو شیطان آسانی سے یہ فریب دے سکتا ہے۔ مذکورہ بالا روایت میں شیطان اگر خود کو ربّ کے طور پر پیش کر سکتا ہے تو وہ کسی اور کا روپ دھار کر خود کو نبی ﷺ کے طور پر کیسے پیش نہیں کر سکتا۔

آج غور کیجئے ہمارے ہاں کسی عبادت گزار' کسی مراقبہ اور یوگا وغیرہ کرنے والے کو جوں ہی کچھ روشنیاں سی نظر آنے لگتی ہیں' وہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ شاید اس پر اللہ کی طرف سے انوار اور کشف و کرامات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور وہ گویا صحیح سمت میں اپنا ''روحانی سفر'' طے کر رہا ہے چاہے یہ محض اس کا واہمہ ہی ہو یا کوئی شیطانی تصرّف۔

جنت گندگی بن گئی:

اہل تصوف کے مشہور بزرگ' شیخ جنید کے ایک مرید کو بھی ایک بار اسی طرح کا واہمہ ہو گیا تھا۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے راہبوں اور یوگیوں کی طرح اہل دنیا سے

کنارہ کش ہو کر ویرانے میں ایک عبادت خانہ بنا کر رہنا شروع کر دیا تھا۔ ہر رات ایک اونٹ لایا جاتا اور اس پر بٹھا کر اسے بہشت کی سیر کرائی جاتی۔ اس چیز نے اس کے دماغ میں رعونت پیدا کر دی۔ رفتہ رفتہ شیخ جنید کو خبر پہنچی تو آپ وہاں تشریف لے گئے اور سب احوال پوچھے۔ شیخ نے کہا کہ آج رات تو جب بہشت میں پہنچے تو تین بار لاحول پڑھنا۔ رات کو جب حسب معمول اسے انہی مقامات کی سیر کرائی گئی تو اس نے براہ امتحان لاحول پڑھا۔ شیاطین جو اس کام کے مؤکل تھے' فرار ہو گئے اور وہ تنہا رہ گیا اور اپنے آپ کو ایسی گندگی کے ڈھیر پر پایا جس کی عفونت سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ آس پاس مردار جانوروں کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اپنی غلطی پر آگاہ ہو کر بے حد پشیمان ہوا۔ (خزینۃ الاصفیاء ص 141)

جناتی عامل نے مردہ زندہ کر دیا؟:

اس طرح نقل ہے کہ ایک شخص نے عملیات کے ذریعے ایک جن کو مسخر کر رکھا تھا۔ اسے پرانی قبر کے نیچے چھپا کر اس سے جو چاہتا' کہلواتا۔ اس چیز نے اسے عوام میں صاحب کرامت مشہور کر رکھا تھا اور اکثر جہلاء اس کے دام فریب میں گرفتار تھے۔ ایک روز عبداللہ شاہ بلوچ (ایک متبع سنت بزرگ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا' یا تو مجھے کوئی کرامت دکھایئے یا پھر میں دکھاتا ہوں۔ تب آپ کو میرا مرید ہونا پڑے گا۔ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ انہیں (لاہور) میانی کے قبرستان میں لے جا کر کہنے لگا' بتلایئے کون سا مردہ زندہ کروں' آپ نے قبر کا نشان دیا۔ اس نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا' یٰس' اندر سے آواز آئی ''والقرآن الحکیم'' کہنے لگا' دیکھئے مردہ زندہ ہو گیا' آپ نے قبر پر پاؤں دبا کر فرمایا کہ ''جو شخص قبر کے اندر چھپا ہے' باہر آ جائے۔'' اسی وقت ایک چودہ پندرہ سالہ لڑکا قبر سے باہر آ گیا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ کہنے لگا، میں جن ہوں اور کئی سالوں سے اس شخص کی قید میں ہوں' آپ نے فرمایا' میں تمہیں اللہ کے حکم سے آزاد اور اس شخص کے عمل تسخیر کو باطل کرتا ہوں۔ جن اسی وقت غائب ہو گیا۔

(خزینۃ الاصفیاء۔ ص 320 بحوالہ شریعت و طریقت ص 323)

اسلام میں ولایت اور بزرگی کا معیار:

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آج لوگوں نے کسی کی بزرگی اور ولایت کا معیار اس کے خرق عادت واقعات و حالات کو بنایا ہوا ہے۔ لیکن اگر ہم سلفِ صالحین اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے دور پر نظر ڈالیں تو وہاں ایسی کرامتوں کا کوئی چلن نظر نہیں آتا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے عمر بھر ایک بھی خرق عادت واقعہ رونما نہیں ہوا...... خود انبیاء کرام سے بھی معجزات کا ظہور بہت کم اور شاذ ہوتا تھا اور وہ بھی بڑی ناگزیر صورت میں جب کوئی اور چارہ نہ ہوتا تھا۔ ورنہ انبیاء نے معجزات کو عموماً اپنی نبوت کے ثبوت کے لئے دلیل و برہان کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ اس کی وجہ قرآن کریم نے خود ہی بیان کی ہے کہ کافر معجزات کو بھی جادو یا شعبدہ سمجھ کر ان کا مذاق اڑا دیتے ہیں اور پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور اس سے اصل چیز دلیل کی اہمیت بھی کم ہو جاتی ہے جبکہ دین حق معجزات کا محتاج نہیں۔ یہ کوئی اٹکل پچو مذہب نہیں جو کرشموں کا محتاج ہو۔ اس کی حقانیت اس کے ناقابل تردید فطری و عقلی دلائل ہیں۔ دلائل کی حجت کے بعد کافروں کی طرف سے معجزات کے مطالبے محض وقت گزاری کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔

سورہ الانعام میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ﴾ (الانعام-111)

''اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مردے بھی باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لا کر جمع کر دیتے تب بھی لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے۔ ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو اور بات ہے لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔''

آج کل انہی نام نہاد کرامات اور خرق عادت واقعات کے ذریعے لوگ جس طرح کتاب و سنت کے واضح منکر شخص کے ہاتھوں بھی گمراہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ ماضی میں لوگ مرزا قادیانی

اور آج کل گوہر شاہی، یوسف کذاب اور نام نہاد روحانی وجناتی عاملوں وغیرہ ایسے جاہلوں کے ہاتھوں بے راہ ہوئے ہیں، اس روش کا علمی تعاقب کرتے ہوئے مولانا عبدالباری صاحب لکھتے ہیں……

''چنانچہ بزرگی کا معیار لوگوں نے یہ بھی تراش رکھا ہے کہ جو شخص آنکھیں چار ہوتے ہی مدہوش کردے، اٹھا کر زمین پر ٹپک دے، وہ بڑا بزرگ ہے حالانکہ یہ بالکل لغو ہے۔ اگر یہ بزرگی ہے تو حضور اکرم ﷺ کو تو ضرور اس کو برتنا چاہئے تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب کفار نے آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہا تو آپ ﷺ اس کے منتظر رہے کہ یہ لوگ غافل ہو جائیں تو میں نکل جاؤں۔ کیوں نہ آپ ﷺ نے ایک ہی نگاہ میں سب کو مدہوش کر دیا۔

(تجدید ص79 بحوالہ شریعت وطریقت ص513)

مراقبہ، ہپناٹزم اور نام نہاد روحانی وجناتی سلسلوں کی ناکامی، نقصانات

اور ان کے ماہرین کے اعترافات:

ہمیں اس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ ان سب تصوراتی سلسلوں اور فنون میں فرضی طور پر تصور باندھ کر اپنی منزل وتعبیر کو حسب خواہش حقیقی صورت میں دیکھنے کی جو کوشش کی جاتی ہے، اس میں شیطانی اثر انگیزی سے بعض اوقات وقتی فائدہ اگرچہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس کے مستقل نقصانات بہت زیادہ ہیں۔

سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ان اٹکل پچو تصورات کے پیچھے لگ کر اپنے ایمان کا بھی نقصان کر لیا کیونکہ ان کی حقیقت وہم وگمان کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ یہ تصور وگمان پر چلنا کفار کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ (یونس۔66)

''وہ (کفار) محض تصوراتی ظن و تخمین پر چلتے ہیں اور سوائے اٹکلیں دوڑانے کے کچھ نہیں کرتے۔''

دوسرا نقصان یہ ہے کہ اپنی زندگی کا بیشتر وقت انہیں سیکھنے اور پھر تجربے کرنے میں گزر جاتا ہے۔ جبکہ اتنا کچھ کرنے کے بعد نتائج کے لحاظ سے یہ طریقے کس قدر سودمند ہیں' اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ عالم انسانیت نے آج بھی من حیث المجموع انہیں فائدہ مند فنون کے طور پر نہیں اپنایا۔ ان جادوئی طریقوں کے ذریعے بڑے بڑے ناممکن کام چشم زدن میں ہونے کے بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں لیکن دنیا نے پھر بھی ان طریقوں کو عملاً نہ اپنایا نہ تسلیم کیا جس طرح کہ سائنس کو اپنایا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان پراسرار اور تصوراتی طریقوں سے حاصل ہونے والے فائدے عموماً اجتماعی نہیں' انفرادی سطح کے ہوتے ہیں اور بہت معمولی قسم کے اور وہ بھی یقینی نہیں کہ اتنی ریاضت و کوشش کے بعد بھی حاصل ہوں یا نہ۔ لیکن اس کے عوض ملنے والے نقصانات بہت زیادہ ہیں...... اس کی گواہی ہم خود ان ماہرین کی زبانی پیش کرتے ہیں جو ان سلسلہ ہائے طلسم کے داعی ہیں۔

ڈاکٹر کالی چرن ہپناٹزم کو صدہا مسائل اور بیماریوں کا حل اور پیش گوئیوں کا ذریعہ ثابت کرنے کے دعوؤں کے باوجود یہ اعتراف کرتا ہے کہ نتائج کے لحاظ سے یہ کوئی یقینی طریقہ علم نہیں۔ وہ لکھتا ہے:

''کئی دفعہ لوگ آپ کے پاس اپنے امراض' نوکری' گھریلو معاملے وغیرہ میں مشورہ لینے کے لئے آ سکتے ہیں۔ انہیں مشورہ دیتے وقت کبھی فیصلہ کن انداز میں یہ نہ کہیں کہ ایسا ہی ہو جائے گا اور آپ ایسا کر ڈالیں...... اس سے کبھی کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ نتیجہ اس کے الٹ ہو اور پھر وہ آپ سے شکایت کرے کہ آپ کے کہنے کے مطابق ہم نے ایسا کیا...... دیکھئے اب یہ کیا ہو گیا ہے؟ یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔ اس لئے عقل مندی اسی میں ہے کہ آپ اس حالت کو آنے ہی نہ دیں۔ ہمیشہ یہ کہیں کہ کوشش کروں گا۔''

(ہپناٹزم کے چمتکار ص 157)

ہپناٹزم میں عامل معمول کو دور دور رکھی کرسیوں پر لٹا کر اسے گہری مسخر نیند میں لا کر اس سے کام لیتا ہے۔ اس طریقہ کے خطرناک نقصان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کالی چرن لکھتا ہے......

''یہ ٹھیک ہے کہ گہری مسخر نیند میں ہونے کی وجہ سے اسے نہ تو درد ہوگا اور نہ بوجھ ہی معلوم ہوگا مگر آدمی کے کھڑے ہونے سے اس کے ہڈیوں کے ٹوٹنے کا خطرہ رہتا ہے۔''

چنانچہ وہ ان طریقوں کے ذریعے لوگوں کو بیماریوں سے نجات دلانے کے دعویداروں کو خاص طور پر انتباہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اگر کسی شخص کو کسی مرض سے درد ہو تو اسے مسخر نیند میں لا کر روگ سے آزاد کرانے کی کوشش نہ کریں۔ پہلے اس کی وجوہات کو جاننے کی کوشش کریں۔ یہ مت بھولیں کہ مرض قدرت کی طرف سے ایسی کوشش ہے جس کے ذریعے وہ جسم کی اصلاح کرتا ہے۔ اگر قدرت کے اس عمل کو درمیان میں ہی روک دیا جائے تو اس کے نتائج خوفناک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مسخر نیند کے ذریعے کسی شخص کو عارضی طور پر آرام پہنچا دیں مگر ڈاکٹر کی جگہ نہ لیں۔ اسے ڈاکٹر کے پاس جانے کا مشورہ دیں۔''

(ہپناٹزم کے چمتکار صفحہ 158 ناشر مکتبہ شعر و ادب لاہور)

مشہور صوفی بزرگ اور مولانا اشرف علی تھانوی کے مرید جناب عبدالباری صاحب مراقبوں، عملیات اور ہپناٹزم وغیرہ میں توجہ و تصور کے کرشموں کے قائل ہونے کے باوجود ان کی حقیقت و مضرت سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''توجہ و تصرف بھی نہ کوئی مقصود و مامور امر ہے نہ فی نفسہ کوئی کمال و قرب اور ولایت و مقبولیت کی علامت بلکہ نفس و خیال کی ایک قوت ہے جو خیال و توجہ میں یکسوئی کی مشق سے مقبول کیا، مردود سے مردود شخص بھی حاصل کر سکتا ہے۔ پرانے زمانے میں سحر یا جادوگری اور آج کل مسمریزم اور عمل تنویم (ہپناٹزم) کا بڑا مدار یہی ہے۔ اس نفس یا

باطن کی قوت سے کسی پر کوئی اثر ڈالنے کا نام صوفیوں کی اصطلاح میں توجہ و تصرف یا ہمت ہے...... نیز اس (توجہ و تصرّف) کے استعمال میں بعض دینی و دنیوی مضرتیں بھی ہیں خصوصاً اس زمانہ میں حضرت مجدّد (مولانا اشرف علی تھانوی) کا مشورہ اس کے ترک ہی کا ہے۔ دنیاوی مضرت تو اس میں یہ ہے کہ اس کے استعمال کی کثرت سے عامل کے دماغی و قلبی قویٰ ضعیف و مضمحل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے امراض پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ دینی مضرت یہ ہے کہ عوام اس کو ولایت و بزرگی کی علامت سمجھتے ہیں جو اعتقادی ضرر ہے اور مریدوں کا ضرر یہ ہے کہ اکثر اسی پر قناعت کر بیٹھتے ہیں اور اصلاح کا اہتمام چھوڑ دیتے ہیں جو عملی ضرر ہے۔''

(تجدید ص 93,92 بحوالہ شریعت و طریقت ص 512)

غرض توجہ و تصور کی بنیاد پر چلنے والے ان سلسلوں کے نقصانات کے بارے میں یہ گھر کے بھیدیوں کے اعترافات ہیں۔

تو پھر آیئے ایسے غیر یقینی، ضرر رساں اور ایمان دشمن طریقوں اور جھوٹے خفیہ اور پراسرار جادوئی علوم کو چھوڑ کر کیوں نہ اس یقینی علم، روشن راستے اور فطری طریقے کی طرف آئیں جس میں دین و دنیا کی سلامتی ہی سلامتی ہے۔ جہاں نہ فرضی بنیاد پر تصوراتی عمارتیں کھڑی ہوتی ہیں اور نہ ایسے کرشمے اور جنتیں نظر آتی ہیں کہ جن پر ایک بار لاحول پڑھ دیا جائے تو سوائے گندگی کے ڈھیر کے حقیقت میں کچھ نہیں رہ جاتا۔ یہ یقینی اور فطری علم کا راستہ وحی کا راستہ ہے جو کتاب و سنت کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ و مامون موجود ہے...... تو اس روشن راستے کو چھوڑ کر آخر ادھر اُدھر ہم مارے مارے کیوں بھٹکتے پھریں۔

﴿ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ﴾ (یونس : 36)

''بے شک تصوراتی اور فرضی ظن و تخمین کی باتیں یقینی علم (وحی الٰہی) کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔''

پھر یہی تصور و یقین اگر شرکیہ نظاموں پر رکھنے کی بجائے ہم اللہ کی مدد و نصرت پر قائم کر لیں تو نتائج کس قدر یقینی، دیرپا اور دنیا و آخرت میں سودمند ہوں گے جبکہ یہ ہے بھی حقیقی تصور۔ کاش ہم اللہ کی طرف یہ رجوع کر کے دیکھیں جبکہ اللہ بار بار انسان کو اپنی طرف متوجہ کر کے بلا رہا ہے

﴿يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (الانفطار۔4)

''اے انسان آخر کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم سے ہٹا رکھا ہے؟''

رنگ و روشنی اور پتھروں سے علاج:

ہم اس بات کا ازالہ بھی کیے دیتے ہیں کہ ہمارے ہاں مراقبہ کے داعی شمس الدین عظیمی نے مراقبوں کے علاوہ رنگ اور روشنی سے علاج کا طریقہ بھی نکالا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اسے بھی اگر صرف سائنسی بنیادوں پر ہی رکھا جائے اور اس کے ساتھ جسمانی و روحانی علاج کے لئے کتاب و سنت سے ثابت و مسنون اذکار ہی بتائے جائیں تو بہتر ہے ورنہ ہم بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ علاج بھی ہندوؤں کے یوگا سے ہی لیا گیا ہے۔ یقین نہ آئے تو یوگا پر شری آنند اور ایسے دوسرے ہندو مصنفین کی کتابیں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ اس طریقۂ علاج کی آڑ میں بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ مخصوص رنگوں کے پتھروں سے بھی مختلف تاثیروں کا عقیدہ قائم کیا جاتا ہے اور پھر یہ مخصوص رنگ کے پتھر بڑی عقیدت سے انگوٹھیوں میں پہنے جاتے ہیں۔ مزید برآں مختلف رنگوں کے پتھروں کو مختلف ستاروں سے بھی منسوب کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق انسان پر ان کے اثرات کا عقیدہ بھی رکھا جاتا ہے جو ظاہر ہے سراسر غیر اسلامی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رنگ اور روشنی کے طریقہ علاج میں بھی انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے اور ایسا کوئی بھی طریقہ اختیار کرتے ہوئے یہ بات ضرور دیکھ لی جائے کہ اس کی کوئی بات کتاب و سنت کے خلاف تو نہیں۔ کیونکہ اگر ایمان سلامت ہے تو دنیا و آخرت سلامت ہے اور اگر یہ متاع خطرے میں پڑ جائے تو پھر دنیا و آخرت سب کچھ ہی خطرے میں سمجھئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی مکارانہ چالوں سے بچائے اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جادوگروں اور عاملوں کے بڑھتے ہوئے شیطانی ہتھکنڈے

خیال تھا کہ دنیا اکیسویں صدی میں جب داخل ہوگی، شرک و جہالت اور توہمات پر مبنی بہت سے رسوم ورواج اور شیطانی علوم وفنون ختم ہوجائیں گے یا کم از کم ان میں معتد بہ حد تک کمی ہوگی۔ ہماری اس سوچ اور امید کی وجہ یہ تھی کہ دنیا میں خواندگی کی شرح تیزی سے روز افزوں ہے۔ پاکستان کے متعلق بھی ہمیں ہر سال اخبارات میں یہ ''خوشخبریاں'' سننے کوملتیں کہ اس سال خواندگی کی شرح اتنی بڑھ گئی ہے اور اس سے اگلے سال اتنی بڑھ جائے گی' اس سے یہ امید پیدا ہوئی کہ یہ ''علم کی روشنی'' جو اس قدر شرح سے بڑھ رہی ہے' اس سے جہالت کے اندھیرے کم ہوں گے۔ خاص طور پر یورپ میں جہاں بیشتر ممالک میں خواندگی کی شرح 100 فیصد ہے' وہاں تو جہالت اور توہم پرستی کا نام ونشان نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن

''اے بسا آرزو کہ خاک شد''

ان ''علم پروروں'' کی شروع کی ہوئی اکیسویں صدی میں داخل بھی ہوگئے لیکن نہ کہیں ہمیں اندھیرے چھٹتے نظر آئے نہ علم کی روشنی پھیلتی نظر آئی بلکہ جہالت اور شرک وتوہمات کے اندھیرے پہلے سے کہیں زیادہ بڑھتے نظر آئے۔ یورپی ممالک میں نجومیوں' دست شناسوں اور

جادوگروں کا کام آج بھی پہلے سے زیادہ عروج پر ہے۔ اور انہی کے زیر اثر ہمارے ہاں بھی یہ کاروبار روز افزوں ہے۔ ملکی اور غیر ملکی جرائد میں ''ستاروں کی روشنی میں آپ کا یہ ہفتہ کیسے گزرے گا اور مہینہ کیسا رہے گا؟'' کا کالم تو لازمی ہوتا ہے۔ اسی طرح قسمت کے احوال بتانے والے دست شناسوں اور نجومیوں وغیرہ کے انٹرویوز خصوصی طور پر شائع کئے جاتے ہیں۔ ان توہمات پر ''علم کی روشنی'' بڑھنے کے باوجود یقین بڑھ رہا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسے ہم علم سمجھ رہے ہیں اس پر ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ واقعی یہ علم ہے بھی یا نہیں؟ اگر مغرب کی پیروی میں ہمارے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی تعلیم ''علم'' ہوتی تو یقیناً دنیا میں توہم پرستی کے اندھیرے ضرور کم ہوتے۔ اور دنیا نیکی و خیر اور اصلاح کی جانب گامزن ہوتی لیکن اس تعلیم سے عقائد و اخلاقیات سمیت ہر شعبے میں بگاڑ انتہا پر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ تعلیم ''علم'' نہیں۔ اصل علم وہی ہے جس کے بارے میں اللہ نے کہہ دیا۔

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد۔ 19)

''پس یہ علم حاصل کرو کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

یعنی اصل علم اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کو جاننا ہے۔ اگر یہ علم نہیں تو باقی سب اندھیرے ہی اندھیرے اور ضلالت ہی ضلالت ہیں۔ اب جسے ہم ''علم'' کہتے ہیں اس نام نہاد ''علم'' کے اثرات ذرا پاکستان میں ملاحظہ کریں۔

مثال کے طور پر پاکستان میں دوسرے نمبر پر سب سے بڑا شہر لاہور ہے۔ خواندگی کے لحاظ سے بھی اس کی شرح کم از کم ستر اسی فیصد ہو گی لیکن اس کے باوجود جادو ٹونوں اور تعویذ و عملیات وغیرہ کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل کرنے والوں کا کاروبار یہاں دن بدن عروج پر ہے۔ آپ لاہور کی سب سے بڑی مصروف سڑک ملتان روڈ پر بھاٹی سے چوبرجی، سمن آباد اور سکیم موڑ تک چلتے آئیں، جگہ جگہ آپ کو عاملوں، جادوگروں اور بابوں کی بڑے بڑے رنگین بورڈوں سے مزین عالیشان دفاتر نما دکانیں نظر آئیں گی۔

اسی طرح جی ٹی روڈ پر مینار پاکستان سے شاہدرہ تک اور فیروز پور روڈ پر بھی ان عاملوں' جادوگروں' دست شناسوں' نجومیوں' فال نکالنے والوں اور ستاروں کے ذریعے غیب کا حال بتانے والوں کی بے شمار دکانیں ہیں۔ اور تو اور لبرٹی اور پیس (Pace) جیسی تجارتی مارکیٹیں جو بڑے پوش اور ''متمدن'' علاقوں میں واقع ہیں' وہاں بھی دست شناسوں اور قسمت کا حال بتانے والوں کی پر رونق دکانیں ہیں۔ یہ دکانیں دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ شاید آج سب سے زیادہ منفعت بخش کاروبار یہی ہے۔ کیونکہ یہ وہ کاروبار ہے کہ جس میں

''ہنگ لگے نہ پھٹکڑی تے رنگ بھی چوکھا آئے''

ایک سابق جادوگر کی عبرتناک داستان:

لوگوں کو جس قدر اس کاروبار میں بے وقوف بنا کر ان کی دولت لوٹی جاتی ہے بلکہ اسی شیطانی کاروبار میں لوگوں کی عزتیں بھی برباد ہو جاتی ہیں' اس سب کے باوجود کوئی سبق حاصل کرنے کو تیار نہیں۔ جو لوگ ان عملیات کے ذریعے کوئی وقتی فائدہ حاصل کر بھی لیتے ہیں تو تب بھی اس چکر میں پڑنے کے بعد ان کی پوری زندگی آسیب زدہ اور نفسیاتی مریض کی سی بن جاتی ہے۔ خود یہ عملیات کرنے والے اور طلسمی علوم کے ذریعے اپنے تئیں جنوں کو حاضر کر کے بڑے بڑے کام کروانے والے اندرونی طور پر سخت پریشان اور خوف زدہ رہتے ہیں۔ سکون کی دولت انہیں بالکل میسر نہیں ہوتی۔ ستاروں اور دیگر شگونوں پر یقین رکھنے کی وجہ سے ہر وقت انہیں دھڑ کا لگا رہتا ہے۔ اگر صبح صبح کہیں کوئی کالی بلی نظر آ گئی' کسی کالے کتے نے راستہ کاٹ لیا یا اور کوئی ایسا شگون نظر آ گیا تو اس دن نہ کوئی اہم کام کرتے ہیں نہ سفر کرتے ہیں جبکہ ایمان اور توحید کی نعمت سے الگ محروم ہوتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں ایک بڑے سابق جادوگر استاد بشیر احمد کی عبرتناک داستان منظر عام پر آئی ہے۔ اس نے اپنی آپ بیتی میں اعتراف کیا کہ میں نے جن نکالنے اور جنوں سے کام لینے کے لئے شیطانی اور کالا علم سیکھنے کے شوق میں اپنی زندگی کے 15 سے زائد قیمتی سال ضائع کیے۔ اس

میدان میں آ کر مجھ پر منکشف ہوا کہ شیطانی علوم سیکھنے کی پہلی شرط ہی شرک ہے۔ اس سے جو پہلا عمل کرایا گیا' اسے ایک مرتبہ پڑھنے پر دس منٹ صرف ہوتے اور اسے 101 مرتبہ روزانہ پڑھنا ہوتا۔ یوں اندازہ لگائیں کہ اس عمل میں مسلسل 17'16 گھنٹے صرف ہوتے۔ اس دوران نماز وغیرہ تو دور کی بات ہے' حقوق العباد بھی ادا نہیں کیے جا سکتے۔ جبکہ یہ عمل 71 دن مسلسل کرنا تھا۔ اتنے طویل عمل کے بعد ایسا انسان کسی کو نارمل بھی نہیں نظر آ سکتا۔ اور نہ وہ نارمل زندگی گزار سکتا ہے۔ اس کے بعد جو اگلا عمل اسے بتایا گیا' اس میں صرف مُردوں کو پکارنا تھا' یہ بھی ایک شیطانی عمل تھا۔ لیکن اتنے سخت عمل کرنے کے بعد بھی اسے وہ کچھ حاصل نہ ہو سکا جو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ زیادہ تر عامل پیسہ ہی لوٹتے رہے۔ آخر اس نے اپنے استاد عبدالقیوم سے بات کی تو اس نے پہلے تو صاف طور پر کہا:

''دورنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا۔ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتے ہو اور یہ علم بھی مانگتے ہو......'' یعنی اس علم کے بڑے بڑے استادوں نے بھی اعتراف کیا کہ یہ سراسر شیطانی اور شرکیہ علم ہے اور جب تک شرک نہ کیا جائے' یہ علم سیکھا نہیں جا سکتا۔ لیکن بشیر پر شیطان سوار تھا۔ وہ یہ جادو سیکھنے کیلئے ہر جائز و ناجائز کام کرنے پر تیار ہو گیا۔ بشیر احمد توحید پرست تھا لیکن شیطان نے اسے پوری طرح اپنا مرید کر لیا۔ بہت سے خطرناک اور شرکیہ عمل کرنے کے بعد وہ جنوں سے اپنی مرضی کے کئی کام کرانے کے قابل ہو گیا لیکن دراصل جب انسان شرک کی راہ پر چل پڑتا ہے تو شیطان اسے یہ راہ کامیاب دکھانے کے لئے بعض معاملات میں اس کی مدد بھی کرتا رہتا ہے اور انسان سمجھتا ہے، میں اپنے اور لوگوں کے بڑے بڑے کام کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔ ان شیطانی علوم کو حاصل کرنے والوں کو چند کامیابیاں تو بظاہر حاصل ہو جاتی ہیں مگر خود ان کی اپنی زندگی نمونہ عبرت بن جاتی ہے۔ یہ جادوئی شیطانی عملیات کرنے اور کروانے والے دونوں کا انجام خراب ہوتا ہے۔ عمل کرنے والوں کو عمل الٹے پڑ جاتے ہیں۔ اکثر پراسرار طریقے سے مر جاتے ہیں یا بالآخر وہ نفسیاتی مریض اور پاگل بن کر کپڑوں سے بے نیاز سڑکوں پر لوگوں سے پتھر کھاتے رہتے ہیں۔

استاد بشیر احمد کے بقول یہ شیطانی علم حاصل کرنے کے بعد میرے ہاں جو اولاد پیدا ہوتی' فوت ہو جاتی۔ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے جسم کی رنگت نیلی ہو جاتی۔ علاج معالجہ سے بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ اس دوران میرے 4 بچے فوت ہو گئے۔

اسی طرح بشیر احمد کے استاد عبدالقیوم کی داستان بھی عبرتناک رہی۔ وہ جنگلوں اور بیابانوں میں انتہائی خطرناک عمل کر کے بہت بڑا عامل بنا لیکن اس کے ہاں بھی کوئی اولاد نہ ہو سکی۔ اس کی بیوی نے بھی بالآخر اس سے ڈر کر اسے چھوڑ دیا اور وہ ساری عمر اولاد کی حسرت لئے دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کے استاد کہتے ہوتے تھے۔

مجھے ان عملیات کی بدولت بہت شہرت اور عزت نصیب ہوئی۔ دوست احباب کا بھی وسیع حلقہ قائم ہوا لیکن یہ سب کچھ میرے کس کام کا؟ نہ ہی میری بیوی میرے پاس رہی اور اللہ کی خاص نعمت اولاد سے محروم رہا۔ اب میرے بعد میرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔''

وہ کہا کرتے تھے:

''میں نے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں تباہ کر لی۔''

ایسے عاملوں اور جادوگروں کے عبرتناک حالات تو ہم آگے تفصیل سے بیان کریں گے لیکن اس سے بہرحال یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ جو اپنے تئیں بڑے بڑے جنوں کو قابو میں رکھنے کے دعوے کرتے ہیں' لوگوں کے مسائل حل کرتے ہیں' انہیں اولاد دینے' ان کی بیماریاں دور کرنے اور دولت و محبوب قدموں میں لانے کی بڑھکیں مارتے ہیں لیکن خود اس قدر بے بس ہوتے ہیں کہ اپنے گھر اور اپنی اولاد کا مسئلہ بھی حل نہیں کر سکتے بلکہ دنیا و آخرت میں نمونۂ عبرت بن جاتے ہیں۔ اسی لئے نبی ﷺ نے جادو کو سات ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچ جاؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ سات کام کون سے ہیں؟ فرمایا:

''اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال

کھانا' جنگ کے دن پیٹھ دکھانا اور پاک دامن ایمان والی اور بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (متفق علیہ)

جادو جنات یا وہم:

سب سے اہم بات یہ ہے کہ جن مسائل کو ہم کسی آسیب یا جن وغیرہ کا سایہ سمجھتے ہیں، وہ عموماً ہمارا وہم ہوتا ہے۔ عورتیں مرگی اور ہسٹیریا وغیرہ کو اکثر جن کا سایہ سمجھ بیٹھتی ہیں۔ بعض عورتیں اپنی پسند کی جگہ شادی کرنے کے لئے آسیب کا ڈرامہ رچا لیتی ہیں۔ بعض لوگ اپنے کسی ہمسائے یا دوست دشمن کو تنگ کرنے کے لیئے چوری چھپے اس کے ساتھ ایسی شرارتیں کرتے ہیں کہ وہ انہیں جنوں کی کارستانیاں سمجھ لیتا ہے۔ کسی کے گھر پتھر پھینک دینا، خون یا ہڈیاں پھینکنا یا چیزیں غائب کر دینا۔ غرض لوگوں کو اس طرح کی حرکتوں سے خوب دھوکے میں ڈالا جاتا ہے اور بالآخر وہ عاملوں جادوگروں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔

شیطان کی مدد حاصل کرنے کے لئے جادوگروں کے خبیث طریقے

عرب محقق وحید بن عبد السلام بالی کی نظر میں

یہ جادوگر شیطان کی مدد اور شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیسے گھٹیا اور خبیث طریقے استعمال کرتے ہیں' اس بارے میں عرب کے ایک اہل علم وحید بن عبد السلام بالی اپنی کتاب

((اَلصَّارِمُ التَّبَارِ فِي التَّصَدِّی لِلسَّحْرَةِ الْاَشْرَارِ))

''شریر جادوگروں کا قلع قمع کرنے والی تلوار''

میں لکھتے ہیں:

''شیطان کو راضی کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کیلئے جادوگروں کے مختلف وسائل ہیں۔ چنانچہ بعض جادوگر اس مقصد کے لئے قرآن مجید کو اپنے پاؤں سے باندھ کر بیت الخلاء میں جاتے ہیں اور بعض قرآن مجید کی آیات کو گندگی سے لکھتے ہیں' بعض انہیں حیض کے خون سے لکھتے

ہیں، بعض قرآنی آیات کو اپنے پاؤں کے نچلے حصوں پر لکھتے ہیں، کچھ جادوگر سورہ فاتحہ کو الٹا لکھتے ہیں اور کچھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ ہمیشہ حالت جنابت میں رہتے ہیں اور کچھ جادوگروں کو شیطان کے لئے جانور ذبح کرنا پڑتے ہیں اور وہ بھی بسم اللہ پڑھے بغیر اور ذبح شدہ جانور کو ایسی جگہ پھینکنا پڑتا ہے جس کو خود شیطان طے کرتا ہے۔

بعض جادوگر ستاروں کو سجدہ کرتے اور ان سے مخاطب ہوتے ہیں اور بعض کو اپنی ماں یا بیٹی سے زنا کرنا پڑتا ہے اور کچھ کو عربی کے علاوہ کسی دوسرے زبان میں ایسے الفاظ لکھنا پڑتے ہیں جن میں کفریہ معانی پائے جاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان جادوگر سے پہلے کوئی حرام کام کرواتا ہے۔ پھر اس کی مدد اور خدمت کرتا ہے۔ چنانچہ جادوگر جتنا بڑا کفریہ کام کرے گا، شیطان اتنا زیادہ اس کا فرمانبردار ہوگا اور اس کے مطالبات کو پورا کرنے میں جلدی کرے گا، اور جب جادوگر شیطان کے بتائے ہوئے کفریہ کاموں کو بجالانے میں کوتاہی کرے گا، شیطان بھی اس کی خدمت کرنے سے رک جائے گا اور اس کا نافرمان بن جائے گا۔ سو جادوگر کے چہرے کی طرف دیکھیں گے تو آپ کو میری یہ باتیں یقیناً درست معلوم ہوں گی کیونکہ اس کے چہرے پر کفر کا اندھیرا یوں چھایا ہوا ہوتا ہے گویا وہ سیاہ بادل ہو۔

اگر آپ کسی جادوگر کو قریب سے جانتے ہوں تو یقیناً اسے زبوں حالی کا شکار پائیں گے۔ وہ اپنی بیوی، اپنی اولاد اور حتیٰ کہ اپنے آپ سے تنگ آچکا ہوتا ہے۔ اسے سکون کی نیند نصیب نہیں ہوتی اور اس پر مستزاد یہ کہ شیطان خود اس کے بیوی بچوں کو اکثر و بیشتر ایذا دیتے رہتے ہیں اور ان کے درمیان شدید اختلافات پیدا کر دیتے ہیں۔

سچ فرمایا اللہ رب العزت نے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

اور جس نے دین سے منہ موڑ لیا (دنیا میں) اس کی زندگی تنگ گزرے گی"۔

عملیات کی دو قسمیں: کالا علم (جادو) اور ''نوری علم''

یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ یہ جادوئی عملیات دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن میں واضح طور پر شرکیہ وظائف اور جنتر منتر کا سہارا لیا جاتا ہے اور یہ طریقہ کالا علم (جادو) کے نام سے معروف ہے۔ اس پر بحث کی زیادہ ضرورت نہیں کیونکہ اسے کالے علم والے بھی مانتے ہیں کہ یہ شیطانی طریقہ ہے۔ دوسرے عملیات وہ ہیں جن میں قرآنی وظائف کے نام پر جنوں کو نکالنے اور ان جنوں اور موکلوں وغیرہ سے مدد لینے کے عملیات وتعویذات کئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ ''نوری علم'' کے نام سے معروف ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جنوں کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن ان سے کام لینے کیلئے جو عملیات کئے جاتے ہیں' ان کا شرعی جائزہ لینا از حد ضروری ہے۔ کیونکہ زیادہ تر لوگ انہی عاملوں کے دام میں آتے ہیں۔ اس لئے پہلے آپ قرآنی وظائف کے نام پر عملیات کرنے والوں کی حقیقت ملاحظہ کریں۔

نوری عملیات کرنے والوں کے طریقۂ علاج کا ایک تجربہ:

نوری عملیات کا ایک تجربہ راقم کے ایک دوست عبداللہ کی زبانی سنیئے ...... وہ کہتے ہیں کہ میرے ہاں ایک عرصہ سے اولاد نہ تھی۔ ایک دفعہ اپنی بیوی کے ہاں اسلام آباد جانا ہوا تو وہاں ایک دوست نے راولپنڈی کے ایک عامل کے بارے میں بتایا کہ آپ اسے ایک بار ضرور دکھالیں۔ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت کے مطابق سارے کام کرتا ہے۔ اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بھی اپنی یہی خوبیاں بتائیں۔ عامل صاحب نے پہلے اپنا ایک طلسمی سا ہال دکھایا جسے گابا ہال کا نام دیا گیا تھا۔ اس میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ جگہ بنائی گئی تھی۔ درمیان میں بڑے بڑے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ عامل صاحب نے اپنی نشست کے پیچھے کی دیوار پر بہت بڑا لفظ اللہ لکھا ہوا تھا۔ اردگرد پوری دیوار پہ اللہ کے 99 اسماء چھوٹی چھوٹی

کالی مربع نما شکل کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ ایک سیکشن تسجیلات (کیسٹوں) کا تھا۔ ان میں مختلف قرآنی سورتیں ریکارڈ تھیں جو مریضوں کو سننے کے لئے دی جاتیں۔ اس کے علاوہ عامل صاحب نے ایک کیسٹ سنائی اور اس میں بتایا کہ یہ جو آپ کو ایمبولینس کی آواز آرہی ہے اور اس میں مریض کے کراہنے چیخنے کی آوازیں ہیں' یہ دراصل مریض کی نہیں بلکہ اس میں داخل جن کی آوازیں ہیں۔ میں یہ سن کر دم بخود ہوگیا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ انڈیا کا سب سے بڑا جن اور فلاں فلاں ملک کا جن ان کے قبضے میں ہے۔ وہ مجھے شرک پر بڑا مجبور کرتے ہیں لیکن میں ان کی چلنے نہیں دیتا۔ غرض عامل صاحب نے جنوں پر اپنی طاقت کی کئی کہانیاں سنا کر ہمیں خوب مرعوب کرلیا۔ دراصل عاملوں کا طریقہ ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ ایسی کہانیاں سنا کر سائل کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں بلکہ سحر زدہ کرلیتے ہیں۔ پھر میں بطور آزمائش اپنی بیوی کو لے کر اس عامل کے پاس پہنچا۔ میں نے اپنی بیوی کو اس عامل کے بارے میں کچھ نہ بتایا تھا کہ وہ کوئی جنوں کا عامل ہے ورنہ عورتیں ساری عمر وہم کا شکار ہوجاتی ہیں۔ بس اتنا بتایا کہ وہ دم وغیرہ کرتا ہے۔ عامل نے پہلے میری بیوی سے چند سوالات کئے کہ کیا تمہیں اپنے ساتھ اچانک کوئی غیر معمولی حالات پیش آتے ہیں؟ کیا گھر میں کوئی چیز اچانک غائب ہوجاتی ہے؟ کیا تمہیں اپنے کپڑوں پر کوئی خون کے چھینٹے تو نظر نہیں آتے؟ گھر میں کوئی پتھر وغیرہ تو نہیں آتے؟ کوئی پریشان کن یا خوفناک خواب تو نہیں آتے؟ یہ دراصل عاملوں کے ہاں کسی مریض پر جن یا جادو آسیب کو چیک کرنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ اب حیرانی کی بات یہ ہے کہ میری بیوی نے ان تمام سوالوں کے جواب سپاٹ نفی میں دیئے لیکن بجائے عامل صاحب اب' ہمیں فارغ کرنے کے کہ آپ پر کوئی ایسا اثر نہیں ہے' وہ پھر بھی اپنے طریقۂ علاج میں لگے رہے۔ ویسے تو یہ بزرگ کتاب وسنت پر سختی سے عمل کرنے کے داعی کہلاتے ہیں' عورتوں کو پردہ اور مردوں کو داڑھی کے لئے بڑی تلقین کرتے ہیں لیکن میری بیوی کے منہ میں کلونجی نما محلول کے قطرے ڈالے جو ظاہر ہے نقاب اتارے بغیر ممکن نہ تھا۔ پھر کہا کہ تم یہ تصور کرو کہ یہ قطرے تمہارے پیٹ کی مکمل صفائی کررہے ہیں۔ تمہارے اندر سارا گند

صاف کر رہے ہیں یہاں تک کہ یہ سارا گند اکٹھا ہو کر تمہارے مثانہ میں پہنچ گیا ہے اور تمہارا مثانہ بھر گیا ہے۔ آخر میں تم باتھ روم چلی جانا تاکہ سارا گند نکل جائے۔ میری بیوی باتھ روم ہو آئی اور پھر عامل صاحب نے کالی مرچ اور اجوائن پڑھ کر دی کہ انہیں اتنا عرصہ استعمال کریں اور ساتھ کچھ ذکر اذکار بتائے۔ لیکن عامل صاحب کے اس عمل کے بعد میں ان سے بیزار ہو گیا کہ کتاب وسنت پر پابندی کے اتنے دعوے لیکن عملاً خلاف ورزی بھی ہو رہی ہے اور پھر کوئی اثر ثابت نہ ہونے کے باوجود اپنا طریقہ علاج جاری رکھتے ہیں اور وہ بھی محض تصور کی بنیاد پر۔ تو یہ سب کچھ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ نہ اسے شریعت مانتی ہے نہ عقل۔ چنانچہ ہم پھر کبھی ان کے پاس نہ گئے۔

مجھے یاد ہے کہ ان کے پاس کوئی معدے کی معمولی خرابی کا مریض چلا جاتا ہے تو اسے بھی کہتے ہیں کہ تمہارے اندر جن ہیں۔ ایک بھائی کی ٹانگ فریکچر ہوگئی، وہ صحیح طرح نہ جڑی تو اسے بھی کہہ دیا کہ تمہاری ٹانگ میں جن ہے۔ غرض یہ عامل وہ ظالم لوگ ہیں جو خود بھی شیطانی دھوکے کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا شکار کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ ظلم کا نشانہ وہ لوگ بنتے ہیں جو جسمانی بیماری کا شکار ہوتے ہیں لیکن یہ اس کا جناتی علاج کرتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی بیماری پہلے سے بھی زیادہ بگڑ جاتی ہے۔ عورتیں خاص طور پر نشانہ بنتی ہیں لیکن ان کا اٹکل پچو روحانی علاج کیا جاتا ہے جس سے وہ اپنا دین و دنیا سب کچھ برباد کر بیٹھتے ہیں۔

قارئین کرام! اسی طرح کے قرآنی یا نوری عملیات کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ اور ان کا پوسٹ مارٹم محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ نے اپنے ایک درس (مئی 2000ء) میں کیا جسے ہم مرتب کرکے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اسے پڑھ کر یہ بات معلوم بلکہ محقق ہوگی کہ یوگا' مراقبہ اور ہپناٹزم و ٹیلی پیتھی کی طرح نوری علم کے نام پر لوگوں کے مسائل حل کرنے، جن نکالنے اور علاج کرنے کا یہ طریقہ بھی غیر شرعی اور محض تصور و وہم پر ہی مبنی ہے۔ تفصیل آپ ملاحظہ کریں۔

قرآنی عملیات (نوری علم) کے نام پر جادوگری

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ (مدیر جامعات جماعۃ الدعوۃ)

کا کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ

جنات کے ذریعے بیماریوں کا پتہ چلانے اور علاج کرنے کا ہمارے معاشرے کے بعض طبقوں میں بڑے عرصے سے رجحان رہا ہے۔ لیکن اب صورتحال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ معاشرے کا وہ دیندار طبقہ جو توحید وسنت پر بھی سختی سے عمل پیرا ہے' ان میں سے بھی بعض لوگ اس طریقہ کی طرف نہ صرف مائل ہو رہے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس طرف ترغیب دے رہے ہیں۔ وہ ہر بیماری کو جنوں کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ ایک خاتون کو گلے کی تکلیف ہوئی' اسے اس طرح کے ایک جن نکالنے والے سے واسطہ پڑا۔ تو اس نے اسے بتایا کہ تم پر تو سائے کا اثر ہے۔ اسی طرح میرے جاننے والے ایک بزرگ کی دو بیٹیاں بیمار تھیں۔ جنات کے عامل نے انہیں بھی سائے کے چکر میں ڈال دیا۔ ایک اور خاتون کی بچی کو دست لگے تو اسے بھی بتایا گیا کہ تم نے اتنے ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کروایا ہے' کچھ فرق نہیں پڑا تو یہ علاج چھوڑو اور صرف سایہ اتروانے کا علاج کرواؤ۔

ایک دفعہ قرآنی اور اسلامی عملیات کے ذریعے علاج کرنے کے دعویدار ایک عامل بھائی سے ملاقات ہوئی تو ان کا موقف تھا کہ قرآن مجید میں جنوں اور شیاطین کے وجود کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر بسم اللہ پڑھ کر کھانا نہ کھائیں تو حدیث میں بتایا گیا ہے کہ شیطان بھی ساتھ کھاتا ہے۔ اسی طرح بسم اللہ پڑھ کر صحبت نہ کریں تو شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ ایوب علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب مجھے شیطان نے تکلیف پہنچائی ہے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا:

﴿ان الشیطان لکما عدو مبین﴾ (الاعراف: 22)

''شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن انسانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ بھائی کہنے لگے' میں انہی جنوں کے شر سے بچانے کیلئے لوگوں کا علاج کرتا ہوں۔ میرے ساتھ ایک اور بھائی بھی تھا۔ عامل صاحب کہنے لگے کہ میں آپ کو اپنے طریق علاج کا مشاہدہ کرواتا ہوں۔ عامل نے میرے ساتھی کے سامنے چند خواب رکھے کہ کیا تم نے ان میں سے کوئی خواب بھی دیکھا ہے تو اس نے ایک قسم کے خواب کا اقرار کیا کہ ہاں اس قسم کے خواب مجھے نظر آتے ہیں۔ عامل نے اسے کہا کہ اب تم یہ تصور کرو کہ تم وہ سب کچھ اس وقت دیکھ رہے ہو۔ تصور مضبوط کرنے کیلئے آنکھیں بند کرنا ضروری تھا۔ اس کیلئے اس نے اس کی آنکھوں میں کلونجی کے تیل کے چند قطرے بھی ڈال دیئے۔ کلونجی نہایت تیز چیز ہے۔ تیل ڈالنے سے اس کا یہ حال ہوا کہ آنکھیں کھلتی ہی نہ تھیں۔ ناک پر کوئی خوشبو الگ لگا دی اور کہا اب تم تصور کرو کہ تمہیں وہی کچھ نظر آ رہا ہے جو خواب میں نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ پڑھ کر اس پر پھونکتے رہے۔ وہ ساتھی تصور کرتا رہا اور آخر اس نے کہہ دیا کہ ہاں اب مجھے نظر آ رہا ہے۔ عامل صاحب اسے کہتے رہے' اب تصور کرو تمہیں جن نظر آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا کہ ہاں مجھے نظر آ رہا ہے۔ عامل صاحب نے کہا' اب فلاں سورہ پڑھ کر اس پر پھونک دو۔ وہ جل جائے گا۔ اس نے کہا' ہاں وہ جل گیا ہے۔ اس طرح تصور میں ہی کئی جن عامل صاحب نے اس ساتھی سے جلوائے۔ کئی جنوں کے ٹکڑے کروائے اور کہا بس اب تمہارے جن جل چکے ہیں۔ اب تم تندرست ہو جاؤ گے۔

لوگوں کے علاج کے اس طرح کے مختلف واقعات بتا کر اس عامل بھائی نے مجھ سے کہا کہ میں سورۂ بقرہ پڑھ کر جن نکالتا ہوں اور پھر مریض کو پڑھنے کیلئے سورہ فاتحہ' قل شریف اور دیگر قرآنی وظائف بتاتا ہوں۔ مریضوں سے نماز اور مسنون داڑھی کا عہد لیتا ہوں۔ مریضوں کو تمام غیر شرعی کاموں سے روکتا ہوں۔ توحید پر انہیں کاربند کرتا ہوں۔ خود ان سے کچھ نہیں لیتا لیکن دین کی نشر و اشاعت' جہاد اور تبلیغ کے لئے ان سے بہت تعاون لیتا ہوں۔ کیا میرا یہ کام قرآن و سنت کے مطابق درست ہے یا نہیں؟

میں نے انہیں جواب دیا کہ آپ نے جو تصور کی بنیاد پر اپنے عملیات کی عمارت کھڑی کی ہے کہ تصور ہی تصور میں آپ مریض کو کہتے ہیں کہ سمجھ لو یہ سب کچھ نظر آ رہا ہے۔ اور پھر اسی تصور میں آپ اسے کہتے ہیں کہ اس جن اور شیطان کو مار دو' جلا دو' اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور مٹی میں دبا دو' یہ خیال ہی خیال اور وہم وگمان سے علاج کرنے کا طریقہ نہ قرآن سے ملتا ہے اور نہ حدیث رسول ﷺ سے ملتا ہے۔ بیمار کو دم کرنے کا بے شک نبی ﷺ اور صحابہؓ سے ثبوت ملتا ہے۔ دم اور دوا کے ذریعے علاج کرنا درست ہے لیکن کسی کو محض خیال اور وہم کے پیچھے لگا لینا' یہ ایک غلط راستہ ہے۔

لیکن ہمارے اس بھائی کا اصرار تھا کہ لوگ اس طریقۂ علاج سے تندرست ہو جاتے ہیں حالانکہ صورتحال یہ ہے کہ انکی اپنی والدہ جو کئی برس سے بیمار ہیں' ابھی تک تندرست نہیں ہو سکیں۔ انہوں نے اس سے پہلے مجھے بتایا تھا کہ ان کی والدہ پر تین یا غالباً اس سے زیادہ جنوں کا حملہ تھا۔ علاج سے ایک جن تو بھاگ گیا ہے لیکن باقی ابھی نہیں بھاگ رہے۔ تو جو اپنے گھر کا معاملہ درست نہیں کر سکا' وہ دوسروں کے معاملات کیسے درست کر سکتا ہے؟

یہ تصوراتی سلسلہ اور وہم وخیال کو حقیقت سمجھ کر اس سے اپنی مشکلیں حل کرانا ہی تو شرک کی اصل بنیاد ہے۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ☆ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴾ (النجم :19-23)

''کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور تیسرے منات کو جوان کا ایک اور معبود تھا' کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے بیٹیاں ہیں؟ یہ تو بڑی نا انصافی کی تقسیم ہے۔ دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے رکھ لئے ہیں۔

اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری ۔ یہ صرف وہم وگمان' اٹکل پچو اور اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔''

ان آیات میں اللہ نے واضح کر دیا کہ بعض لوگ خود ہی جھوٹے معبود اور اللہ کے شریک گھڑ لیتے ہیں حالانکہ یہ صرف نام ہی نام ہوتے ہیں۔ ان کی حقیقت کوئی نہیں ہوتی ۔ اللہ کی واضح ہدایت آ چکنے کے باوجود یہ اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے پڑ کر وہم وگمان پر مبنی ایک تانا بانا بن لیتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہماری فلاں فلاں خواہشیں پوری ہو جائیں۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴾ (النجم۔24)

''کیا ہر شخص جو آرزو کرے' اسے میسر ہے؟

کون ہے جس کی ہر تمنا دنیا میں پوری ہوتی ہے۔ اخباروں میں عاملوں اور جادوگروں کے بڑے بڑے اشتہارات چھپے ہوتے ہیں' لکھا ہوتا ہے' ہمارے پاس آئیں' دل کی ہر تمنا پوری ہوگی؟ یہ قرآن' عقل اور مشاہدات کے بھی سراسر خلاف ہے۔ اگر جادوگر سب کچھ کر چکنے پر قادر ہوتے تو وہ اپنے آپ کو دنیا کے سب سے بڑے منصب پر فائز کر لیتے۔ ساری دنیا کی دولت ان کے قدموں میں ہوتی ۔ ہر کوئی انکا غلام ہوتا۔ پھر انہیں اپنی روزی کے لئے اخباروں میں اس قدر مہنگے اشتہارات نہ دینے پڑتے ۔ ملک بھر میں اپنے اشتہاروں سے جگہ جگہ دیواریں کالی کر کے اس قدر محنت نہ کرتے ۔ لیکن ایک دنیا ہے کہ ان کی یہ حالت دیکھ اور جان کر بھی اپنی مشکلوں کے حل کیلئے ان کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ لوگ بھی قسم قسم کے جادوگروں کے تھڑوں پر ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور ان کے مشکل کشا جادوگر بھی ذلت کا شکار ہیں۔ دراصل جب انسان ایک اللہ کا در چھوڑتا ہے تو پھر وہ ہر جگہ ذلیل ہوتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ یہ وہم وگمان اور خیال کے بت بنا کر ان کے پیچھے پڑنے والوں کی خواہشیں پوری نہیں ہوسکتیں۔ فرمایا:

﴿فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى﴾ (النجم :25)

''یہ جہان اور وہ جہان' سب اللہ کے ہاتھ میں ہے''

اللہ جو چاہتا ہے' وہی ہوتا ہے۔ جو نہیں چاہتا' وہ نہیں ہو سکتا۔ تمناؤں کے متعلق عرب شاعر کا ایک شعر ہے:

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنّٰى الْمَرْءُ يُدْرِكُهُ
تَجْرِي الرِّيَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ

انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہوائیں کشتیوں کے مخالف سمت چلتی ہیں۔ نواز شریف کو ہی دیکھ لیں۔ کیا کیا اس کی خواہشیں ہوں گی۔ اپنی مرادیں پوری کرانے کے لئے پیر دھنکا سے وزیر اعظم ہو کر بھی ڈنڈے کھا آتا تھا۔ علی ہجویری کا مزار حرم کی طرح بنوایا۔ اربوں روپے ایک قبر پر خرچ کر دیئے جبکہ زندہ لوگ غربت سے تنگ آ کر خودکشیاں کرتے پھرتے تھے۔ بے نظیر کی بھی یہی حالت تھی لیکن آج بے نظیر ملک سے در بدر پھرنے پر مجبور ہے اور نواز شریف جیل میں سڑ رہا ہے۔ اور اب جلا وطن ہے۔ اس وہم و گمان اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑنے والوں کے متعلق اللہ نے دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ (النجم:28)

''یہ لوگ گمان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور گمان حق کے مقابلے میں کچھ فائدہ نہیں دیتا۔''

تصوراتی و جناتی علاج کا ایک دلچسپ واقعہ

اس طرح کے تصوراتی اور جناتی علاج کا ایک دلچسپ واقعہ میرے ایک طالبعلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ وہ بھی ملاحظہ کے قابل ہے۔ اسے مرگی کی تکلیف تھی۔ اس تکلیف میں یقیناً شیطان کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔ ہم اس سے انکاری نہیں ہیں۔ بہر حال اس طریقہ علاج کے ایک بزرگ نے اسے کہا کہ تم ادھر ادھر پریشان پھرتے ہو۔ آؤ میں پتہ کرتا ہوں کہ تمہیں اصل میں کیا تکلیف ہے۔ میں اس طالب علم کا بیان اور اس کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا تبصرہ کرتا جاؤں گا۔

طالب علم کا بیان:

اس طالبعلم نے بتایا کہ سب سے پہلے ان بزرگوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دم کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے کہا کہ آنکھیں بند کرو اور اپنے تصور میں ایک دروازہ بناؤ۔ ساتھ ہی میری آنکھوں میں کچھ ڈالا (کلونجی کا تیل) اور پھر کہا کہ اب دروازہ کھول کر اندر داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنے تصور میں ایسا ہی کیا۔"

تبصرہ:

طالبعلم چونکہ بچہ تھا' مضبوط دماغ اور پختہ عقیدہ والا نہ تھا' اس لئے جو کچھ عامل کہتا' تصور ہی تصور میں اقرار کرتا رہا۔ یہ تصوراتی باتیں تو شاعروں اور عاشقوں کی ہوتی ہیں جن کا دماغ ٹھکانے نہیں ہوتا۔ وہ اپنے محبوب سے کہتے رہتے ہیں:

تصور میں چلے آتے تمہارا کیا بگڑ جاتا
تمہارا پردہ رہ جاتا' ہمیں دیدار ہو جاتا

کچھ ہے بھی نہیں اور کہا جا رہا ہے کہ آنکھیں بند کرو اور فلاں فلاں چیز تصور کرو۔ دراصل جب آنکھیں بند کرائی جاتی ہیں تو یہیں پر ہی انسان کی مت ماردی جاتی ہے۔ اور پھر مریض سے اگلی ساری باتیں بھی کی جاتی ہیں تو آنکھ میں کلونجی کا تیل ڈال کر۔ ہمارا ایمان ہے کہ کلونجی میں ہر مرض کیلئے شفا ہے سوائے موت کے کیونکہ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ لیکن اس کا طریقۂ استعمال کیا ہے؟ یہ ہر آدمی کو معلوم نہیں۔ میں نے کلونجی ایک دفعہ کھانی شروع کی تو پانچویں دن ہی میرا اگلا سوج کر زخمی ہو گیا۔ اس میں کلونجی کا یقیناً قصور نہیں تھا۔ قصور تو میرا ہے کہ مجھے نہیں معلوم، اس کا کیا طریقۂ استعمال ہے۔ اس کے کتنے دانے کھانے چاہئیں اور کس طرح کھانے چاہئیں لیکن ایسی سخت تیز چبھنے والی چیز کا تیل آنکھ جیسے نازک ترین عضو میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کتنا ظلم ہے۔ یہ تیل جب آنکھوں میں چبھتا ہے اور گندا پانی باہر نکلتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ تمہارا سارا جن باہر نکل آیا ہے۔ لا حول و لا قوة الا باللہ۔ یہ ہے تصور کا کرشمہ جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ صرف

عاشقوں شاعروں کے دماغ کی خرابی ہے:

انداز ہو بہو تیری آواز پا کا تھا
باہر نکل کے دیکھا تو جھونکا ہوا کا تھا
تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی نہ زیاں تھا نہ سود تھا

طالب علم کا بیان:

''جب بزرگوں نے مجھے کہا کہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو جاؤ تو میں نے ایسے ہی کیا۔ اب بزرگوں نے کہا کہ کچھ نظر آتا ہے؟ مثلاً کوئی تالاب مکان وغیرہ۔ میں نے کہا نہیں (شاید ابھی تک کچھ دماغ قائم تھا) اب حکم ہوا' آگے چلتے جاؤ۔ میں آگے چلتا گیا۔ انہوں نے پھر پوچھا تو کچھ دیر کے بعد تالاب مکان وغیرہ نظر آنے لگے۔

ظاہر ہے جب اتنی بار کسی کو کہا جائے کہ تم تصور میں یہ دیکھو تو اسے وہ نظر آ ہی جائے گا۔ بار بار کسی کو ایک ہی بات یقینی انداز میں کہی جائے تو چاہے وہ غلط بھی ہو' انسان اس پر بالآخر یقین کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس کمزوری کی وجہ سے بیشمار لوگ ٹھگوں کے ہاتھوں لٹتے ہیں۔ تین ٹھگوں کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بکرا لے جاتے ہوئے دیکھا تو آپس میں صلاح کی کہ اس سے بکرا چھیننا ہے لیکن اس طرح کہ شور بھی نہ مچائے اور خود ہی دے جائے۔ چنانچہ وہ تینوں ٹھگ ایک سکیم کے مطابق الگ الگ ذرا فاصلے پر بیٹھ گئے۔ ایک نے اس بکرے والے سے کہا کہ بھائی جان آپ نے یہ کتا کتنے میں خریدا ہے؟ اس نے کہا' تم اندھے ہو؟ یہ کتا ہے یا بکرا ہے؟ ٹھگ نے کہا' بھائی جان' آپ کی مرضی۔ نہیں مانتے نہ مانیں' ہے تو کتا۔ تھوڑی دور آگے گیا تو دوسرا ٹھگ سامنے آ گیا۔ اس نے کہا کہ بھائی جان' یہ کتا بڑی شاندار نسل کا ہے۔ کتنے میں خریدا ہے آپ نے' اسے پھر غصہ آیا اور اس ٹھگ کو بھی خوب سنائیں۔ مگر اسے شک پڑ گیا۔ اب اس نے سوچنا شروع کیا کہ کہیں میں کتا ہی پکڑ کر نہ لے جا رہا ہوں۔ جب تیسرے

ٹھگ کے پاس پہنچا تو اس نے بھی یہی کہا کہ جناب یہ کتا کہاں سے خریدا ہے' کتنے کا ہے۔اب اسے یقین ہو گیا کہ یہ کتا ہی ہے لیکن اس نے اس ٹھگ کے سامنے تو کتا نہیں چھوڑا۔تھوڑی دور آگے جا کر اس کی نظروں سے دور ہو کر چپکے سے اس کی رسی چھوڑ کر آگے نکل گیا۔ یہ ہے بار بار کہنے کا اثر کہ انسان وہ کچھ تصور کر لیتا ہے جو حقیقت میں نہیں ہوتا۔ بقول شاعر:

تصور سے ہم دل کو بہلا رہے ہیں
وہ اب چل چکے ہیں' وہ اب آ رہے ہیں

حماسہ میں ہے:

اَلَمَّتْ فَحَیَّتْ ثُمَّ قَامَتْ فَوَدَّعَتْ
فَلَمَّا تَوَلَّتْ کَادَتِ النفسُ تَزْهَقُ
عَجِبَتْ لِمَسْرَاهَا وَاَنّٰى تَخَلَّصَتْ
اِلَیَّ وَبَابُ السِّجْنِ دُوْنِیْ مُغْلَقٗ

''میری محبوبہ میرے پاس آئی۔ سلام کہا' تھوڑی دیر بیٹھی اور پھر الوداع کر کے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد میری جان تو نکلنے کے قریب ہو گئی۔ مجھے اس کے آنے پر بڑا ہی تعجب ہوا کہ وہ پہنچ کیسے گئی۔ میں تو جیل کے اندر ہوں جس کے اردگرد بڑی بڑی دیواریں ہیں' دروازے ہیں اور پہریدار ہیں۔ وہ دیواروں کو پھلانگ کر' دروازوں سے گھس کر میرے پاس کیسے آ گئی؟ مجھے اس پر حیرانی ہے۔''

اب یہ محبوبہ اسے کیسے نظر آتی ہے۔ یہ دراصل خیال ہے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا:

﴿ان یتبعون الا الظن﴾

''یہ خیال اور وہم وگمان کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے۔''

یہ سب شیطان اور شیطان کے چیلوں کے کام ہیں۔

طالبعلم کا بیان مع تبصرہ:

طالب علم نے جب اقرار کر لیا کہ اسے تالاب' مکان وغیرہ نظر آنے لگ گئے ہیں تو آگے

بزرگوں نے حکم دیا کہ ''مکان کی سرچنگ کرو'' حالانکہ وہاں حقیقت میں کچھ بھی نہیں تھا۔ تصور ہی تصور میں مکان کی سرچنگ (تلاشی) ہو رہی ہے۔ اب وہ طالبعلم سرچنگ کر کے کہتا ہے کہ مکان کے اندر تین آدمی بیٹھے مچھلی کا گوشت بنا رہے ہیں۔ بزرگوں نے جو طالبعلم کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم بھی کر رہے تھے تاکہ دم کا دباؤ بھی جاری رہے' کہا کہ ان سے اوزار وغیرہ چھین لو اور علیحدہ ایک جگہ رکھ کر ان پر بسم اللہ' اللہ اکبر کا دائرہ لگا دو۔ طالبعلم نے تصور ہی میں ایسے ہی کیا۔ ان کے اوزار چھین لئے۔ اور ان کے گرد دائرہ بھی لگا دیا۔ حالانکہ چیز وہاں کوئی بھی نہیں۔

نہ وہاں مکان نہ بندے نہ اوزار۔ لیکن دکھانے والے نے تصور کے زور پر دوسرے کا دماغ خراب کر دیا۔ یہی جادو اور شیطنیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی خیال پر اثر انداز ہونے والے اس عمل کو جادو قرار دیا ہے۔ فرعون کے دربار میں جب جادوگروں نے لاٹھیاں پھینکیں تو اللہ فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ (طه:66)

''موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کی وجہ سے یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔''

حالانکہ سانپ وہاں پر نہیں تھے۔ اب موسیٰ ؑ سے بڑا اولوالعزم کون ہوگا کہ ان کا شمار پانچ بڑے اولوالعزم پیغمبروں میں ہوتا ہے۔ لیکن ظالم جادوگروں کے عمل کا موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر بھی اثر ہوگیا۔

طالب علم کا بیان

جب میں نے دائرہ لگالیا تو اپنے قریبی واقف باباجی کھڑے نظر آئے۔ جب میں نے اس باباجی کا ذکر کیا تو بزرگوں نے کہا' نہیں یہ وہ باباجی نہیں ہیں بلکہ یہ بابا کی شکل میں شیطان ہے۔ میں نے تصور میں ہی اس باباجی سے پوچھا کہ تم کون ہو تو وہ نہیں بولے۔ اب بزرگوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دم کیا اور کہا جب میں کہوں' تم اس بابا پر تھوک دینا۔ دم کے بعد بزرگوں نے مجھ پر پھونکا اور میں نے اس بابا پر تھوکا تو وہ پھٹ کر تین ٹکڑے ہوگیا۔ اب بزرگوں نے کہا'

ان ٹکڑوں کو جمع کرواور آگ لگا دو۔اس کی تلاشی لی تو اس کی گردن میں ایک لاکٹ سا تھا۔ کچھ اور کڑے بھی اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں تھے۔ وہ سب اتار کر کھینچ کر تین ٹکڑے کر کے اس دائرے میں رکھ دیئے۔اسی طرح دوسروں کی تلاشی لے کر ان کی چیزیں بھی اس دائرے میں رکھ دیں۔اس کے بعد ان پر بھی تھوک کر' آگ لگا کر انہیں خاک بنا دیا۔

پھر بزرگ نے کہا کہ تم تصور کرو کہ تمہارے پاس ڈھکن والی ڈبیاں ہیں۔اب ان سب کی راکھ علیحدہ علیحدہ ان ڈبیوں میں بند کر دو۔ یہ پانچ ڈبیاں تھیں۔ایک بابا کی' تین آدمیوں کی اور ایک ان کے سامان کی۔ پھر حکم ہوا کہ اب تصور کرو' تمہارے سامنے ایک بڑی نہر ہے۔اس میں چھلانگ لگا دو اور ان پانچوں ڈبیوں کو ریت میں دبا کر ریت کو برابر کر دو۔میں نے ایسے ہی کیا۔ پھر کہا کہ اب اپنے دماغ یعنی سر کو آگے سے پیچھے تک چیک کرو۔اس کی سرچنگ کرو' میں نے کہا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔کہا' پھر دیکھو۔ چلو کمر دیکھو۔ میں نے کہا' کندھوں' گردن اور دونوں پہلوؤں میں سریا نظر آ رہا ہے۔انہوں نے کہا' اسے نکال دو۔ میں نے نکال دیا۔ان کو ایک دائرے میں رکھ دیا۔ پھر پوچھا گیا' اب کمر کی کیا پوزیشن ہے۔میں نے کہا' جہاں سے سریا نکالا گیا تھا' وہاں اب زخم ہے۔ بزرگ نے کہا' وہاں بسم اللہ' اللہ اکبر پڑھ کر تھوک دو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو زخم درست ہو گیا۔ پھر ریڑھ کی ہڈی چیک کروائی گئی۔ کچھ کڑے وغیرہ اتار کر اسی دائرے میں رکھے اور انہیں بھی آگ لگا کر راکھ کو ڈبی میں بند کیا اور اسی طرح نہر میں چھلانگ لگا کر ریت میں دبا کر برابر کر دیا اور پھر بزرگ کے کہنے پر آنکھ کھولی تو آنکھوں سے گدلا سا پانی آنے لگا (ظاہر ہے کلونجی کا تیل جو ڈالا گیا تھا) اس نے کہا' آئینہ دیکھو۔ساتھ ہی کہنے لگے۔ یہ پانی صفائی کے بعد آیا ہے۔یعنی اب جن وغیرہ سب نکل گئے ہیں۔گندگی آنکھوں سے نکل گئی ہے۔اب صاف پانی آ گیا ہے۔مسئلہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ساتھ ساتھ الحمدللہ بھی کہتے جاتے تھے۔

اس کے بعد بزرگ نے ایک پرچی دی۔اس پر مسنون اذکار لکھے ہوئے تھے۔کہا' جب تک پڑھو گے' ان شاء اللہ درست رہو گے۔ اگر نہ پڑھو گے تو کوئی گارنٹی نہیں (حالانکہ انسان کبھی کوتاہی کر ہی جاتا ہے لیکن اسے گارنٹی سے مشروط کر دیا) جیسا کہ دھوکے باز پیر اپنے مریدوں کو

بتاتے ہیں کہ چالیس دن تک یہ وظیفہ کرنے کے بعد ایک بزرگ آئے گا۔ اسے جو کہو گے' کرے گا' اگر تم کہو گے کہ ایک لاکھ روپے لے آ تو وہ ایک لاکھ بھی لے آئے گا لیکن میرے وظیفے کی ایک شرط ہے کہ وظیفے کے دوران بندر کا خیال نہیں آنا چاہئے۔ اگر بندر کا خیال آیا تو پھر میری کوئی گارنٹی نہیں۔''

اب ظاہر ہے ایسی شرط کے بعد پہلے بندر کا خیال نہیں بھی آتا تھا تو اب ضرور آئے گا۔ اب اس طرح بزرگ صاحب نے اپنا آگے کا سلسلہ بھی محفوظ کر لیا۔ تھوڑا سا بھی مسئلہ دوبارہ ہوا تو بزرگ آسانی سے کہہ دیں گے' وظیفے میں کوئی کوتاہی وغیرہ ہوئی ہے۔

اب وہ لڑکا بتاتا ہے کہ پہلے نماز پڑھنے کے لئے مجھے روزانہ ایک بھائی پکڑ کر لے جاتا تھا۔ پھر بھی شدید جھٹکے لگتے تھے۔ اب تین دن ہو گئے ہیں۔ میں اکیلا چلا جاتا ہوں۔ نماز بھی کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں۔ پہلے بیٹھ کر پڑھا کرتا تھا۔ صرف ایک جھٹکا روزانہ معمولی سا لگتا ہے۔ (یعنی جھٹکا اب بھی لگتا ہے) میں نے یہ صورتحال بتائی تو بزرگوں نے کہا' سورہ بقرہ ایک ہفتہ روزانہ پڑھو تو یہ جھٹکا بھی ختم ہو جائے گا۔ اگر نہ ہو گا تو دوسرے طریقے سے ختم کر دیں گے۔ (دوسرا طریقہ نجانے کیا ہو گا۔ پہلے دروازے کے ذریعے داخل کیا تھا' اب شاید بڑے دروازے یا پھاٹک سے داخل کریں گے)

تو سمجھنے والی بات یہی ہے کہ یہ سب خیال کا اثر ہے۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ تم پر سایہ وغیرہ کا اثر تھا۔ اور وہ سایہ اب نکل گیا ہے تو نفسیاتی طور پر وہ اپنے آپ کو پہلے سے بہتر محسوس کرتا ہے۔ طبیبوں کے ہاں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک لڑکی بیمار ہو گئی۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں حکیموں سے علاج کروایا گیا لیکن وہ سوکھتی گئی۔ کچھ بھی اسے فرق نہ پڑا۔ آخر ایک دانا حکیم آیا۔ اس نے گھر والوں کے احوال معلوم کئے۔ اسے معلوم ہوا کہ گھر والے روئی کاتنے کا کام کرتے ہیں۔ وہ لڑکی بھی یہ کام کرتی تھی لیکن زیادہ محنت نہیں کرتی تھی۔ اس نے گھر والوں سے پوچھا کہ جس دن یہ بیمار ہوئی تھی' اس سے پہلے کیا کوئی خاص واقعہ ہوا تھا تو اس کی سہیلی نے بتا دیا کہ اور تو کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ البتہ اس دن روئی کا ایک گڈا ان کے گھر کے قریب سے گزرا تھا۔ اس کے

بعد سے دو سال ہو گئے' یہ لڑکی چارپائی کو لگ گئی ہے۔ اب پتہ نہیں اس کو سایہ ہے' جن ہے' کیا ہے' کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ اس دانا حکیم کو ساری بات سمجھ آ گئی۔ اب اس نے لڑکی کی نبض پکڑی اور پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کہا کہ کچھ عرصہ قبل میں نے روئی خریدنے کا کاروبار شروع کیا تھا۔ دو سال قبل میں نے اسی گاؤں کے قریب اپنا کارندہ بھیجا تھا کہ کپاس لے آؤ کیونکہ یہاں کپاس بہت اچھی ہوتی ہے۔ تو اس نے یہاں سے اعلیٰ قسم کی کپاس کا گڈا بھرا اور یہیں تمہارے گاؤں اور تمہارے گھر کے قریب سے لے کر گیا تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ کپاس جب میرے پاس پہنچی تو کسی دشمن نے اسے آگ لگا دی اور ساری کپاس جل گئی۔ اب لڑکی دوسرے دن ہی تندرست ہو گئی۔

کیوں؟ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس کی ماں اسے روزانہ زیادہ روئی کاتنے کا کہتی رہتی تھی۔ اب جو اس نے روئی کا پورا گڈا گھر کے قریب دیکھا تو اسے وہم ہو گیا کہ پہلے ہی مجھ سے روئی نہیں کاتی جا رہی۔ اب پورا گڈا آ گیا ہے تو کیا بنے گا۔ حکیم وجہ سمجھ گیا تھا۔ اس لئے اس نے نفسیاتی طریقے سے ہی علاج کر لیا۔ اور اس کے ذہن میں ڈال دیا کہ وہ گڈا تو سارا جل چکا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ تندرست ہونا شروع ہو گئی۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح کا طریقہ علاج ایک فن ہے۔ اس کے فائدے کا ہم انکار نہیں کرتے۔ لیکن یہ فن ہندوؤں اور غیر مسلموں کے پاس ہم سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ ہپناٹزم ہے۔ وہ مریض کو اپنا معمول بناتے ہیں۔ اس کے دماغ کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ اسے جو بھی کہتے ہیں' وہ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے جو جادو کا کرشمہ ہوتا ہے۔ ہمارا مسلمان عامل یہ کام کرتے ہوئے پڑھ قرآن رہا ہوتا ہے اور اسے نوری علم اور نوری عمل کہتا ہے۔ لیکن حقیقت میں شیطان اس کی مدد کر رہا ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا کام ہوتا تو قرآن ہمیں بتاتا۔ جب قرآن نے نہیں بتایا' نبی کریم ﷺ نے نہیں بتایا' صحابہ کرامؓ نے نہیں کیا تو ہم یہ راہ کیوں اختیار کریں۔ یہ محض تصور اور وہم و گمان کی بنیاد پر دروازے بنانا' پھر انہیں کھلوا کر وہاں لوگوں کو دیکھنا' پھر انہیں قتل کرنا' ان کی راکھ کو ڈبیوں میں بند کر کے نہر کے اندر ریت میں دبانا' یہ سب آخر قرآن و حدیث سے

کہاں ثابت ہے۔ قرآن تو کہتا ہے' یہ وہم وگمان اور تصور کے پیچھے لگنا مشرکوں کا کام ہے۔

اس طرح کے کام دنیا میں اور بھی کئی طریقوں سے ہو رہے ہیں۔ کسی کی چوری ہو جاتی ہے تو بعض عامل کہتے ہیں کہ کوئی چھوٹا بچہ لے آؤ۔ پھر اس کے ناخن پر عامل سیاہی لگاتا ہے۔ تیل لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں سورۂ یس پڑھوں گا۔ یہ ہے حق کے ساتھ باطل کی آمیزش جس کی قرآن کریم نے **لم تلبسون الحق بالباطل** کے الفاظ کے ساتھ مذمت کی۔

بتایئے کیا سورۂ یٰس چور پکڑنے کے لئے اتری ہے؟ کئی ایسے ملعون عامل ہیں کہ وہ چور پکڑنے کے لئے لوٹا منگواتے ہیں۔ دو آدمیوں کے انگوٹھوں پر لوٹا رکھ دیتے ہیں اور لوٹے کی ٹونٹی میں ایک کے نام کی پرچی رکھ دیتے ہیں اور پھر سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کر دیتے ہیں۔ پوری سورۂ یٰسین پڑھ کر اگر لوٹا گھوم گیا تو وہی چور ہوگا جس کے نام کی پرچی لوٹے کی ٹونٹی میں ہے ورنہ پھر دوسرے کے نام کی پرچی رکھ کر یہی عمل دہرایا جاتا ہے۔ یہ قرآن کے ساتھ مذاق ہے۔

اگر تصور کے بل پر سارے کام ہو سکتے ہیں' سب مطلوبہ شرارتی جن نظر آ سکتے ہیں اور چور پکڑے جا سکتے ہیں تو پھر یہ بھائی ایسا تصور کیوں نہیں باندھ لیتے کہ جس میں ہمیں نظر آ جائے کہ مسلمانوں کے دشمن واجپائی اور ایڈوانی تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہے۔ کون سے راستوں کے ذریعے ان تک پہنچا جا سکتا ہے اور انکے پہریدار کس وقت غفلت میں ہوتے ہیں تاکہ مجاہدین ان پر ریڈ کر کے انہیں ہلاک کر سکیں بلکہ اسی تصوراتی عمل کے ذریعے انہیں مار بھی دیا جائے تو مجاہدین کو اس قدر اونچے برف پوش پہاڑوں اور خطروں سے گزرنے کی بھی نوبت نہ آئے۔ چند سال قبل ہمارا ایک جہاز گلگت کی طرف جاتے ہوئے لاپتہ ہو گیا۔ آج تک پتہ نہیں چل سکا۔ بڑی بڑی ایجنسیوں نے کھوج لگایا۔ ساری دنیا الٹی ہو گئی۔ کسی کی لاش تک نہ ملی کہ چلو لواحقین کا دل کچھ تو مطمئن ہو جاتا۔ ان بزرگوں سے پوچھنا چاہئے کہ ذرا اپنے تصور کے ذریعے ہمیں اس جہاز کا ہی پتہ چلا دیں تو پوری قوم پر احسان ہوگا۔ یہ جو پولیس پر اس قدر اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے' آئی ایس آئی پر بھی کتنی ہی رقم خرچ ہوتی ہے تو ان کی کیا ضرورت ہے۔ جہاں بم دھماکہ ہو' کوئی تخریبی کارروائی ہو' ان سے تصور کا دروازہ بنوا کر اس میں داخل ہو کر دیکھ لیا جائے کہ کون ہمارے دشمن

ہیں اور کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ آسانی سے ان کا کام تمام ہو جائے گا۔ اور ہم اربوں کے خرچے سے بھی بچ جائیں گے۔ امریکہ کو اگر اس کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے اصل مجرم بتا دیئے جائیں تو وہ 50 لاکھ ڈالر کا انعام انہیں دینے کے لئے ابھی تیار ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب شیطانی کام ہیں۔ خصوصاً توحید و سنت کا نام لے کر جو لوگ یہ کام کر رہے ہیں' انہیں اس سے بچ جانا چاہئے۔ یہ تصور کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔ آپ کو جب بھی کوئی قرآنی عملیات کا نام لے کر کہے کہ آنکھیں بند کر کے تصور میں فلاں چیز لاؤ یا تصور کرو کہ آپ پر جن کا اثر ہے تو ہرگز اپنے آپ کو اس کے حوالے نہ کریں۔ وہ آپ کے تصور پر اثر انداز ہونے والا جادوگر ہے۔ اس سے صاف کہیں جب ایک چیز ہے نہیں تو میں اس کا تصور کیوں کروں؟

میں جب جامعہ محمدیہ (گوجرانوالہ) میں پڑھاتا تھا تو مجھے زکام ہو گیا۔ ہمارے ساتھ ایک مولانا صاحب پڑھاتے تھے اور عملیات کیا کرتے تھے۔

ایک دن میرے زکام کے بارے میں بڑے فکر مند ہوئے۔ تھوڑی سی آنکھیں بند کر کے کہنے لگے کہ افوہ آپ پر تو جنوں کا بڑا زبردست حملہ ہے۔ میں نے کہا' مجھ پر جن ان شاء اللہ غالب نہیں آسکتے۔

قرآن کہتا ہے:

﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (النحل:99)

"شیطان کا ان لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں ہو سکتا جو مومن ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔"

﴿اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ﴾ (النحل:100)

"شیطان کا غلبہ تو صرف ان پر ہوتا ہے جو اس کے دوست بنتے ہیں اور جو اس کو شریک بناتے ہیں۔"

جس کا اللہ پر یقین ہو' رسول ﷺ پر ایمان ہو' آیت الکرسی روزانہ پڑھتا ہو' قل (معوذات) پڑھتا ہو' اس پر شیطان کا غلبہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر جن اس طرح مومنوں پر حملہ آور ہونے لگیں تو جو ہمارے مجاہد بھائی اس قدر اونچے پہاڑوں' ویرانوں اور جنگلوں میں جا کر جانیں

ہتھیلی پر رکھ کر جہاد کر رہے ہیں' انہیں اگر پتہ چل جائے کہ جن اس طرح حملہ آور ہوتے پھرتے ہیں تو وہ تو ایسے خوفناک ماحول میں جا ہی نہیں سکتے۔ وہ تو جہاد کیلئے جانا چھوڑ دیں۔ لیکن الحمدللہ ہمارے ان بھائیوں کو بڑے بڑے خوفناک جنگلوں' برفوں اور بیابانوں میں کوئی جن نہیں ڈراتا نہ کوئی جن ان میں داخل ہوتا ہے۔

عمل کرنے والوں کے پاس عورتوں کا فتنہ:

ویسے یہ دلچسپی کی بات ہے کہ یہ جن نکالنے والوں کا زیادہ تر معاملہ عورتوں سے پڑتا ہے۔ کیونکہ عورتیں زیادہ ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں۔ معمولی سا مسئلہ ہو تو اسے فوراً جن یا سایہ کا اثر سمجھ لیتی ہیں۔ اس لئے اگر بالفرض جن نکالنے والے ان بزرگوں کا کام درست بھی ہو' تب بھی میری ان کو نصیحت ہے کہ اپنے ایمان کے بچاؤ کے لئے یہ کام چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اِتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ ﴾

''دنیا سے بچ جاؤ۔ عورتوں سے بچ جاؤ۔''

جب ایسے عامل مشہور ہوتے ہیں تو ان کے پاس بڑے بڑے امیر زادوں کی خوبصورت بچیاں جن نکلوانے اور سایہ اتروانے کے لئے آنا شروع ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کے گھروں میں بعض نفسیاتی بیماریوں اور بے راہرویوں کی وجہ سے مصیبتیں عام ہوتی ہیں۔ کسی پر شیطانی اثر ہوتا ہے تو کسی کو کوئی بیماری ہوتی ہے۔ یہ انکی آنکھوں میں کلونجی کا تیل ڈالیں گے۔ ناک پر خوشبو لگائیں گے۔ ایک دفعہ کوئی ٹھیک ہوگئی' دوبارہ پھر حملہ ہو گیا تو پھر آتی جاتی رہیں گی۔ بالآخر اللہ بچائے ''برصیصا'' راہب والا معاملہ ہو سکتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں آتا ہے۔ برصیصا ایک راہب تھا۔ بڑا نیک آدمی تھا۔ شیطان نے ارادہ کیا کہ یہ عبادت بہت کرتا ہے' اسے کسی طرح عبادت سے ہٹانا ہے۔ اس راہب کے پاس جو بھی آتا' کسی کی طرف توجہ ہی نہ کرتا۔ بس چپ کر کے اللہ اللہ کرتا رہتا اور اپنی عبادت میں مگن رہتا۔ اب شیطان نے اس کے قریب ہی جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی بلکہ اس سے بھی بہت لمبی نماز

پڑھتا۔ آخر راہب نے سوچا' بندہ تو نیک لگتا ہے۔ چنانچہ آہستہ آہستہ اس سے بول چال شروع کر دی۔ اب شیطان ایک لڑکی کو جا کر چمٹ گیا۔ گھر والوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ نکلا۔ بالآخر اس شیطان نے انہیں یہ کہا کہ فلاں راہب کے پاس لڑکی کو لے جاؤ۔ میں نکل جاؤں گا۔ اب وہ اسے راہب کے پاس لے گئے تو اس شیطان جن نے لڑکی کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کیا۔ وہ جب چیخی چلائی اور راہب کو اپنی عبادت میں بہت خلل محسوس ہوا تو آخر اس نے پوچھ لیا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہماری لڑکی بہت بیمار ہے۔ آپ اس کو دم کر دیں۔ راہب نے پھونک ماری تو وہ ٹھیک ہوگئی۔ وہ گھر لے گئے۔ وہاں جن پھر اسے چمٹ گیا۔ وہ پھر راہب کے پاس لے آئے۔ یہاں وہ درست ہوگئی۔ پھر گھر لے گئے تو وہ پھر بیمار ہوگئی۔ یوں وہ گھر لے جاتے تو بیمار ہو جاتی' راہب کے پاس لے آتے تو وہ صحیح ہو جاتی۔ بالآخر انہوں نے کہہ دیا کہ اللہ کے لئے آپ اس لڑکی کو اپنے پاس ہی رکھ لیں۔ ہم سے گھر میں اس کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔ ہم اس کا کھانا وغیرہ یہیں پہنچا دیا کریں گے۔ اس نے کہا' ٹھیک ہے۔ وہ مان گیا۔ اب جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ جب عورت اور غیر محرم مرد اکٹھے ہوتے ہیں تو تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (صحیح ترمذی)

اب جب ان کی آپس میں نگاہیں ملنے لگیں تو کام خراب ہونے لگا۔ لڑکی حاملہ ہوگئی۔ شیطان پھر اس راہب کے پاس آیا۔ کہنے لگا' یہ کام تو خراب ہو گیا۔ لوگوں کو پتہ چلے گا تو بدنامی ہو گی۔ اس نے کہا' پھر میں کیا کروں' کہا کہ تم اس کو قتل کر دو اور اس کو یہیں دفن کر دو۔ لوگ تمہارا اعتبار کرتے ہیں۔ اس کے بھائی وغیرہ آئیں تو انہیں بتا دینا کہ وہ بیمار تھی۔ فوت ہوگئی۔ آپ کو پتہ ہے میں تو ہر وقت عبادت میں لگا رہتا ہوں۔ نہ کسی سے ملتا ہوں نہ بات کرتا ہوں۔ اس لئے آپ کو اطلاع بھی نہ کر سکا اور جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ راہب نے ایسا ہی کیا۔ کچھ دنوں کے بعد بھائیوں نے جب آ کر اپنی ہمشیرہ کا پوچھا تو راہب نے یہی کہانی سنا دی۔ وہ شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔ واپس جانے کے بعد بھائی کو خواب آیا کہ اس کی ہمشیرہ مری نہیں تھی بلکہ اس ظالم راہب نے اسے حاملہ کیا تھا اور پھر اسے قتل کر دیا اور قتل کر کے دفن کر دیا۔ بے شک جا کر اس کی قبر

کھول کر دیکھ لو۔ تینوں بھائیوں کو یہ خواب آیا۔ جب وہ کھانے پر اکٹھے ہوئے تو ایک نے کہا' مجھے ایک خواب آیا ہے لیکن میرا دل برداشت نہیں کرتا کہ سناؤں' دوسرا کہنے لگا' نہیں نہیں سناؤ' مجھے بھی خواب آیا ہے۔ تیسرے نے کہا' مجھے بھی خواب آیا ہے۔ اب انہوں نے سنایا تو تینوں کے خواب مل گئے۔ جا کر قبر کھولی تو دیکھا' اس کا پیٹ بڑھا ہوا تھا۔ وہ حاملہ ثابت ہوئی۔ انہوں نے اس راہب کو پکڑ لیا اور بادشاہ کے دربار میں لے گئے۔ اب وہ نماز پڑھنے والا شیطان پھر راہب کے پاس آیا۔ کہنے لگا' یہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے' یہ میں نے کیا ہے۔ اب جس طرح میں تمہیں پھنسا سکتا ہوں تو تمہیں چھڑوا بھی سکتا ہوں۔ بس صرف ایک کام تمہیں کرنا پڑے گا کہ مجھے سجدہ کر دو تو میں سمجھوں گا کہ تم میرے پکے مرید ہو۔ میں تمہیں ایک آنکھ جھپکنے میں چھڑوا کر لیجاؤں گا۔ راہب نے جب سجدہ بھی کر دیا تو اب شیطان کہنے لگا "تو کون اور میں کون؟

تفسیر ابن کثیر کا یہ واقعہ حدیث تو نہیں ہے' ایک بنی اسرائیلی روایت ہے۔ لیکن قرآن نے شیطان کے اس طریق واردات کی تصدیق کی ہے۔ سورہ حشر میں ہے:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الحشر:16)

"شیطان کی طرح کہ اس نے انسان کو کہا کہ کفر کر۔ جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا' میں تو تجھ سے بری ہوں۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔"

انجام یہ کہ دونوں ہی جہنم میں گئے۔ مقصد بیان کرنے کا یہ ہے کہ توحید وسنت کے حاملین کو خصوصی طور پر تعویز دھاگوں اور اسلامی عملیات کے نام پر ایسے طریقوں سے بچنا چاہئے۔ اگر وہ یہ کام کریں گے تو لڑکیاں آئیں گی اور بڑے بڑے متقیوں کا بھی ایمان غارت ہوگا۔ یہ سراسر فتنہ ہے۔ تم پہلے آنکھوں میں کلونجی ڈالو گے۔ پھر تمہارے دل میں یہ تیل پڑے گا۔ اگر یہ کام صحیح بھی ہو تب بھی اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے ہر قسم کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے فتنوں سے بھی بچائے اور عورتوں کے فتنے سے بھی بچائے۔ آمین۔

نجومیوں کی جھوٹی پیش گوئیاں اوران کے لوٹ مار کے دھندے

پیش گوئی کرنے والے، غیب کی خبریں بتلانے والے، مستقبل کا حال بتانے والے یعنی دست شناس اور نجومی یہ وہ طبقہ ہے جن سے عوام کا رجوع کافی ہوتا ہے۔ عام اخباروں اور رسالوں میں بھی ان کے کالم شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کا یہ ہفتہ کیسے گزرے گا؟ یہ مہینہ کیسے گزرے گا؟ ان جرائد کے مستقل کالم ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان نجومیوں کی سالانہ جنتریاں بھی شائع ہوتی ہیں جن میں پورے سال کے پیش آمدہ حالات پر پیش گوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ پیش گوئیاں ذاتی حالات کے متعلق بھی ہوتی ہیں اور ملکی، سیاسی اور بین الاقوامی حالات کے متعلق بھی۔ انفرادی معاملات کے متعلق جو یہ پیش گوئیاں کرتے ہیں، وہ عموماً گول مول باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان میں کوئی قطعی بات کی بھی گئی ہو تب بھی سوائے اس شخص کے جس کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہو، کوئی دوسرا ان پیش گوئیوں کی تصدیق یا تردید کرنے کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ ان پیشگوئیوں کا باقاعدہ تحریری ریکارڈ نہیں ہوتا۔ صرف ملکی، سیاسی اور عالمی حالات کے متعلق انکی پیش گوئیاں ایسی ہوتی ہیں جو عموماً اخبارات وجرائد اور ان کی اپنی سالانہ جنتریوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ باقاعدہ ریکارڈ پر ہوتی ہیں اور ان کا جائزہ لینا بھی آسان ہے۔

اگلی سطور میں آپ ان شاء اللہ پاکستان اور دنیا کے مشہور نجومیوں کی ملکی اور بین الاقوامی حالات پر پیش گوئیاں ملاحظہ کریں گے جس سے آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ ان لوگوں نے جھوٹی پیش گوئیاں کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہوا ہے' چونکہ عوام کے پاس ان کے جھوٹوں کا ریکارڈ نہیں ہوتا' اس لئے وہ آسانی سے ان کے دھوکے میں آ جاتے ہیں۔ اور اگر ان کی ایک آدھ بات سچ ثابت ہو جائے تو ان کے دعووں پر عوام کامل ایمان لے آتے ہیں اور بالآخر ان کے ہتھے چڑھ کر اپنا مال اور اپنی عزت سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں۔

یہ نجومی اور جادوگر کس طرح جھوٹی پیش گوئیاں کرتے ہیں اور شیطان ان کی کس طرح مدد کرتا ہے۔ قرآن و حدیث سے ہمیں اس کی پوری رہنمائی ملتی ہے۔ پہلے سورہ الصافات کی یہ آیات ملاحظہ کریں۔ اللہ نے فرمایا:

﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ○ وَحِفْظاً مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ ○ لَايَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ○ دُحُوْرًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ○ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ (الصافات۔6۔10)

''ہم نے قریبی آسمان کو ستاروں کی زینت سے بارونق بنا دیا ہے اور ہم نے ہی اس کی نگہبانی کی ہے ہر شریر شیطان سے۔ عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کیلئے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں بھگانے کے لئے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ ہاں جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے تو فوراً ہی اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ (شہاب ثاقب) لگ جاتا ہے۔''

اس سلسلے میں صحیح بخاری (کتاب التفسیر ،باب حتیٰ اذا فزع عن قلوبهم قالوا ما ذا قال ربكم) کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ آسمان میں کرتا ہے تو فرشتے عاجزی کے ساتھ اپنے پر جھکا لیتے ہیں۔ اور رب کا کلام ایسا واقع ہوتا ہے جیسے اس زنجیر کی آواز جو پتھر پر بجائی جاتی ہے۔ جب ہیبت کم ہو جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے اس وقت کیا فرمایا۔ جواب ملتا ہے کہ جو فرمایا حق ہے اور وہ علی الکبیر ہے۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جو جنات فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے گئے ہوتے ہیں اور تہہ بہ تہہ ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں' وہ کوئی کلمہ سن لیتے ہیں۔ اوپر والا نیچے والے کو' وہ اپنے سے نیچے والے کو سنا دیتا ہے اور وہ کاہنوں (نجومیوں' جادوگروں وغیرہ) کے کانوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ ان کے پیچھے فوراً ان کے جلانے کو آگ کا شعلہ لپکتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی تو (اللہ کی مرضی سے) وہ اس کے آنے سے پہلے ہی دوسرے کو پہنچا دیتا ہے اور کبھی پہنچانے سے پہلے ہی جلا دیا جاتا ہے۔ کاہن اس کلمے کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں پھیلاتا ہے۔ وہ ایک بات سچی نکلتی ہے۔ لوگ اس کے مرید بن جاتے ہیں کہ دیکھو یہ بات اس کے کہنے کے مطابق ہی ہوئی ہے۔

(بحوالہ تفسیر ابن کثیر۔ سورۃ السبا۔ 23)

قرآن وحدیث کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ ان کاہنوں کو جو ایک آدھ بات سچ معلوم ہوتی ہے تو وہ شیطانوں کے ذریعے معلوم ہوتی ہے اور پھر اس میں وہ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں اپنا کاروبار چمکاتے ہیں۔

اب آیئے ذرا دین وایمان کے ان غارت گر کاذب نجومیوں کی پیشگوئیوں کی حقیقت ملاحظہ کریں:

پہلے آپ کے سامنے غیر ملکی نجومیوں کی پیشگوئیوں کی حقیقت رکھیں گے اور اس کے بعد پاکستان کے چند مشہور دست شناسوں اور نجومیوں کی پیش گوئیوں اور ان کے لوٹ مار کے دھندوں کا پوسٹ مارٹم ہوگا۔

غیر ملکی نجومیوں کی پیش گوئیاں

- بھارت کے ہندو رہنما مہاتما گاندھی جو ایک ماہر نجومی بھی تھے انہوں نے 1948ء میں اپنی ڈائری میں کئی پیش گوئیاں کیں۔ انہوں نے لکھا:

23 مارچ 1998ء کو دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے اعلیٰ ترین رہنما قتل کر دیئے جائیں گے جس کے نتیجے میں ایٹمی جنگ شروع ہوگی۔

اس سال 3 جون 98ء کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ فروری 99ء میں زیرِ زمین لاوے کھولیں گے جس کی حدت سطح زمین پر بھی محسوس ہوگی۔

اس سال جولائی 99ء میں دنیا بھر میں موسم اچانک ٹھنڈا ہو جائے گا جس کے نتیجے میں کروڑوں لوگ ٹھٹھر ٹھٹھر کر ہلاک ہو جائیں گے۔

14 جون 2000ء میں خط استوا کے ارد گرد زبردست زلزلے آئیں گے جس کے نتیجے میں زمین ایک ایک میل اندر دھنس جائے گی۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 97-5-18)

آنجہانی گاندھی کا جس طرح پاکستان نہ بننے کا خواب پورا نہ ہوا' اس طرح ان کی دیگر تمام پیش گوئیاں بھی سو فیصد غلط ثابت ہوئیں۔

○ جریدہ ورلڈ نیوز کے مطابق پادری لائیڈ نے 1998ء میں انکشاف کیا کہ 666 مسیحیوں کے لئے منحوس ہے۔ 666ء میں اسلام کا ظہور ہوا۔ اس کے دوگنا 1332ء میں ترکی نے ہمیں ناکوں چنے چبوائے اور اب 666 کے 3 گنا یعنی 1998ء بھی مسیحیوں کے لئے سہ گنا منحوس ثابت ہوگا۔ (روزنامہ خبریں لاہور 98-3-6)

تو جناب لائیڈ صاحب 1998ء تو مسیحیوں کے لئے کوئی خاص منحوس ثابت نہیں ہوا۔ یہ درست ہے کہ اسلام کی مقبولیت مغرب میں بڑھ رہی ہے اور مسیحیت زوال پذیر ہے۔ لیکن یہ رجحان 98ء سے پہلے کا چل رہا ہے۔ مسیحیت پر کاری ضرب لگنے کا وقت ابھی آنا ہے اور وہ قریب ہے۔ جس قدر تمہارا ظلم بڑھے گا' اسی قدر جلد جہادی لشکر تمہارے سر پر پہنچ کر تمہیں خوب سبق سکھائیں گے۔

○ 5 مئی 2000ء کو نظام شمسی کے پانچ ستارے ایک لائن میں آنے لگے تو نجومیوں نے پوری دنیا میں یہ پیش گوئیاں کیں کہ اس سے دنیا میں بڑی تبدیلیاں پیدا ہوں گی اور کوئی بڑا واقعہ رونما ہوگا۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ اس سے پہلے 19 جون 1385ء اور 19 فروری 1524ء کو پانچ اور چھ ستاروں کا قران ہوا تو طوفان نوح کی پیشگوئیاں کی گئیں مگر ایک بوند بھی بارش نہ پڑی۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 2000-5-5)

○ فرانس کے ماہر نجوم نیسٹر وڈامسس نے 1999ء میں اور امریکی خاتون جین ڈکسن نے 1982ء میں تیسری عالمی جنگ کی پیش گوئی کی لیکن ان کی یہ پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور 98-5-20)

○ فرانس کے مشہور نجومی نوسٹر ڈیمز نے پیش گوئی کی کہ 1998ء میں امریکہ میں سخت ترین گرمی پڑے گی جس سے لاکھوں امریکی مر جائیں گے۔ (روزنامہ آزاد لاہور 98-6-22)

لیکن اس سال ایسی کوئی قابل ذکر گرمی پڑی نہ اتنی ہلاکتیں ہوئیں۔

○ اسی طرح اس نجومی نے 99-7-9 کو کمپیوٹر کریش سے دنیا بھر کا الیکٹریکل سسٹم فیل ہو جانے اور دنیا کی تباہی کی پیش گوئی کی۔ قارئین کو معلوم ہوگا کہ کمپیوٹرز میں Y2K کے مسئلہ کی وجہ سے پوری دنیا میں یہ پروپیگنڈہ ہوا تھا کہ 99ء کے آخر میں ایٹمی ہتھیار چل پڑیں گے۔ 2000ء شروع ہوتے ہی قیامت آجائے گی یا پھر یہ کہا گیا کہ اس تباہی کے بعد یکم جنوری 2000ء میں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہو جائے گا۔ کیونکہ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کو 2000 سال ہو جائیں گے اور اب وہ دوبارہ ظہور پذیر ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں کٹر عیسائیوں کی بڑی تعداد 1999ء کے آخر میں بیت المقدس میں پہنچ گئی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام یہیں دوبارہ نزول کریں گے لیکن ایسا کچھ نہ ہوا۔ اس سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے 1000 برس پورے ہونے پر بھی ایسی پیش گوئیاں کی گئی تھیں لیکن وہ بھی پوری نہ ہوئیں اور ان شاء اللہ عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اسی وقت ہوگا جب اللہ کو منظور ہوگا کیونکہ اللہ کا اعلان ہے۔

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام۔ 59)

''غیب کی کنجیاں فقط اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ (غیب کی باتوں) کو اللہ کے سوا کوئی (مخلوق یعنی جن، انسان، نبی، ولی، نجومی وغیرہ) نہیں جانتا۔''

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی کہلا دیا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ (الاعراف۔ 188)

”(اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں مگر جو کچھ اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر لیتا۔“

پاکستانی نجومیوں کی ''غیب دانیاں''

اور اب ذرا اپنے ملک کے نجومیوں کی ''غیب دانیوں'' کی حقیقت ملاحظہ کریں:

○ 20 فروری 97ء کے روزنامہ خبریں لاہور میں آسٹرو پامسٹ ایس ایم ملک نے پرویز الٰہی کے ہاتھ کی لکیریں دیکھتے ہوئے پیش گوئی کی کہ پرویز الٰہی 53 سال کی عمر میں وزیر اعلیٰ بنیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پرویز الٰہی کی اس وقت عمر 51 سال ہے۔ ابھی وزیر اعلیٰ بننے کے لئے انہیں دو سال انتظار کرنا پڑے گا۔

قارئین! اس پیش گوئی کے مطابق پرویز الٰہی کو 99ء میں وزیر اعلیٰ بننا چاہئے تھا لیکن 99ء میں انہوں نے وزیر اعلیٰ تو کیا بننا تھا' وہ سرے سے اپنی پارٹی کی حکومت سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے۔ البتہ وہ تین سال بعد نومبر 2002ء میں وزیر اعلیٰ بن سکے۔

○ 97ء کے الیکشن کے بارے میں نجومی طاہر شیخ نے دعویٰ کیا کہ یہ ملتوی ہو سکتے ہیں۔ پروفیسر فضل کریم کا اصرار تھا کہ الیکشن مقررہ وقت پر نہ ہوں گے لیکن وہ ایک دن بھی لیٹ نہ ہوئے۔ یہ فضل کریم صاحب آج کل دعوے کرتے پھرتے ہیں اور پورے لاہور میں اشتہار لگاتے پھرتے ہیں کہ ان کی پیشگوئیاں مہینے اور تاریخ کے حساب سے پوری ہوتی ہیں (جبکہ یہ فضل کریم صاحب اپنے نجوم خانے میں ایک عورت سے زیادتی کی کوشش میں جیل کی سیر بھی کر آئے۔ (روزنامہ پاکستان لاہور 97-9-24) اسی طرح اس نجومی نے قاضی حسین احمد کے متعلق کہا کہ وہ اپنی

نشست پر کامیابی حاصل کریں گے حالانکہ وہ اس دفعہ الیکشن ہی نہیں لڑے۔

پرویز اللہ نے دعویٰ کیا کہ 97ء بیوروکریٹس اور ٹیکنوکریٹس کا سال ہوگا یعنی نواز شریف وغیرہ آؤٹ ہوجائیں گے۔ لیکن وہ ڈھائی سال تک حکومت کرتے رہے۔ (روزنامہ خبریں لاہور 97-3-19)

○ ہفت روزہ حرمت (27 اپریل تا 4 مئی 97ء) نے صفحہ 43 پر یہ شہ سرخی لگائی۔

''اس سال کچھ ممالک تباہ ہوجائیں گے''

دنیا کے بہت سے ممالک میں عوامی انقلاب آئے گا۔'' عالمی شہرت یافتہ ماہر نجوم پروفیسر جی ایچ راجہ کی پیش گوئیاں

چنانچہ ان کی درج ذیل پیش گوئیاں درج کی گئیں:

''میاں محمد نواز شریف کی حکوت اپنی آئینی معیاد پوری کرے گی اور ملک کو اقتصادی بحران اور کرپشن کے عذاب سے ایک سال کے اندر نکالنے میں کامیاب ہوجائے گی۔ آئندہ دو سال کے اندر اندر پاکستان اس قابل ہوجائے گا کہ اسے آئی ایم ایف سے قرضہ لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ 1998ء میں کالا باغ ڈیم کے منصوبے کا آغاز ہوجائے گا۔ اس سال زلزلے اور سیلاب جیسی قدرتی آفات کا دنیا کو سامنا کرنا پڑے گا۔ اوزون کی تہہ میں تبدیلیوں کی وجہ سے ممکن ہے کچھ ممالک تباہ ہوجائیں۔

قارئین کرام! اب آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں سے کون سی پیش گوئی پوری ہوئی۔ نواز شریف اپنی آئینی میعاد تو کیا پورا کرتے' وہ آئینی مدت پورا ہونے سے ڈھائی سال پہلے ہی جیل کی کال کوٹھڑیوں میں پہنچا دیئے گئے۔ قرضوں کے معاملے میں بھی پاکستان پہلے سے زیادہ جکڑا گیا۔ کالا باغ ڈیم 98ء میں تو کیا بننا شروع ہوتا'' 2002ء بھی گزر گیا اور یہ شروع نہ ہوسکا۔ اسی طرح 97ء میں دنیا کے کچھ ممالک کے تباہ ہونے کی بات بھی نرا جھوٹ ثابت ہوئی۔ اوزون کی تہہ میں تبدیلیوں کی وجہ سے بھی کوئی ملک تباہ نہ ہوسکا۔

ہفت روزہ ''حرمت'' نے اپنے قارئین کو اس عالمی شہرت یافتہ ماہر نجوم کی پیش گوئیوں کی مہارت سے مزید مرعوب کرنے کے لئے آخر میں بڑا زور دے کر لکھا۔

''واضح رہے کہ عالمی شہرت یافتہ ماہر نجوم اور پامسٹ پروفیسر جی ایچ راجہ نے ماضی میں جتنی بھی پیش گوئیاں کی ہیں' وہ ہو بہو صحیح ثابت ہوئی ہیں اور مبصرین اور ماہرین پروفیسر راجہ کی موجودہ پیش گوئیوں کو غیر معمولی اہمیت دے رہے ہیں۔''

اب پتہ نہیں راجہ صاحب کی ماضی کی وہ کون سی پیش گوئیاں تھیں جو ہو بہو پوری ہوئیں۔ فی الحال تو جو ہمارے سامنے ریکارڈ ہے' اس میں ان کی ماضی کی تمام پیش گوئیاں ہو بہو الٹ ثابت ہوئی ہیں۔ انٹرویو کرنے والے کے پاس چونکہ اسوقت اس سے پہلے ان کی پیش گوئیوں کا ریکارڈ نہ ہوگا' اس لئے جیسا نجومی صاحب کہتے رہے' ان پر ایمان لاتے رہے ورنہ ان تمام نجومیوں کی پیش گوئیوں کا ریکارڈ ذرا سامنے رکھ کر ان سے بات کی جائے تو وہ ایسے دعوے کرنے کی جرات نہ کریں۔ اب آیئے ذرا اور آگے چلتے ہیں

○ نواز شریف دور کے مشہور ماہر علم نجوم اسسٹنٹ آڈٹ آفیسر محمد یاسین وٹو نے بھی 97ء میں یہ دعویٰ کیا کہ نواز شریف حکومت اپنی آئینی مدت پوری کرے گی۔ اس سلسلے میں ان کی تمام پریشانیاں اور مشکلات اگلے سال 20 اپریل (98ء) تک پوری ہو جائیں گی۔ اسی طرح 5 مارچ 99ء کے نوائے وقت میں یاسین وٹو نے یہ دعوی کیا کہ رواں سال کے آخر میں امریکہ کے صدر بل کلنٹن امریکہ کی صدارت سے محروم ہو جائیں گے اور واجپائی پر 27۔ اکتوبر کے بعد قاتلانہ حملہ ہوگا۔

ان میں سے بھی کوئی بات ان کی درست ثابت نہ ہو سکی۔

○ ورلڈ کپ کے بارے میں خبریں لبرٹی فورم میں نجومی باواشاہ غازی جلال' پروفیسر دلبر حسین' پروفیسر ایم اے کوکب اور دیگر کئی نجومیوں نے پیش گوئی کی کہ پاکستان ورلڈ کپ جیت جائے گا۔ (روزنامہ خبریں لاہور 99-6-5) لیکن ان کی یہ پیش گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔ پاکستان ورلڈ

کپ ہار گیا۔

○ 1999ء میں 5 سال بعد دمدار ستارہ نمودار ہوا تو ایک ستارہ پرست نجومی ابواعتصام نے اعلان کیا کہ اس سال دمدار ستارے کی بدولت ملک کی معیشت میں زبردست استحکام پیدا ہوگا جبکہ 1999ء کے آخر میں عام انتخابات کے نتیجے میں مخلوط حکومت بنے گی جو دو سال بعد ختم ہو جائے گی۔ حالانکہ 99ء میں ملکی معیشت تو کیا مضبوط ہوتی' خود حکومت ہی زبردست بحران کا شکار ہو کر ختم ہوگئی۔ عام انتخابات کی بجائے فوجی حکومت قائم ہوگئی اور نئے سربراہ جنرل مشرف کو خزانہ بھرنے کے لئے عرب ممالک کے دورے کرنے پڑے اور مغربی ممالک اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرضے ری شیڈول کرانا پڑے۔

کراچی کے مشہور عامل نجومی لیاقت منجم نے اپنی سردار عالم جنتری 1998ء میں بڑی شہ سرخی کے ساتھ لکھا:

''1998ء پوری دنیا کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا۔''

مشرق وسطی ایٹمی ہتھیاروں کی تجربہ گاہ بن جائے گا۔''

ایسا ہوا یا نہیں' وہ تو ساری دنیا کے سامنے ہے کہ 1998ء میں اگر کوئی چھوٹی موٹی تباہیاں ہوئی بھی ہیں تو وہ اس طرح کی تھیں کہ جیسے اس سے پہلے کے سالوں میں ہوتی رہیں۔ 1998ء میں گزشتہ سالوں کی نسبت کوئی منفرد اور بڑی تباہی کہیں بھی نہیں ہوئی۔ اسی طرح مشرق وسطی کے ایٹمی ہتھیاروں کی تجربہ گاہ بننے کا ذکر بھی محض لاف زنی سے زیادہ نہیں۔ اگر اسرائیل نے ایٹمی ہتھیار بنائے ہیں تو یہ کوئی آج کی بات نہیں' اس کے پاس بہت عرصہ پہلے سے یہ صلاحیت موجود ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان عامل صاحب کو 98ء کیوں تباہ کن نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے اپنے رسالے میں اس کی جو وجوہات لکھیں' ان کا خلاصہ ملاحظہ کریں۔

ان کے حساب کے مطابق ''98ء کا بادشاہ سیارہ زہرہ ہے اور چونکہ اس دفعہ نوروز کا وقت آدھی رات کے بعد کا ہے چنانچہ اس طرح سیارہ زحل کو بھی یہ فلکیاتی اختیار مل جاتا ہے کہ وہ بھی بادشاہ سال کی حیثیت سے سیارہ زہرہ کا ساتھی بن جائے۔'' چونکہ 98ء میں یہ دونوں اکٹھے

حکمران ہو رہے تھے' اس لئے ان کے نزدیک نحوست دگنی ہو جاتی تھی چنانچہ یہ نجومی صاحب خود بھی گھبرا گئے اور دوسروں کو بھی خوفزدہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہ دونوں فلکیاتی بادشاہ اس دنیا کے باسیوں کو کن حالات سے دوچار کریں گے' اس کا بہتر اندازہ تو چند ماہ گزرنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔ سردست تو ہم آپ کو یہ بتانا چاہیں گے کہ یہ دونوں بادشاہ اپنی اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کس انداز میں کر سکتے ہیں...... سیارہ زہرہ کو ماہرین نجوم رنگین مزاجی' راگ ورنگ' جذباتی حرکات' خوبصورتی' حرص ولالچ اور پامالی عقل کا موجب قرار دیتے ہیں اور پھر ایسی صورت میں جبکہ یہ سیارہ نوروز کے موقعہ پر بخانہ زحل ہمراہ یورینس قیام پذیر ہے' یہ رنگینی کے ساتھ ساتھ تخریبی جذبوں کو بھی ابھارنے کا سبب بن سکتا ہے' لطف کی بات تو یہ ہے کہ سیارہ مشتری جو کہ فلکیاتی نظریئے سے سیارہ زہرہ کا دشمن ہے' اس کی بارگاہ میں بصورت سپہ سالار ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔''

علم نجوم میں سیارہ مشتری خیر و برکت کا موجب سمجھا جاتا ہے۔ اب ان نجومی صاحب کے نزدیک سیارہ مشتری تو دنیا کو اچھی راہ پر چلا سکتا تھا لیکن وہ چونکہ اس دفعہ خود سیارہ زہرہ کی بارگاہ میں بصورت سپہ سالار ہاتھ باندھے کھڑا ہے لہٰذا اب صرف برائیاں اور تباہیاں ہی پھیلیں گی۔

اسی طرح سیارہ زحل بھی جو اس دفع سیارہ زہرہ کے ساتھ نحوست میں شریک ہے یعنی یک نہ شد دو شد' اس کے بداثرات کا جائزہ لیتے ہوئے عامل لیاقت منجم نے لکھا۔

''زحل سیارہ جو ازل ہی سے نحوست کی بدترین علامت سمجھا گیا' تمام برائیوں اور تخریبی کاموں کا موجب اسے ہی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ اچھے سے اچھے اور انتہائی نیکوکار انسان کو بھی چند لمحوں میں بدی کی راہ پر گامزن کر دینے کی قوت رکھتا ہے۔ سیارہ زحل جسے فلکیاتی اصول کے مطابق ساتویں آسمان کا مالک کہا گیا' اپنے اثرات انتہائی سست رفتاری کے ساتھ مگر بہت گہرے پیدا کرتا ہے۔ یہ جب بھی کسی فرد یا ملک پر تنہا یا کسی اور طاقتور سیارے کے ہمراہ غالب آ جائے تو پھر اس کا اللہ ہی حافظ ہوتا ہے۔ کوئی لاکھ بچنا چاہے لیکن اس کی نحوست کسی نہ کسی طرح متعلقہ شخص یا ملک کو ضرور لے ڈوبتی ہے...... اسی طرح سیارہ زحل کے پُر طاقت ہونے کا مطلب صرف

یہی ہوگا کہ اس کی نحوست میں کئی گنا اضافہ لازمی ہوجائے گا۔ اور پوری قوت کے ساتھ اپنی نحوستوں کا جال پھیلا کر دنیا بھر میں پھیلی ہوئی نیکیوں اور اچھائیوں کو ہڑپ کر جائے گا اور پھر اس سال تو وزیر اعظم سیارہ قمر بھی اس کے اشاروں پر ناچنے کیلئے تیار ہو بیٹھا ہے"

قارئین کرام! یہ ہے جھوٹ، کذب بیانی اور ضعیف الاعتقادی کا مرقع علم نجوم۔ عامل لیاقت منجم اپنی گزشتہ پیش گوئیوں کے بارے میں دعویٰ کرتا ہے کہ میرے "اندازے 80 فیصد درست نکلے۔" لیکن ہم کہتے ہیں تم سمیت تمام عاملوں نجومیوں کے اندازے 80 فیصد درست نہیں بلکہ 80 فیصد سے زائد غلط نکلتے ہیں۔ شیطان تم کو ایک آدھ بات سچ بتا دیتا ہے اور تم پھر اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں اپنا کاروبار پھیلاتے رہتے ہو۔ پھر ایک ہی موضوع پر ایک نجومی ایک بات کرتا ہے تو دوسرا اس کے بالکل متضاد۔ فرض کیا ایک کہتا ہے، فلاں شخصیت یا ملک کو یہ نقصان ہوگا۔ دوسرا کہتا ہے نہیں ہونا۔ اب دونوں میں سے ایک کی بات تو صحیح ہونی ہے۔ پس جس کی بات صحیح ثابت ہوجائے تو وہ اپنی اس پیش گوئی کا خوب پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ اسی طرح کسی دوسرے موقع پر دوسرے کی بات صحیح ثابت ہوجاتی ہے تو اب اسے اپنی "غیب دانی" کا رعب جمانے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس طرح ان سب کا کاروبار چلتا رہتا ہے۔ پھر ان پیشگوئیوں کا سب سے قابل نفرت پہلو یہ ہے کہ کسی کے بارے میں جب مایوس کن پیش گوئی کی جاتی ہے کہ یہ سال، مہینہ یا ہفتہ تمہارے لئے اچھا نہیں گزرے گا، تم جو بھی کام کرو گے، اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلے گا، وہ ہمت ہار کر بیٹھ جائے گا۔ مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اتر جائے گا۔ معاشرے کا عضو معطل بن جائے گا۔ جبکہ اسلام نے انسانوں کو ایسی راہ ہدایت دکھائی ہے کہ کسی بھی حالت میں مایوسی کو کفر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لاتقنطوا من رحمة الله۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا۔ (الزمر۔ 53) اللہ کی رحمت کسی وقت بھی ہوسکتی ہے۔ یہ علم نجوم والے لوگوں کا سن وفات تک نکال کر دے دیتے ہیں۔ بتایئے اگر کسی کو علم ہوجائے کہ ایک ماہ یا ایک سال بعد تم مر جاؤ گے تو اس پیش گوئی کی صداقت سے قطع نظر خود اس کی زندگی پر کیا اثر ہوگا۔ یا تو وہ دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر مایوس ہو کر گھر بیٹھ جائے گا یا کسی کی کسی سے ذاتی دشمنی ہوگی تو وہ

کہے گا' مرتو میں نے ویسے بھی جانا ہے تو کیوں نہ اپنے چند دشمنوں کو قتل ہی کرتا جاؤں۔ اس طرح کوئی دشمن ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ کر دے اور جس ملک پر حملہ ہو' اس ملک کے نجومی اپنے حکمران کو بتائیں کہ فی الحال یہ ہفتہ تمہارے لئے نحس ہے۔ اس لئے اس ہفتے یا اس ماہ دشمن کے حملے کا کوئی جواب نہ دو تو بتائیے ایک ہفتہ یا ایک ماہ بعد اس حکمران کے جواب دینے تک اس کے ملک کا کیا حال ہوگا۔ کیا دشمن اس کے ملک پر قابض ہو کر اس کی حکومت کا مکمل صفایا نہیں کر دے گا؟

اسی لئے نبی ﷺ نے اپنی امت کو واضح طور پر تنبیہ کر دی۔ ''جو شخص کسی کاہن (نجومی' دست شناس' جادوگر وغیرہ) کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کیا۔'' (مسند احمد کتاب و باب تتمه ۔مسند ابی هریرۃؓ)

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک دن حدیبیہ میں رات کی بارش کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں۔ فرمایا کہ اس نے کہا کہ میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ تو مومن تھے اور کچھ کافر۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی' وہ مجھ پر ایمان لایا اور تاروں کے ساتھ کفر کیا اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں تارے (نچھتر) سے بارش ہوئی' اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا۔

(بخاری کتاب صفة الصلوة ،باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، مسلم کتاب الایمان ،باب بیا ن کفر من قال مطرنا بالنوء)

گویا اللہ نے ستاروں کے سعد یا منحوس اثرات پر ایمان رکھنے والوں کو کافر قرار دیا لیکن یہ نجومی حضرات رات دن لوگوں کو اسی چکر میں گرفتار رکھتے ہیں کہ تمہارے لئے فلاں ستارہ سعد ہے اور فلاں ستارہ' فلاں ساعت اور فلاں دن یا ہفتہ تمہارے لئے نحس ہوگا۔

نجومیت کی حقیقت ایک واقعہ کے آئینے میں:

ایسے ہی کذاب نجومیوں کے بارے میں مشہور واقعہ ہے کہ ایک بادشاہ بیمار ہو گیا تو اس نے

ایک نجومی کو بلا کر اپنی مرض اور صحت کے بارے میں دریافت کیا۔ نجومی نے زائچہ تیار کر کے حساب لگایا اور بادشاہ کو بتلایا کہ کل تمہاری موت واقع ہو جائے گی۔ بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری مگر اس نے اپنے چہرے پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہونے دیا۔ پھر اس نے اس نجومی سے کہا کہ اب اپنا زائچہ تیار کر کے بتلاؤ کہ تمہاری کتنی عمر باقی ہے؟ اس نے زائچہ تیار کیا اور بتلایا کہ ابھی میں دس سال تک زندہ رہوں گا۔ بادشاہ نے اسی وقت جلاد کو حکم دیا کہ اس نجومی کی گردن اڑا دی جائے۔ بادشاہ کے حکم کی فوری تعمیل کی گئی اور وہ نجومی اسی روز راہیٔ ملک عدم ہوا جبکہ بادشاہ صحت یاب ہو گیا۔ بادشاہ کے اس اقدام سے سیاروں کی گردش میں بھی کچھ فرق نہ آیا اور نہ ہی سیارے اس کا کچھ بگاڑ سکے۔

مسلمان کہلا کر بھی ستاروں کو نفع نقصان کا مالک سمجھنے والے ان نجومیوں نے لوگوں کے مال اور ایمان کو لوٹنے کے کئی دھندے بنا رکھے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ کریں:

نوروز کی خرافات:

نجومیوں کے ہاں نوروز کا تہوار بہت مقدس ہے جو ہر سال مارچ میں آتا ہے۔ وہ نوروز کی رات کو دعاؤں اور عملیات کی قبولیت کیلئے بڑی افضل رات قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ نجومی حضرات ہر سال مارچ کے مہینے میں نوروز کے نام پر نقش بنا کر دیتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ یہ نقش رکھنے سے آپ کی ہر دعا اور مراد قبول ہوگی۔ عامل لیاقت منجم اپنی سردار عالم جنتری 98ء میں لکھتا ہے۔

”اگر کوئی صاحب خود نقش وغیرہ تیار کرنے سے قاصر ہوں تو وہ عمل کے اخراجات مبلغ چار سو پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر مجھ سے تیار کرواسکتے ہیں۔“

اب نوروز اصل میں کیا ہے! جس کے نام پر یہ لوٹ مار ہو رہی ہے۔ یہ خالص یونانیوں مجوسیوں اور ستارہ پرستوں کا تہوار ہے جو ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے کا چلا آ رہا ہے۔ یہ دن ان کے ہاں بڑا متبرک ہوتا تھا۔ ان کے عقیدے کے مطابق اس دن سورج برج حمل میں داخل

ہوتا ہے۔ اس سے انسانی زندگی میں خوشیوں اور بہار کا موسم شروع ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک زہرہ کے ان درجوں پر فائز ہونے سے جو تاثیر پیدا ہوتی ہے وہ شرف کہلاتی ہے۔ حالانکہ اللہ کے بنائے ہوئے موسموں کے مطابق اپنی باری پر موسم بہار شروع ہوتا ہے لیکن ان ستارہ پرست ضعیف الاعتقاد لوگوں نے یہ عقیدہ بنالیا کہ دراصل جب ہمارا دیوتا یا دیوی ہم پر مہربان ہوتے ہیں تو بہار اور خوشیوں کا موسم آ جاتا ہے۔ چنانچہ وہ ان دنوں بہار دیوی یا بسنت دیوتا وغیرہ کی خصوصی پوجا کرتے۔ ابراہیم علیہ السلام کو قوم نے جس دن میلے پر لے جانے کی کوشش کی تھی، وہ بھی یہی نوروز کا دن تھا۔ جب کافروں نے آپ کو نوروز کے میلے پر لے جانے کے لئے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے ان سے جان چھڑانے کے لئے ایک ترکیب اختیار کی۔ آپ نے ستاروں پر ان کے ایمان اور ضعیف الاعتقادی کی نفسیاتی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے متعلق پیش گوئی کے انداز میں کہا۔

﴿ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ○ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴾ (الصافات 88-89)

''اب ابراہیم علیہ السلام نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف اٹھائی اور کہا' میں تو بیمار ہوں۔''

ابراہیم علیہ السلام کے ستاروں کی طرف دیکھنے سے قوم کو یہ شائبہ ہوا کہ شاید ابراہیم علیہ السلام بھی ان کی طرح ستارہ پرستی کی راہ پر معاذ اللہ چل پڑے ہیں جیسا کہ آج بھی یہ ظالم نجومی اپنے علم نجوم کے حق میں یہی آیت پیش کرتے ہیں اور اس سے ثابت کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی معاذ اللہ علم نجوم سے رہنمائی لے کر پیش گوئی کی تھی۔ اس سلسلے میں مشہور نجومی عامل انتظار حسین شاہ زنجانی کے ماہنامہ آئینہ قسمت (مارچ 96ء) صفحہ 11 پر باقاعدہ اس آیت کو دلیل بنایا گیا۔ اگر ابراہیم علیہ السلام ستاروں کی تاثیر اور ان کے نفع نقصان کے مالک ہونے کے کچھ بھی قائل ہوتے تو پھر اس آیت سے پہلے قرآن کی دیگر آیات میں بھی ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں کی طرف دیکھنا بیان کیا گیا ہے لیکن وہاں آپ جس ستارے کی طرف بھی دیکھتے تو بالآخر اسے غروب ہوتا دیکھ کر اس کے نفع ونقصان کے مالک ہونے اور معبود ہونے کا انکار کر دیتے اور ستارہ پرستی اور نجوم پرستی کی زبردست مذمت کرتے۔ اس سلسلے میں سورۃ الانعام کی آیات (76 تا 80) ملاحظہ کی جاسکتی

ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے جہاں ستاروں کی طرف دیکھ کر اپنے بیمار ہونے کا اعلان کیا تو وہ محض اپنی قوم سے جان چھڑانے کیلئے آپ کا ایک انداز تھا اور ترکیب تھی۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ اپنی کتاب ''الشمس والقمر بحسبان'' ص 27 پر ابراہیم علیہ السلام کے اس انداز کو ایک ترکیب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہی ایک ترکیب ان لوگوں کی نظر میں کامیاب ہو سکتی تھی چنانچہ یہ لوگ چار و ناچار آپ کو پیچھے چھوڑ کر میلے پر چلے گئے۔ بعد میں وہی کچھ ہوا جس کا انہیں خطرہ تھا۔ آپ نے تبر (کلہاڑی) لے کر تمام دیوتاؤں کو (جو مختلف سیاروں کے ہی موہوم مجسمے تھے) پاش پاش کر دیا''۔

ابراہیم علیہ السلام کی تو ساری مہم ہی ان ستارہ پرستوں کے خلاف تھی لیکن آج کا ظالم نجومی پھر بھی کہہ رہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام علم نجوم اور ستارہ پرستی کے قائل تھے۔ معاذ اللہ! ابراہیم علیہ السلام تو نوروز کے شرکیہ تہوار سے بچنے کے لئے ترکیبیں کرتے رہے لیکن آج کا نجومی کافروں کے اس تہوار کا تقدس مسلمانوں کے دلوں میں بٹھا رہا ہے اور نوروز کی رات کو سال کی سب سے مقدس رات قرار دیتا ہے کہ اس رات ہر عمل اور ہر دعا مقبول ہوتی ہے۔ اللہ نے لیلۃ القدر کو سب سے مبارک رات قرار دیا لیکن انہوں نے کافروں کی رات نوروز کو مقدس رات قرار دے دیا اور پھر اس میں مختلف قرآنی وظائف بھی بتاتے ہیں۔ تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کافروں کا تہوار ہے۔ گویا یہ اسلام کے ملمع میں غیر مسلموں کے تہواروں اور ان کے شرکیہ علوم کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی گہری سازش ہے جس کا شکار یہ نجومی حضرات دانستاً یا نادانستاً چلے آرہے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کا شکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ نجومی حضرات خود بھی مانتے ہیں کہ نوروز مسلمانوں کا تہوار نہیں۔ مشہور منجم انتظار حسین شاہ زنجانی اپنے ماہنامہ آئینہ قسمت (مارچ 96ء صفحہ 6) پر لکھتا ہے۔

''قدیم زمانہ سے رواج چلا آرہا ہے کہ جب شمس برج حمل میں صفر درجہ دقیقہ پر داخل ہوتا ہے تو اہل یونان اس وقت کو نہایت متبرک اور معتبر جانتے تھے کیونکہ (نوروز یعنی) سال کی ابتداء اسی وقت ہوتی تھی اور مہینوں کے نام بھی ان ہی بارہ بروج سے مشتق و منسوب تھے۔''

چنانچہ یہ سب کچھ جاننے اور ماننے کے باوجود بھی کہ نوروز کافروں کا تہوار ہے' پھر بھی اسے یہ مقدس مانتے ہیں۔ اور اپنے سب سے زیادہ عملیات بھی اسی رات کرتے ہیں۔ پھر نوروز کے نام پر سینکڑوں روپے کے نقش بنا کر لوٹتے ہیں۔ یہ نقش بھی کیسا ہوتا ہے۔ ایسے ایک نقش کا نمونہ آئینہ قسمت (مارچ 96ء) ص 31 پر دیا گیا ہے۔ اس کے اندر مربع خانوں میں مختلف اعداد درج کئے گئے ہیں جبکہ اس کے باہر چاروں طرف یا علی یا علی لکھا گیا ہے۔ پھر اس کے باہر چاروں طرف العلی العلی لکھا گیا ہے۔ اور ساتھ اس کا فائدہ لکھا گیا ہے کہ اس نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھیں تو تمام سال جملہ امراض و بلیات' غم و صدمات سے محفوظ رہیں گے۔ دشمن مقہور ہوگا۔ مقاصد پورے ہوں گے۔

اس نقش میں واضح طور پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یا علی یا علی کہہ کر مدد کے لئے پکارا گیا ہے۔ دراصل جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ یہ دھندا ہی ایسا ہے کہ جب تک کوئی شرک و کفر نہ کریں' یہ جادوئی عملیات کر ہی نہیں سکتے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مسلموں کے تہواروں سے سیدنا حضرت علی کی کیا نسبت۔ دوسرے یہ کہ انہیں مدد کے لئے پکارا گیا ہے جبکہ وہ خود لوگوں کو مخلوق سے ہٹا کر اللہ کو پکارنے کی طرف بلانے والے تھے۔ اگر وہ فوت ہو کر بھی دنیا میں کسی کی مدد کرنے پر قادر ہوتے' مشکل کشا ہوتے تو اپنے لخت جگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خون میں لت پت ہوتا نہ دیکھتے۔

اسلام کے نام پر نوروز کے ان غیر اسلامی عملیات کی بات یہیں تک محدود نہیں بلکہ یہ نجومی گناہ کی کھلم کھلا دعوت عام دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''خواتین کی رجوعیت کے لئے بھی اس وقت سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ لوگ جو کسی عورت کو تسخیر میں لانا چاہیں یا کسی مطلوبہ جگہ شادی کی خواہش رکھتے ہوں تو اس شرف کی تاثیر کام دے گی۔ (آئینہ قسمت مارچ 97ء ص 14)

لوٹ مار کے دیگر دھندے

ان نجومیوں نے قرآن اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہوئے لوگوں کو لوٹنے کے لئے اور بھی بہت سے دھندے بنائے ہوئے ہیں ملاحظہ کریں:

دولہا دلہن زائچہ:

مثلاً یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ ملک میں ہزاروں طلاقیں اس لئے ہو رہی ہیں کہ شادی کرتے وقت والدین کی طرف سے یہ احتیاط نہیں کی جاتی کہ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے والوں کے ستاروں کی کیا پوزیشن ہے لہذا آپ شادی سے پہلے 200 روپے ادا کر کے دولہا دلہن کے ستاروں کا زائچہ بنوالیں تو آپ بے شمار پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

یہ خاص طور پر ہندوؤں کی رسم ہے کہ شادی کی بات طے کرتے وقت پنڈت لڑکے اور لڑکی کی کنڈلی (زائچہ) ملاتا ہے۔ کنڈلی نہ ملنے پر اس شادی کو منحوس قرار دے دیا جاتا ہے۔

نومولود کا زائچہ:

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے بچے کا نام ان کی تاریخ پیدائش کے مطابق ہم سے حساب لگوا کر رکھیں تاکہ ساری زندگی اس سیارے کے زیر اثر رہے جس کے تحت اس کی پیدائش ہوئی ہے تو وہ پریشانیوں سے بچا رہے گا۔ اس کی بھی 100 روپے کے قریب فیس لی جاتی ہے۔ اس طرح رشتے نہ ہونے یا طے نہ پاسکنے کی وجہ بھی ستاروں کی نحس پوزیشن کو قرار دیا جاتا ہے۔

سورج چاند گرہن:

اگر سورج گرہن یا چاند گرہن ہو جائے تو اس کو بھی بڑی نحوست قرار دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے توہمات پھیلائے جاتے ہیں خاص طور حاملہ عورتوں کو اس موقع پر بہت ڈرایا جاتا ہے کہ وہ یہ کریں یہ نہ کریں۔ پھر گرہن کی نحوست سے بچنے اور فائدے اٹھانے کے لئے خصوصی

نقش تیار کیے جاتے ہیں۔ سردار عالم جنتری 98ء میں ایسے ایک خصوصی نقش برائے حصول مراد کو حاصل کرنے کا اشتہار دیا گیا اور اس کی فیس 2000 روپے رکھی گئی۔ اور ساتھ ہی یہ ''خوشخبری'' بھی دی گئی ہے کہ اسے رکھنے سے مردانہ قوت میں غیر معمولی اضافہ ہوگا' ظاہر ہے کاروبار چلانے کے لئے جب تک ایسی پرکشش بات نہ کی جائے' دکان کیسے چمک سکتی ہے۔ حالانکہ سورج یا چاند گرہن کا کسی نفع نقصان سے کوئی تعلق نہیں۔

نبی ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ جس دن فوت ہوئے تو اتفاق سے عین اسی دن سورج کو گہن لگا۔ اس وقت عام عربوں کا خیال تھا کہ کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے سورج کو گہن لگتا ہے۔ گویا وہ سیاہ ماتمی چادر اوڑھ لیتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس موقع پر دو رکعت نماز کسوف بڑے خضوع وخشوع کے ساتھ ادا فرمائی اور پھر لوگوں کے توہمانہ عقائد کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے واقع نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کرنے کیلئے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دعا و استغفار کرو۔''

(بخاری کتاب الکسوف ،باب الدعا فی الخسوف ابوموسیٰ و عائشه عن ......)

لکی نمبرز کا جوا:

پرائز بانڈ جو خالصتاً سودی کاروبار ہے' اس کے لکی نمبرز نکالنے کیلئے بھی لوگوں کو خوب پھانسا جاتا ہے بلکہ پرائز بانڈ کے ایجنٹوں نے کئی نام نہاد مجذوب ملنگ اور نجومی بھرتی کئے ہوتے ہیں جو لوگوں کو لکی نمبرز لکھ دیتے ہیں لیکن دراصل وہ دونوں طرف سے کمارہے ہوتے ہیں۔

بدشگونی اور فال:

ان نجومیوں نے لوگوں میں بہت سی بدشگونیاں پھیلائی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان کے زیر اثر

لوگوں نے اپنی دکانوں اور گھروں میں خیر وبرکت کے لئے مختلف نقش اور تعویذ خرید کر لٹکائے ہوتے ہیں۔ یہ نقش یا تو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں یا قرآنی سورتوں کے اعداد نکال کر انہیں مختلف خانوں اور دائروں میں لکھا ہوتا ہے حالانکہ تعویذ وغیرہ لٹکانے سے نبی ﷺ نے واضح طور پر منع فرمایا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَلَّقَ تَمْتَمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) (مسند احمد : ۱۷۴۰۹)

''جس نے تعویذ لگایا اس نے شرک کیا''

دیگر توہمات:

نتیجہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ آسیب زدگی' بدشگونی اور بیماری و پریشانی ان لوگوں کے گھروں میں ہوتی ہے جو تعویذ دیتے ہیں یا تعویذ استعمال کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی دکانوں' گھروں اور گاڑیوں کے پیچھے جوتا لٹکا دیتے ہیں' کئی لوگ مخصوص اعداد' مخصوص دنوں اور مخصوص اوقات کو منحوس سمجھتے ہیں۔ دکاندار روزانہ پہلے آنے والے گاہک کو عموماً ناراض نہیں کرتے اور خسارے پر بھی اسے چیز دینا پڑے تو یہ کہ کر دے دیتے ہیں کہ یہ بوہنی کا وقت ہے۔ اگر پہلا گاہک ناراض ہوگیا تو سارا دن دکانداری خراب ہوگی۔ اسی طرح کسی شخص کو ایک دو مصیبتیں اکٹھی آجائیں تو وہ کہتا ہے کہ دراصل آج کل میرے ستارے گردش میں ہیں۔ کئی لوگ طوطوں اور دیگر پرندوں سے فال نکلواتے ہیں۔ بعض لوگ قرآن سے بھی فال نکلواتے ہیں۔ یہاں تک کہ الوؤں سے بھی مختلف شگون لئے جاتے ہیں۔ ان پر مختلف عملیات کر کے ان سے غیب کی خبریں معلوم کرتے ہیں اور الو تینتر وغیرہ پر باقاعدہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حالانکہ احادیث میں ان سے بدشگونیوں کی مذمت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

نہ چھوت چھات ہے نہ الو ہے اور نہ صفر (بھوت) ہے۔

(بخاری کتاب الطب باب الجذام رقم الحدیث: ۵۳۸۰)

ایک اور جگہ فرمایا: ''نہ الو ہے نہ چھوت چھات ہے اور نہ کسی چیز میں نحوست ہے۔''

(ابو داؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ)

بدشگونی کی تو نبی ﷺ نے خاص طور پر مذمت کی ہے۔ قبیصہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا فرمان مروی ہے۔

''شگون لینے کے لئے جانور اڑانا' فال نکالنے کے لئے کچھ ڈالنا اور بدشگونی کرنا کفر میں سے ہے۔''

(ابو داؤد کتاب الطب باب فی الخط و زجر الطیر ضعیف)

علم الاعداد (علم جعفر و رمل وغیرہ) کی صورت میں قرآن کے ساتھ سنگین مذاق

یہ نجومی اپنے عملیات کیلئے قرآن کو بھی اس طرح استعمال کرتے ہیں اور اس کی مقدس آیات کا ایسا حلیہ بگاڑتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ مثلاً ایک عمل کے لئے لکھا گیا

''تسخیر خلق مطلوب ہے تو آیت کریمہ لقد جاء ك تا رؤف رحیم ۔ (سورہ توبہ آیت 128) کو الگ الگ حروف میں ایک سطر میں لکھیں۔ اسی سطر کے نیچے نام طالب مع والدہ اور لفظ مقصد یعنی تسخیر خلق لکھو۔ اب دونوں سطور کو آپس میں امتزاج دو یعنی ایک حرف آیت کا اور ایک نام والی سطر کا لے کر لکھیں۔ اس طرح بار بار عمل کریں اور سطر مکمل کریں۔ جس سطر کے حروف ختم ہو جائیں' دوبارہ شروع سے اس سطر کے اتنے حروف لے لیں جتنے دوسری سطر کے بچے ہیں۔

(آئینہ قسمت مارچ 97ء)

اندازہ لگائیں' قرآن کی ایک آیت کا اپنے کفریہ عمل کیلئے کیا حلیہ بگاڑ دیا کہ اس آیت کے حروف کو طالب کے نام اور والدہ کے نام کے حروف کے ساتھ گڈ مڈ کر دیا اور پھر آگے جا کر ان حروف کے اعداد بھی نکالنے کو کہا جاتا ہے جس سے آیت کی مزید شکل بگاڑی جاتی ہے۔ ساتھ کلمات طلسم لکھے جاتے ہیں اور کئی ہیر پھیر کرنے کے بعد ایک نقش بنا لیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ اب آپ کے تمام جملہ مقاصد پورے ہوں گے۔ اسی طرح قرآنی آیات اور سورتوں کے اعداد نکال کر عمل کرتے ہیں۔ اور پھر ان سورتوں کے مؤکل حاضر کرتے ہیں۔ کئی ہمزاد حاضر کرتے ہیں اور ان سے ہر کام لینے کے دعوے کرتے ہیں۔ یہ کام زیادہ تر علم جعفر و رمل وغیرہ میں

ہوتا ہے اور اسے یہ لوگ ''نوری علم'' کہتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ قرآن یا نبی ﷺ کی شان کے خلاف کوئی ایک لفظ کہہ دے تو اس پر توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ دائر ہو جاتا ہے لیکن یہ نجومی اور جادوگر و عامل حضرات قرآن کی آیات کا اس قدر کھلم کھلا اپنے رسالوں میں مذاق اڑاتے ہیں' ان کا حلیہ بگاڑتے ہیں لیکن انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

روحوں کو حاضر کرنے کا فراڈ:

انہی نجومیوں کے رسالوں میں روحوں کا حاضر کرنے اور ان سے کام لینے کیلئے کشف قبور کے شرکیہ عمل بتائے جاتے ہیں۔ اسے وہ محفل حاضرات کہتے ہیں۔ اس کیلئے بڑی پابندیوں کے ساتھ قبرستان میں تین روزہ عمل کرایا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ﴾ (فاطر۔ 22)

(اے نبی ﷺ) آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

یعنی مردوں کو نہ تو سنایا جا سکتا ہے اور نہ وہ کسی دنیا والے کی پکار سن سکتے ہیں اور نہ کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ کتنا ہی نیک ولی یا نبی کیوں نہ ہو۔ دنیا سے ان کا کوئی رابطہ وتعلق نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ نجومی حضرات کہتے ہیں کہ کشف قبور کا یہ عمل کریں اور مردوں سے جو چاہے بات کریں۔ ویسے یہ دلچسپی کی بات ہے کہ یہ بات چیت بھی تصور کی بنیاد پر کرائی جاتی ہے جیسا کہ ایک عامل لکھتا ہے۔

''اس عمل (کشف قبور) میں عالم خواب کے علاوہ عالم بیداری میں بھی ارواح سے ملاقات ہوتی ہے لیکن یہ سارا کھیل عامل کی مضبوط قوت ارادی' تصور اور یکسوئی پر منحصر ہے۔

(آئینہ قسمت مارچ 96ء ص 25)

اس عبارت سے ہی ثابت ہوا کہ یہ سارا تصوراتی اور شیطانی کھیل ہے۔ اس تصور کی وجہ سے انسان سمجھتا ہے کہ میں روحوں سے کام لے رہا ہوں حالانکہ شیطان اس کے کام آ رہا ہوتا ہے اور پھر شیطان ایک دفعہ کام آ کر پھر اس کو خوب اپنے اشاروں پر نچاتا ہے اور اس سے ہر برا شرکیہ اور خبیث کام کراتا ہے۔

پتھروں نگینوں کی تاثیر کا فراڈ:

ان نجومیوں نے پتھروں سے بھی بڑی بڑی تاثیریں منسوب کر رکھی ہیں کہ فلاں پتھر کا نگینہ پہنیں تو فلاں فائدہ یا نقصان ہوگا۔ ان پتھروں کے اثرات کو بھی انہوں نے ستاروں کے اثرات سے جوڑا ہوا ہے۔ اور بہت سے مسلمان کہلانے والے ان نجومیوں کے کہنے کے مطابق اپنے لئے کسی پتھر کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ دلچسپی کی بات ہے کہ نجومی ہو یا دست شناس یا اعداد اور خطوط کے ذریعے علم جفر اور رمل وغیرہ کے حساب لگانے والا' سب میں ستاروں کے اثرات اور حساب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ امت کے ایک بڑے طبقے کو ستاروں کے اس چکر میں گرفتار ہوتا دیکھ کر نبی ﷺ کی ایک حدیث یاد آ گئی کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔

میری امت میں چار جاہلیت کی باتیں ایسی ہیں کہ انہیں نہ چھوڑیں گے۔ (1) اپنے حسب ونسب پر فخر کرنا۔ (2) دوسروں کے نسب پر طعنہ مارنا۔ (3) تاروں سے بارش کا اعتقاد رکھنا۔ (4) مردوں پر نوحہ (ماتم) کرنا۔ (مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحة)

لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ تاروں پر بارش کا اعتقاد تو کیا' ہر سعد ونحس بات ان ہی سے منسوب کی جا رہی ہے۔ ان ستاروں کے ذریعے جھوٹی پیش گوئیاں کی جاتی ہیں اور پھر مزے کی بات یہ کہ یہ سب کفریہ کام اور غیب دانیوں کے دعوے کر کے بھی نجومی حضرات اپنے رسالوں اور دکانوں کے بورڈوں پر بڑا سا لکھتے ہیں:

''غیب کا علم صرف اللہ کو ہے''

وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لکھنے اور کہنے کے بعد سب دعوے کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ریڈیو ٹی وی پر آغاز میں تو بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اور پھر اس کے بعد ہر بات جائز ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے ساتھ اس مذاق اور کفر وشرک سے بچائے۔ آمین

علم نجوم کا فائدہ مند شعبہ:

علم نجوم کا اگر کوئی شعبہ فائدہ مند ہے تو وہ علم ہیئت (Astronomy) کے متعلق ہے۔ اس

سے سائنسی انداز میں پورا فائدہ اٹھانا چاہئے لیکن یہ یقین نہ رکھنا چاہئے کہ ان ستاروں کی وجہ سے ہماری زندگی پر سعد یا نحس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ قرآن میں بھی ستاروں کے تین فائدے بتائے گئے ہیں۔(1)۔آسمان کی زینت۔(2)۔شیطانوں کی مار۔(3)۔سمت وراستہ معلوم کرنا۔اس لئے توہمات میں ڈالنے والے نہ اپنی زندگیاں تباہ کریں نہ دوسروں کی۔

دنوں اور مہینوں کے نام دیوی دیوتاؤں اور ستاروں کے نام پر:

ان بے عقل نجومیوں نے ستاروں کے نام بچھو' ترازو' سرطان اور ڈول وغیرہ رکھ دیئے ہیں۔ بھلا وہ خود بتائیں کہ کیا یہ چیزیں آسمان کو زینت دے سکتی ہیں۔ یہ نام تو دراصل یونانیوں اور ستارہ پرستوں کے دیوی دیوتاؤں کے نام تھے۔آجکل عیسوی اور ہندی مہینوں اور دنوں کے اکثر نام بھی دراصل ان ہی دیوی دیوتاؤں کے نام پر ہیں۔اس کی تفصیل مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی کتاب "الشمس و القمر بحسبان" سے ملاحظہ فرمائیں۔

انگریزی زبان میں اتوار کو سنڈے (Sunday) سورج دیوتا کا دن' سوموار کو منڈے (Monday) یعنی چاند دیوتا کا دن' مریخ (Mars) کے دیوتا کا نام (Tiw) تھا۔اسی نسبت سے منگل کو (Tuesday) کہتے ہیں۔عطارد کے دیوتا کا نام (Weden) رکھا گیا اور اسی نسبت سے بدھ کو (Wednesday) کہتے ہیں۔(Weden) دیوتا کا ایک بیٹا تھار (Thor) تسلیم کیا گیا جو گرج یا رعد کا دیوتا تھا۔ اسے مشتری کا دیوتا قرار دیا گیا اور اسی نسبت سے جمعرات کو (Thursday) کہتے ہیں۔(Weden) کی بیوی کا نام فرگ (Frigg) یا فرگا (Frigga) تجویز ہوا۔اسے جونو (Juno) بھی کہتے ہیں۔ یہ زہرہ سیارہ کی دیوی تھی اور اس نسبت سے جمعہ کے دن کو (Friday) کہا جانے لگا۔زہرہ کا مالک دیوتا کی بجائے دیوی (مونث) تجویز کرنے کی شاید یہ وجہ ہو کہ زہرہ کو ایک خوبصورت سیارہ تصور کیا جاتا ہے۔زحل کو انگریزی میں (Saturn) کہتے ہیں۔یہی اس کے دیوتا کا نام تھا اور اسی نسبت سے ہفتہ کے دن کو (Saturday) کہتے ہیں۔

یہ تو عیسوی تقویم میں ہفتہ کے دنوں کے نام تھے۔مہینوں کا یہی حال ہے۔بارہ مہینوں میں

سے پہلے آٹھ مہینوں کے نام بھی دیوی دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔ جنوری کا لفظ رومن دیوتا جینس کی یاد تازہ کرتا ہے۔ فیبرری 'فیبر وآ (Febraury) کی' مارچ رومنوں کے جنگ کے دیوتا مریخ (Mars) کی' اپریل اپی رائرکی' مئی رومنوں کی نشو ونما کی دیوی میئیا کی' جون' جونو دیوی کی ' جولائی روم کے باشادہ جولیس سیزر کی اور اگست اگسٹس سیزر کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ باقی آخری چار ماہ اعداد سے متعلق ہیں۔ یعنی ستمبر لاطینی لفظ سپٹم سے مشتق ہے جس کے معنی سات یا ساتویں کے ہیں۔ اکتوبر لاطینی لفظ آکٹوے سے بمعنی آٹھ یا آٹھواں' نومبر لاطینی لفظ نووم سے بمعنی نو یا نواں اور دسمبر لاطینی لفظ دسم بمعنی دس یا دسواں سے مشتق ہیں۔ آخری چار ماہ کے نام غالباً اس دور میں رکھے گئے ہوں گے جب شمسی تقویم میں دس ماہ شمار کیے جاتے تھے۔

ستاروں کے اثرات کی خرافات:

علم جیوتش: ہند کے لوگ ان معتقدات میں اہل مغرب سے بھی کچھ آگے بڑھ گئے تھے۔ ان کے ہاں بھی ہفتہ کے دنوں کے نام سیاروں کے نام پر رکھے گئے۔ مثلاً زحل کو سنیچر کہتے ہیں تو اس سے ہفتہ کا نام سنیچر وار رکھا گیا۔ اس ستارہ کو منحوس تصور کیا جاتا ہے۔ پھر ہر انسان کے نام کی بنا پر اس کی کسی مخصوص سیارہ سے نسبت قائم کی گئی۔ گویا اس انسان پر اس منسوب سیارہ کے اثرات دوسرے سیارہ سے نسبتاً زیادہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ اسی طرح زہرہ سیارہ کو شکر کہتے ہیں تو جمعہ کا نام شکر وار مشہور ہوا۔ مشتری کو ہندی میں برہسپت کہتے ہیں۔ جمعرات کا دن اس ستارہ کا دن تسلیم کیا گیا اور اسے برہسپتو وار یا ویروار کہتے تھے۔ یہ ستارہ سعد اکبر تسلیم کیا جاتا ہے۔ گویا جس شخص کی اس سیارہ سے نسبت ہے، وہ نیک بخت ہوگا۔ عطارد سیارہ کو بدھ اور اس کے دن کو بدھ وار کہتے ہیں۔ اس سیارہ کا تعلق رکھنے والا علم و دانش سے بہرہ ور ہوگا۔ مریخ کو منگل کہتے ہیں۔ اس ستارہ کو بھی منحوس تصور کرتے ہیں اور منگل کا دن اسی سیارہ سے منسوب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سوموار کا دن چاند سے منسوب ہے اور ایسے شخص میں جو اس سے تعلق رکھتا ہے' نرمی اور جمال پایا جاتا ہے۔ اتوار سورج کا دن ہے اور اس سیارہ سے تعلق رکھنے والا شخص عموماً بہادر

اور پر شکوہ ہوتا ہے۔

مزید ستم یہ ہوا کہ انفرادی اثرات کے علاوہ ان سیاروں کے زمین اور اہل زمین پر مجموعی اثرات بھی معتقدات میں شامل ہو گئے۔ مثلاً دولت‘ زراعت‘ معدنیات اور کپڑے کا مالک سورج کو تسلیم کیا گیا۔ مشتری یعنی برہسپت کو سیلاب اور بادلوں کا مالک‘ مریخ یعنی منگل کو پھلوں کا مالک‘ زحل یعنی سنیچر کو غلہ کا مالک اور عطارد یعنی بدھ کو تمام پھلدار درختوں اور پودوں کا مالک سمجھا جانے لگا۔ ان معتقدات کا نتیجہ یہ ہوا کہ علم ہیئت کے علاوہ ایک دوسرا علم جو علم نجوم یا علم جوتش کے نام سے مشہور ہوا‘ بہت زیادہ فروغ پا گیا۔ بادشاہ اور حکمران لوگ کسی بھی مہم اور سفر پہ روانہ ہونے سے پیشتر نجومیوں سے زائچے تیار کروا کر یہ معلوم کرتے تھے کہ یہ سفر یا مہم کن حالات پر منتج ہو گی۔ اس طرح سے علم نجوم سے لوگوں کی دلچسپی بڑھتی گئی اور پیشہ ور نجومیوں کی ایک فوج ظفر موج پیدا ہوئی جو لوگوں کے زائچے تیار کر کے انہیں یہ خدمات بہم پہنچاتی اور غیب کی خبریں مہیا کرنے لگی۔ آج کل بھی ہماری زبان میں ایسے بے شمار محاورات زبان زد ہیں جو ان معتقدات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً ستارۂ قسمت کا گردش میں ہونا‘‘ فلکِ کج رفتار کی چیرہ دستی وغیرہ۔ حتیٰ کہ ہمارے شعر و ادب میں بھی یہ معتقدات نفوذ کر گئے۔ بقول غالب

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا؟

غرض ہمارے شعر و ادب اور روزمرہ میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

مسلمانوں نے اپنے دور تمدن میں علم ہیئت کو پورے عروج پر پہنچایا۔ مشہور مستشرق فلپ کے حتی (Phillip-K-Hitti) اعتراف کرتا ہے کہ

’’عربوں نے علم طب‘ ہیئت‘ ریاضی اور کیمیا میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ عربوں نے سائنس کے علم میں تجرباتی اصول سے کام لیا ہے جو یونانیوں کے نظریاتی اصول کے مقابلہ میں ایک نمایاں ترقی تھی۔‘‘

مشہور جغرافیہ دان ابن موسیٰ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا تھا جس سے کرہ ارض کی پیمائش کی جاسکتی تھی۔ ولیم ڈریپر (William Draper) لکھتا ہے کہ

''یورپ میں سب سے پہلی رصد گاہ (Observatory) اسپین میں تعمیر ہوئی جو مسلمانوں نے تعمیر کی تھی۔''

بایں ہمہ اسلام سیاروں کے اثرات، علم جوتش کا قائل نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمان ہیئت دانوں نے اس پہلو کو مطلق قبول نہیں کیا۔ ہمارے ہاں جو اس قسم کے لغویات پائے جاتے ہیں تو یہ ہندو تہذیب کا اثر ہے۔ عربی زبان میں ہفتہ کے دنوں کے ناموں کا بھی سیاروں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔''

تو قارئین کرام! آیئے ہندوؤں اور یونانیوں کے ان مشرکانہ عقائد اور علوم سے چھٹکارا حاصل کریں۔ علم ہیئت کو ضرور اختیار کریں لیکن ان ستاروں اور سیاروں سے ہم اپنی خدمت کا کام لیں نہ کہ انہیں اپنی قسمت کا مالک سمجھ بیٹھیں۔ دن اور مہینوں کے نام بھی اسلامی اختیار کریں۔ اسی میں خیر و برکت ہے۔

علم نجوم (جیوتش) اور یوگا وغیرہ توہم پرستی ہے

ہندو راہنماؤں اور سائنسدانوں کے اعلانات

۲۰۰۱ء میں بی جے پی حکومت نے یونیورسٹی نصاب میں جیوتش، ویدک میتھ میٹکس اور کرم کانڈ (علم نجوم اور ہندوانہ رسومات) کو یونیورسٹی نصاب میں بطور سائنسی مضامین شامل کرنے کا فیصلہ کیا تو اس کے خلاف ہندوؤں کے بڑے بڑے دانشوروں اور ماہرین تعلیم نے زبردست احتجاج کیا اور ان علوم کو غیر سائنسی اور توہم پرستی پر مبنی قرار دیا۔ 9 ریاستوں کے وزرائے تعلیم نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں مطالبہ کیا کہ کالجوں میں جیوتش اور ویدک رسوم کے ڈگری کورس شروع کرنے کا منصوبہ ترک کیا جائے۔ ایچ وائی شاردا پرشاد جو ۱۵/اگست ۲۰۰۱ء کو روزنامہ ایشین ایج میں اپنے ایک مضمون میں لکھنا پڑا کہ ''بہت سے لوگ حیرت زدہ ہیں کہ روایتی بھارتی اقدار کو ذہن نشین کرانے اور جیوتش و پجاریوں کی ٹریننگ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت سائنس کی تعلیم اور سنجیدہ سائنٹیفک ریسرچ کا کوئی منصوبہ رکھتی ہے یا نہیں؟'' حکومت کے اس فیصلہ کے خلاف بھارتی لوک سبھا (پارلیمنٹ) میں ۱۶/اگست ۲۰۰۱ء کو بڑی بحث ہوئی اکثر پڑھے لکھے ہندو ارکان پارلیمنٹ نے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کیا۔ بھارتی ارکان پارلیمنٹ کی اس بحث کی تھوڑی سی جھلک آپ بھی ملاحظہ کریں۔

مسٹر سومناتھ چٹر جی:

آج ساری دنیا میں ہمارا مذاق اڑایا جارہا ہے۔آج یونیورسٹی گرانٹس کمیشن یونیورسٹیوں کورقم دے کر جیوتش پڑھانے کے لئے مجبور کررہا ہے۔یو جی سی کے چیئر مین اعلان کر چکے ہیں کہ ویدک جیوتش (Astrology) ایک سائنس ہےاور کرم کانڈ جو ویدک رسم ورواج ہے، پیشہ وارانہ کورس ہیں وستو شاستر، یوگا تپسیا اور دیو مالائی کہانیاں سائنٹیفک تعلیمات کا حصہ بن رہی ہیں۔انہیں یو جی سی کے سرکلر میں شامل کیا گیا ہے۔آپ براہ کرم مجھے پڑھنے کی اجازت دیں خواہ اس سے ہمارے وزیر (تعلیم مرلی منوہر جوشی جسے عدالت نے بابری مسجد شہادت کیس میں بھی مجرم ثابت کیا ہے) کو کتنی ہی الرجی ہو۔ مجھے افسوس ہے، میں اس کی پرواہ نہیں کرسکتا۔ میں یو جی سی کے سرکلر کے حوالہ سے پڑھ سکتا ہوں۔

"ویدک جیوتش نہ صرف ہمارے روایتی اور کلاسیکل علم کا ایک اہم موضوع ہے بلکہ یہ ایک نظام ہے۔ہمیں جاننا چاہئے کہ وقت کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی اور کائنات میں کیا امور وقوع پزیر ہوتے ہیں۔اس سے جدید میدانوں کے طلباء، اساتذہ اور پیشہ وروں جیسے ڈاکٹروں، ماہرین تعلیم، مارکیٹنگ، مالیات، اقتصادیات اور سیاست کے تجزیہ نگاروں کو فائدہ ہوگا۔"

پروفیسر جسپال جواب کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ) کے ممبر ہیں، اگر وہ یہاں موجود ہیں، مجھے اس پر فخر اور بہت خوشی ہوگی۔میں ان کا حوالہ دینا چاہوں گا۔

"اب ہمارے لئے یہ ممکن ہوگا کہ زلزلوں کے بارے میں ماہرین ارضیات کے مقابلہ میں زیادہ صحت کے ساتھ موسم اور ماحول کے بارے میں زمین پر واقع وسائل وذرائع کی مدد اور سیٹلائٹ کے مشاہدات یا میتھ میٹکس کے ماڈلوں کے بغیر زیادہ ٹھوس انداز میں پیش گوئی کر سکیں۔ پیچھے کی طرف جا کر ہماری روایتی دانش مندی جیوتش کی مدد حاصل کرنے سے تمام بے یقینیاں ختم ہوجائیں گی۔ یہاں تک کہ میتھ میٹکس بھی جو ہم استعمال کریں گے، ویدوں سے آئے گا اور صرف یہی کیوں؟ ہم یہ بھی بتا سکیں گے کہ کیا ہمیں کوئی بدمعاش نقصان پہنچانے والا ہے؟

کیا اسٹاک مارکیٹ میں ہم رقم کھونے والے ہیں؟ کیا الیکشن میں فتح حاصل کریں گے؟ وزیر بنیں گے؟ یا کروڑ پتی سے شادی ہوگی؟''

یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ آخر کار ہمارے پاس ایک بالکل صحیح نظر ہوگی جس سے ہم وقت کی فطرت اور اس کے ہم سے تعلق کو دیکھ سکیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ جیوتش سے بہت سی تہذیبوں میں کام لیا گیا اور یہ اب بھی بہت سے ممالک کے عوام میں بہت مقبول عمل ہے تاہم یہ ایک ویدک جیوتش ہے۔''

تجویز یہ کیا گیا ہے کیا ڈاکٹر، ماہرین تعلیم اور بہت سے دوسرے پیشوں کے لوگ ویدک جیوتش کے مطالعے سے فائدہ اٹھائیں گے، ان میں بہت سے لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا کہ وہ اس میدان میں پی ایچ ڈی کر سکیں لیکن امراض کی تشخیص اور علاج سے متعلق غیر یقینی صورتحال کو سرٹیفکیٹ یا ڈپلومہ کورس کے بعد بھی ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہم جان جائیں گے کہ مریضوں کی کتنی زندگی باقی ہے، ماہرین تعمیر کسی عمارت کا قطعی ڈیزائن بنانے سے پہلے اس کے مالک، مستقبل میں اسکے اندر رہنے والوں اور خود قطعۂ زمین، پلاٹ کا زائچہ طلب کریں گے۔ زائچہ انہیں بتادے گا کہ ان کے مؤکل کے زیر اختیار رہتے ہوئے کوئی سیلاب یا زلزلہ تو نہیں آئے گا۔ ماہرین زراعت تخم ریزی، شجر کاری اور مختلف جنسوں کی کٹائی کے بارے میں نئی تدابیر تجویز کر سکیں گے کیونکہ انہیں بارش، مختلف درجہ ہائے حرارت، سیلاب، خشک سالی یا طوفان کا صحیح صحیح پیشگی علم ہوگا۔ اتنا ہی نہیں انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ انہیں اپنی مصنوعات کی متوقع قیمت کیا حاصل ہوگی اور کیوں نہیں۔ ذخیرہ اندوزی اور دیگر ممالک سے درآمد و برآمد کے امکانات کے بارے میں بھی صحیح معلومات پہلے سے حاصل ہوں گی۔ آخر آپ کسی یونیورسٹی کے اسکالر سے اور کیا توقع رکھتے ہیں؟''

مسٹر وی پی سنگھ بدنور (بھلیواڑہ) ہمیں امریکہ جا کر وہاں یوگا بند کرا دینا چاہئے۔

مسٹر سومناتھ چٹر جی: جناب! انہوں نے اپنی امید کا اظہار کر دیا ہے۔

''میں امید کرتا ہوں کہ کوئی خوددار یونیورسٹی اس طرح کا شعبہ شروع کرنے کے لئے نہیں کہے گی۔''

اس کی وکالت کی جارہی ہے اور دوردرشن پر ہم نے ۲۲ یونیورسٹیوں کی ایک فہرست دیکھی جو رقم کے لئے پریشان ہیں۔ انہیں جیوتش اور ویدک میتھ میٹکس کے کورس شروع کرنے کے لئے آسان شرائط پر فنڈز کی پیش کش کردی گئی ہے۔

جناب! اس ملک کے تمام ممتاز ماہرین میتھ میٹکس اور سائنسدانوں نے ایک سیمینار منعقد کیا تھا۔ انہوں نے اپیل کی تھی کہ ہمارے بچوں کے ساتھ یہ فراڈ بند کردیا جائے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ویدک آسٹرولوجی اور ویدک میتھ میٹکس کا یہ کورس مذہبی اکثریت پرستی کا ایک خاص برانڈ فروغ دے گا۔ اور بغاوت میں میتھ میٹکس پر مبنی اور سائنٹیفک تعلیمات کی ترقی کی کوئی تھیوری دینے کی بجائے ظلمت پسندانہ نظریات سے جوڑے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نام نہاد ''ویدک میتھ میٹکس'' نہ ویدک ہے اور نہ ہی میتھ میٹکس تھوپنے کی مذمت کی جائے گی، خاص طور سے جو لوگ عوامی تعلیم پر انحصار کرتے ہیں، ان کی میتھ میٹکس کی تعلیم کا معیار گر جائے گا اور یہ ان کے لئے منحوس ثابت ہوگا۔ جناب اس پریس ریلیز پر دستخط کرنے والوں پر ہم فخر کرتے ہیں۔

مسٹر سومناتھ چٹرجی:

سوامی وویکانند جی کہتے ہیں کہ جو لوگ جیوتش میں یقین رکھتے ہیں، انہیں ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے اچھی غذا استعمال کرنی چاہئے۔ آرام کرنا چاہئے اور سوجانا چاہئے۔ میں سوامی وویکانند جی کا قول نقل کررہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں:

''آپ دیکھیں گے کہ جیوتش اور یہ تمام پراسرار چیزیں عام طور سے کمزور دماغی کی علامت ہیں۔ اس لئے جتنی جلدی یہ ہمارے دماغوں میں اہمیت حاصل کریں، (اتنی جلدی) ہمیں ایک ماہر معالج کو دکھانا چاہئے۔ اچھی غذا لینی چاہئے اور آرام کرنا چاہئے۔''

گوتم بدھ کہتے ہیں:

''نجوم اور جیوتش۔ پیش گوئی، خوش قسمتی یا بدقسمتی کے واقعات علامتوں کی بنیاد پر، اچھے اور برے کی پیش گوئی یہ تمام چیزیں ممنوع ہیں''

ڈاکٹر رام چند ڈوم:

AStronomy علم ہیئت Science سائنس ہے۔ Astrology جیوتش (نجومیت) سائنس نہیں ہے۔ وہ الگ ہے۔ مسٹر سمن نے کہا کہ سکولوں کو آر ایس ایس کی شاکھاؤں (شاخوں) میں تبدیل کرنے کی کوششیں بھارت میں ہورہی ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ یونیورسٹیوں پر دباؤ ڈالا جارہا ہے تاکہ ویدک، ریاضی اور جیوتش کا کورس لاگو کریں۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ایک بین الاقوامی ادارہ انٹر یونیورسٹی فار آسٹرانومی اینڈ فزکس کے ڈائریکٹر نل نکرجی نے اس کوشش کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ نہ تو یہ میتھ میٹکس (ریاضی) ہے اور نہ ہی سائنس ہے۔

مسٹر راشد علوی:

جیوتش کو کمپلسری نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی ہمارے ساتھی سوامی چنیما نند جی نے کہا تھا کہ آسٹرولوجی سے ہم سو سال بعد کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ سورج کب نکلے گا کب ڈوبے گا۔ یہ آسٹرولوجی سے نہیں، میتھ میٹکس سے بتایا جاتا ہے اور میتھ میٹکس کا سہارا آسٹرولوجی لیتی ہے لیکن بدقسمتی کی بات ہے کہ ساری کی ساری بی جے پی کی سرکار ہی آسٹرولوجی پر چل رہی ہے آسٹرولوجی کو بلا کر پوچھا جاتا ہے کہ کس تاریخ کو وزیر اعظم کے عہدہ کی اوتھ لی جائے۔ اس کے لئے کیا طریقے ہوسکتے ہیں۔ کونسے طریقے نہیں ہوسکتے؟

دیوندر پرساد یادو:

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سُگا یعنی طوطا ہوتا ہے۔ وہ ایک کارڈ اٹھاتا ہے۔ اس کا مالک کہتا ہے،

دیکھ لیجیے پست ریکھا (ہاتھوں کے خطوط) اور جیوتش ودیا کا کام۔ اب طوطے والا کام یونیورسٹی میں ہوگا تو اس سے بے روزگاری دور نہیں ہوگی۔

ڈاکٹر رگھوونش پرساد سنگھ:

حال ہی میں ۱۲۸ سائنسدانوں، ماہرین ریاضی اور دانشوروں نے بیان دیا ہے کہ ہمارے بچوں کے ساتھ فراڈ بند کرو۔ یہ معلمین، اساتذہ اور ماہرین تعلیم نے اپنے بیان میں موجودہ مرکزی حکومت کی طرف سے ویدک میتھ میٹکس اور ویدک جیوتش کو بھارتی تعلیمی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کی مخالفت کی ہے۔

علم نجوم، سائنس نہیں اوہام پرستی ہے۔ بھارتی ماہر نجومی کا اعتراف

علم نجوم کے ممتاز ماہر پروفیسر کرشنا دامودر ابھیانگر نے کہا کہ علم نجوم، سائنس نہیں، اوہام پرستی ہے اور یونیورسٹی نصاب میں اسے شامل کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا۔ ایسا کرنا ''سچائی کو جھوٹ سے بدلنے'' کے مترادف ہوگا اور ترقی کے بجائے ہم پستی کی جانب بڑھتے جائیں گے۔ رائل اسٹرونامیکل سوسائٹی آف لندن اور انٹرنیشنل اسٹرونامیکل یونین کے رکن پروفیسر کرشنا دامودرا بھیانگر نے علم نجوم اور علم فلکیات پر ایم پی برلا یادگار خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک کے لاعلم اور کم علم لوگوں میں اوہام پرستی سے دور لے جانے اور بامعنی طرز فکر پھیلانے کی ضرورت ہے لیکن علم نجوم کی بنیاد اوہام پرستی ہے۔ علم نجوم میں نمایاں خدمات کے لئے ابھیانگر کو سال ۲۰۰۱ء کا ایم پی برلا ایوارڈ دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا مشرق اور مغرب میں رائج علم نجوم میں اسپیس (Space) کے لحاظ سے ۲۴ ڈگری اور وقت کے لحاظ سے ۲۴ دنوں کا فرق ہے۔ لیکن دونوں ہی اپنے عقائد پر عمل کرتے ہیں کیونکہ کسی ایک یا دوسرے عقیدے کو ترجیح دینے کا کوئی مادی سبب نہیں ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ علم نجوم ایک توہم پرست عقیدہ ہے اور یہ سائنس نہیں ہے۔ جب ۲۴ دنوں کے فرق سے کوئی اثر نہیں ہوتا تو کسی کی پیدائش سے متعلق صحیح وقت کا اندازہ لگانے

اور دماغ پر بے جا زور ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ابھیا نگر نے کہا، نجومیوں کے قیاسات صرف خام خیالیاں ہوتی ہیں جن کی بنیاد سیاروں کی خاصیتوں سے متعلق من مانی باتوں اور اندازوں پر ہوتی ہے۔ دو فرضی خلائی سیارے راہو اور کیتو سمیت ۹ سیاروں کے اچھے اور برے اثرات کا اندازہ لگانے کے لئے اربوں لوگوں کی جنم کنڈلیوں کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ ایسا اب تک نہیں کیا گیا اور مستقبل میں بھی یہ تقریباً ناممکن ہے۔

(بحوالہ سہ روزہ ''دعوت'' نئی دہلی ۲۸ مارچ ۲۰۰۲ء جلد ۵۰ شمارہ ۲۸)

شرکیہ دعاؤں کے ذریعے شفا دینے کے دعویدار لٹیرے

عامل بابے اور پادری

دعا کو دنیا کے ہر مذہب میں بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اسلام میں دعا کو عبادت بھی کہا گیا ہے۔(ابو داؤد، کتاب الصلوۃ باب الدعاء)

تاہم دعا کی قبولیت کے لئے اسلام نے کچھ شرائط رکھی ہیں جن میں توحید پر ایمان اور رزق حلال سرفہرست ہیں۔ علاوہ ازیں کسی سے دعا کرانا بھی مسنون ہے لیکن اس کے لئے بھی شرط ہے کہ دعا کرنے والا کم از کم صاحب ایمان اور حامل توحید ضرور ہو۔ دعا میں کوئی شرکیہ جملہ ادا نہ کرتا ہو مثلاً نبیوں' ولیوں یا جنوں روحوں مُردوں وغیرہ کو مشکل کشا سمجھ کر نہ پکارتا ہو نہ ان کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں نہ وہ کسی واسطے کا محتاج ہے۔ وہ تو ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ ایسے شرکیہ طریقوں سے دعا کرنا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور نہ قرآن وحدیث سے۔ دعا کرنے والا عقیدہ توحید پر کاربند ہونے کے علاوہ جتنا زیادہ باعمل ہوگا' دعا کی مقبولیت کے اتنے زیادہ امکان ہوتے ہیں۔ تاہم دعا کی یہ تمام شرائط پوری ہونے کے بعد بھی اللہ کے لئے لازمی نہیں ہوتا کہ وہ ہر دعا قبول کرلے۔ اللہ تعالیٰ سے بہتر کوئی نہیں جانتا

کہ کون سی چیز ہمارے حق میں بہتر ہے اور کونسی بہتر نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز جسے ہم اپنے حق میں بہت بہتر سمجھ کر مانگ رہے ہوں' اللہ کی نظر میں وہ ہمارے لئے چنداں بہتر نہ ہو اور اس میں کوئی فتنہ پوشیدہ ہو۔ البتہ ہر دعا جو دنیا میں پوری نہ ہو' اسے بطور اجر آخرت میں ضرور محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

دعا کے متعلق ان چند بنیادی اور مسلمہ حقائق کے باوجود گزشتہ کچھ عرصہ سے معاشرے میں دعا کے نام پر ایک نیا ابھرتا ہوا کاروبار دیکھنے میں آیا ہے۔ یہ ہے دعا کے ذریعے لوگوں کو شفا دلانے کا دعویٰ اور دھندہ۔ اور یہ دھندہ مسلمانوں کے بابوں اور عیسائیوں کے پادریوں دونوں میں بڑے زور وشور سے جاری ہے۔

بابوں کا دھندہ

اکتوبر 2002ء کے مہینے میں پورے لاہور میں ہر اہم چوک پر بڑے بڑے بینر لگائے گئے جن پر یہ اعلان لکھا گیا کہ ۔22۔ اکتوبر کو حضرت شاہ بابا اپنے آستانہ واقع ماڈل ٹاؤن میں ختم قرآن پاک کے بعد خصوصی دعا کرائیں گے۔ مختلف بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا مرد وخواتین کو اس محفل میں شرکت کی ترغیب دی گئی اور بتایا گیا کہ یہ بڑی بابرکت محفل ہے جس میں باباجی کی دعا سے آپ کے مسائل حل ہوجائیں گے۔ اس قسم کے پینل اشتہارات اخبارات میں بھی کئی دنوں تک شائع کرائے گئے۔ ساتھ ہی لوگوں کو مزید رغبت دلانے کے لئے یہ لکھا گیا کہ کوئی ہدیہ اور نذرانہ لانے کی ضرورت نہیں۔ یہ بینر اب ہر سال لگائے جاتے ہیں۔

صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے جب راقم اس شاہ بابا کے آستانہ پر پہنچا تو وہاں پاکستان کرکٹ بورڈ کے سابق سیکرٹری جناب غلام مصطفیٰ خان صاحب سے ملاقات ہوگئی جو اس شاہ بابا کے قریبی ہمسایہ ہیں۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ بابا نرا فراڈ ہے۔ ضعیف الاعتقاد لوگ بڑی دور دور سے اس کے پاس آتے ہیں لیکن یہ خود کبھی نماز پڑھنے کے لئے بھی مسجد میں نہیں آیا۔ حتّٰی کہ یہ پیشاب بھی کھڑے ہو کر کرتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اگرچہ یہ یہاں کرایہ پر رہتا ہے لیکن

ہر دوسرے تیسرے مہینے اس کے پاس نئی گاڑی ہوتی ہے۔ آنے والے مرد وخواتین کو وہ الگ الگ اپنے کمرے میں بلاتا ہے اور پھر انہیں ایک پرچی تھما دیتا ہے جس پر کچھ لکھ کر دیتا ہے کہ اسے پڑھو۔ اس کے لکھے ہوئے الفاظ بے معنی سے ہوتے ہیں اور کسی کو سمجھ نہیں آتا کہ کیا لکھا ہے۔ خواتین کو کافی دیر اندر بٹھائے رکھتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اندر کیا کرتا رہتا ہے۔ غلام مصطفیٰ خان صاحب نے بتایا کہ اس کے پاس پولیس کی گاڑیاں بھی اکثر آتی رہتی ہیں۔ پولیس اہلکار اور آفیسرز اس کے ساتھ بڑی لمبی نشستیں کرتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ملی بھگت سے لوگوں کو بے وقوف بنانے اور لوٹنے کا کام کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی امکان ہے کہ یہ شخص کسی غیر ملکی اسلام دشمن یا ملک دشمن ایجنسی کا آلہ کار نہ ہو۔ شاہ بابا جو نذرانہ بھی نہ لینے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن حیرانی کی بات ہے کہ اس کے پاس ہر دوسرے ماہ نئی سے نئی گاڑیاں کہاں سے آ جاتی ہیں جبکہ یہ کوئی دوسرا ذریعہ معاش کرتا بھی نظر نہیں آتا۔

غلام مصطفیٰ خان صاحب جو ٹانگ میں فریکچر کی وجہ سے بیساکھیوں پر چلتے ہیں' نے بتایا کہ جب کبھی شاہ بابا میرے سامنے سے اپنے چیلوں کے ساتھ گزرتا ہے تو وہ اس توقع سے میری طرف دیکھتا ہے کہ میں بھی اس سے عقیدت سے ملکر اس سے دعا کرواؤں گا کیونکہ ایسی حالت میں مریضوں سے ان لٹیرے بابوں کو پوری امید ہوتی ہے کہ یہ تو کم از کم پھنس ہی جائیں گے لیکن میں اس منحوس کی شکل دیکھ کر ہی منہ پھیر لیتا ہوں بلکہ اس کے دام میں آنے والے سادہ لوح لوگوں کو بھی سمجھاتا ہوں کہ ان بابوں اور پیروں فقیروں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ جو کچھ بھی مانگنا ہے صرف اللہ سے مانگو۔ انہوں نے بتایا کہ یہ بابا خود ٹانگوں سے کچھ معذور ہے۔ جو شخص خود کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا گیا ہو' جو شرکیہ عقائد کا حامل ہو' دوسرے کے لئے اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ یہ دعا کی آڑ میں محض ایک ڈرامہ ہے اور حکومت کو اس بابے کی خفیہ سرگرمیوں کی فوری تحقیق کر کے اسے بے نقاب کرنا چاہئے تا کہ کل کلاں یہ کوئی بڑے فتنے کا موجب نہ بن جائے۔

قارئین کرام! یہ تو ہے ایک بابے کی حقیقت۔ اسی طرح کے ایک اور بابے کا جنگ اخبار کے

چینل میں اکثر یہ اشتہار آتا ہے۔

کیا آپ پریشان ہیں؟
فوراً پریشانی ختم' کیونکہ

دعا

رحمتوں کے دروازے کھول دیتی ہے
کوئی جھوٹے دعوے کرتا ہے' کوئی انعام کا چیلنج کرتا ہے۔
ہم دعا کرتے ہیں خدا کام کرتا ہے۔
دعا نبی ﷺ کی سنت ہے۔قرآنی عمل فار لائف ٹائم
کامیابی کی ضمانت
کوالیفائیڈ روحانی مدبر عامل ایس ایس صابری

اب دعا کے ذریعے ہر پریشانی ختم کرنے والے اس کوالیفائیڈ روحانی مدبر کی حقیقت کیا ہے؟ یہ جاننے کیلئے جب ہم اس مدبر صاحب کے آستانے پر پہنچے جو گلبرگ میں ایک بڑے کمرشل پلازے میں ایک کرائے کی دوکان میں واقع ہے تو موصوف شیشے کے کیبن میں اپنے صوفے پر لیٹے ہوئے تھے جیسے گاہکوں کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہوں اور اب بڑی بے زاری کی حالت میں ہیں۔دکان کا دروازہ ادھ کھلا تھا۔عامل صاحب مجھے اپنی طرف آتے دیکھ کر فوراً اٹھ بیٹھے اور ان کے چہرے پر کچھ یوں رونق آ گئی جیسے زبان حال سے کہہ رہے ہوں

وہ آ گیا شکار جس کا انتظار تھا

یا

چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

یہ کوالیفائیڈ روحانی مدبر صاحب مجھے اپنے کیبن کے پچھلے حصے میں لے گئے۔اب ان سے

گفتگو شروع ہوئی تو حسب توقع معلوم ہوا کہ دعا تو محض ایک اشتہار ہی ہے اور اس اشتہار کی آڑ میں اصل کام وہی ہو رہا ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا))

''جس شخص نے کسی عراف (نجومی، جادوگر وغیرہ) سے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

(مسلم کتاب السلام ،باب تحریم الکهانة)

اس ''روحانی مدبر صاحب'' سے جب میں نے دعا کے حوالے سے بات شروع کی تو چونکہ دعاؤں کے ذریعے مسئلہ حل کرنا ان کا کام ہی نہیں تھا' اس کا اصل کام تو نجومیت' دست شناسی اور شرکیہ وظائف و اعمال ہی سرانجام دینا تھا' یہ تو ایسے لوگوں نے اب نئی آڑ اختیار کی ہے کہ اگر لوگ نجومیت اور جادو کے نام پر نہیں پھنستے تو شاید اس طرح پھنس جائیں۔ چنانچہ یہ عامل نجومی صاحب فرمانے لگے۔ آپ کا جو بھی مسئلہ ہے' اس کیلئے اب آپ کا نام میری لسٹ میں آ گیا ہے۔ ہم آپ کے لئے دعا تو کر دیں گے۔ لیکن اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کے مسئلے کی اصل وجہ کیا ہے اور یہ کس طرح حل ہوگا تو اس کے لئے آپ کو اپنا نام' اپنی ولدیت اور تاریخ پیدائش بتانا ہوگی۔ اس کے ساتھ ہم وقت سوال نوٹ کریں گے اور پھر حساب لگا کر آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ مدبر صاحب فرمانے لگے' اس کے لئے آپ کو 500 روپے فیس ادا کرنی ہوگی۔

تو کیا مسئلہ حل کرنے کیلئے دعا کافی نہیں ہے؟

میرا ''کوالیفائیڈ روحانی مدبر صاحب'' سے سوال تھا

جی دعا تو ہم نے آپ کو بتایا ہے کہ کر دیں گے۔ لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی پہلے وجہ معلوم کرنا ہوتی ہے کہ یہ کہیں جنات' آسیب' جادو وغیرہ کی وجہ سے تو نہیں ہے اور پھر ساتھ ہم حل بھی بتاتے ہیں۔

اب یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ میرے ہر مسئلے کو لازماً جادو، جنات سے جوڑنے اور مجھ سے ہر صورت رقم اینٹھنے کے چکر میں ہے چنانچہ میں اٹھنے لگا تو شکار ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر کہنے لگا کہ فیس کچھ کم بھی ہو سکتی ہے لیکن اب میں اس کے اس روحانی کاروبار سے جان چھڑا کر ہی نکلا۔ بھلا جو شخص اپنے گاہک کو نہ قابو کر سکتا ہو نہ اپنی نجومیت کے ذریعے آنے والے کے اصل مقصد کو جان سکتا ہو اس کی دعاؤں کی قبولیت کے دعوے کیسے سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اللہ نے تو بڑے بڑے انبیاء کی بھی ہر دعا قبول نہیں کی چہ جائیکہ ایک شریعت کا مخالف دعاؤں کی قبولیت کے دعوے کرے اور اس آڑ میں نجومیت کا شیطانی کاروبار چلائے۔

اس کے بعد ایک اور روحانی بابے سے ملاقات ہوئی۔ اس نے لاہور کے مختلف علاقوں بالخصوص علامہ اقبال ٹاؤن میں درختوں اور دیواروں پر چھوٹے چھوٹے بورڈ لگائے ہوئے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے

"درد چاہے کہیں بھی ہو کلام پاک سے فوری آرام
عقیدت واحترام سے تشریف لائیں"

کسی سے عقیدت واحترام اس کے اچھے اعمال اور کاموں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں خود بخود پیدا ہوتی ہے لیکن یہ روحانی علاج کا دعوی کرنے والا بابا لوگوں سے خود مطالبہ کر کے عقیدت واحترام کرواتا ہے۔ اب اس روحانی بابے سے جب ہم ملے تو موصوف کلام پاک سے علاج کا دعوی کرنے کے باوجود خود داڑھی مونچھ تک سے پوری طرح چٹ تھے۔ ہم نے جب موصوف سے اپنے ایک مسئلے کا ذکر کیا تو کلام پاک کا تو جناب نے ذکر تک نہ کیا۔ اسے ایک طرف رکھ دیا اور کہنے لگے کہ یہ میری پاس پڑیاں ہیں۔ آپ روزانہ ایک پڑی تین چار ہفتے تک استعمال کریں۔ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ ایک پڑی 14 روپے کی ہے گویا تقریباً چار پانچ سو روپے کا یہ بھی "روحانی نسخہ" تھا۔ چنانچہ ہم ان سے بھی بمشکل جان چھڑوا کر واپس آ گئے۔

روحانی آپریشن:

گزشتہ دنوں گوجرہ تھانہ نواں لاہور کے رہنے والے ایک پیر کا قصہ منظر عام پر آیا۔ اس نے روحانی علاج کے نام پر بے شمار بیماروں کو اجاڑ دیا۔ اس پیر کا دعویٰ ہے کہ جس مریض کو دنیا کے ماہرین امراض قلب جواب دے دیں' وہ دم دعا پڑھ کر دور فاصلہ پر بیٹھے ہوئے اس کا علاج کرتا ہے۔ اس کو وہ روحانی آپریشن قرار دیتا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جس کسی کو دل کے امراض کے علاوہ پوشیدہ بیماری' پتے کی پتھری' اپنڈکس' گردے کی پتھری کا مرض ہو' اسے ایک چارپائی پر لٹا دیا جاتا ہے اور مریض سے کہا جاتا ہے کہ وہ یہ الفاظ زبان سے کہے ''ڈاکٹر صاحب! میرے ٹیکہ لگانا'' آپریشن کرنا' ٹانکے لگانا' زخم صاف کرنا' دہرائے۔ پیر عبدالصبور دور بیٹھا دم دعا کے ذریعے یہ آپریشن کر دیتا ہے۔ مریض پر اس وقت سفید چادر ڈال دی جاتی ہے۔ اسے مکمل آرام کرنے کے علاوہ گرم دودھ سے تعویذ پینے کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ فی مریض 130 روپے ٹوکن فیس وصول کی جاتی ہے۔ اگر سپیشل ٹوکن کی ضرورت ہو تو وہ 500 روپے سے ایک ہزار روپے تک باآسانی وصول کر لیتا ہے۔ پیر عبدالصبور جمعۃ المبارک اور اتوار کے دن مریضوں کا علاج اپنے اڈے پر کرتا ہے۔ بقیہ دنوں موبائل سروس کے ذریعے یعنی گھر گھر دور دراز علاقوں اور دیگر صوبوں میں ''روحانیت کے ذریعے فیض'' پہنچایا جاتا ہے۔ جمعہ اور اتوار کے روز تقریباً فی یوم 9 سو مریض اڈہ پر آتے ہیں۔ عبدالصبور کا دعویٰ ہے کہ ایک لاکھ مریض آپریشن کے بعد نارمل زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بلائیں' جنات' سحر و جادو سے بچاؤ کے لئے ایک روحانی مرغا کا صدقہ دینا ضروری ہے جو کہ پیر کی ملکیت ہے۔ یہ مرغا روزانہ 5 ہزار روپے کی کمائی کرتا ہے۔ پیر عبدالصبور کے 20 مرلہ کے روحانی آستانہ پر تقریباً 12 مویشی بھی بندھے ہوئے ہیں۔ جعلی اور فراڈیا عامل پیر علاج معالجہ کے اس دھندہ کو تحفظ دینے کیلئے عبدالحمید' حاجی خورشید' عمار' ثاقب وقاص اور محمد عرفان سے باڈی گارڈ کی خدمات حاصل کرتا ہے۔ پیر کے اڈے پر ماسٹر نواز ٹوکن ماسٹر ''جگنو'' کارخاص محمد اکرم جو کہ پھوپھی زاد بھی ہے' اس کے چیلے ہیں' پیران پڑھ' جاہل

اور اسلام کے ہر رکن سے غافل دکھائی دیتا ہے۔ جعلی کام کو مزید تحفظ دینے کیلئے محمد اقبال اے ایس آئی اڈہ ٹھیکری والا جو اپنے آپ کو ڈی ایس پی ظاہر کرتا ہے' کی پشت پناہی حاصل کر رکھی ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ ڈی ایس پی ملک فیصل گلزار اعوان نے خاتون مریضہ کو اگلے جہان پہنچانے کے الزام میں چک نمبر 279 ج ب دارا پور کے پیر عبدالصبور کے خلاف تحقیقات کا حکم دے دیا۔ چک 280 ج ب کے ارشد علی نے اپنی تحریری درخواست میں الزام لگایا کہ اس کی خالہ منظوراں آپریشن کرنے والے بابا سائیں کے پاس گئی جس نے 5 سو روپے فیس وصول کر لی اور مریضہ جو ادویات استعمال کر رہی تھی' وہ بند کروا دیں اور ہدایت کی کہ مریضہ کا بذریعہ دم دعا آپریشن ہو گیا ہے۔ چند یوم میں کچھ افاقہ نہ ہوا بلکہ مریضہ ادویات کا استعمال ترک کرنے سے موت کی آغوش میں چلی گئی۔

ایسے روحانی علاج اور آپریشن آج کل اور بھی کئی لوگ کرتے نظر آتے ہیں یہ لوگ اخبارات میں اپنی مشہوریاں کراتے ہیں کہ وہ سینکڑوں میل دور بیٹھ کر ہی اپنے عمل اور پھونک کے ذریعے علاج کر دیں گے۔ آپ صرف اپنا نام پتہ ہمیں بھیج دیں۔

قارئین کرام! اسی طرح کا ایک اور روحانی بابا جو اپنے آپ کو علامہ آغا عابد عسکری کہلاتا ہے' اخبار میں یہ اشتہار دیتا ہے۔

"معجزانہ شفا"

کینسر' دل اور دیگر لاعلاج بیماریوں سے
شفایابی کے لئے فوری اثر دکھانے والا
ایک روحانی علاج
ڈاکٹر صاحبان بھی
تاثیر دوا اور شفاء مریض کے لئے
ہم سے روحانی مشورہ کر سکتے ہیں۔

ان سے جب ہمارا رابطہ ہوا تو آں جناب گھر پر تشریف فرمانہ تھے۔ البتہ ان کی بیگم سے بات ہوئی۔ ہم نے اس روحانی علاج کی نوعیت جانی تو حسب توقع ان کا طریقہ علاج بھی وہی نجومیوں اور عاملوں والا ہی نکلا۔ کہنے لگیں کہ آپ کا چاہے کوئی بھی مسئلہ ہو'اس کے حل کے لئے ایک تو آپ کو کچھ صدقہ قربانی وغیرہ کرنا ہوگی۔ (یقیناً غیراللہ یعنی ولیوں' جنوں' بھوتوں' چڑیلوں وغیرہ کے نام پر اور ان کے وسیلے سے کیونکہ ان کا سارا ''روحانی'' نظام شیطان کو خوش کرنے پر ہی استوار ہے) علاوہ ازیں آپ کو 200 روپے ادا کرنا ہوں گے۔ جب پوچھا کہ وہ کس چیز کے تو کہنے لگیں کہ دراصل علامہ صاحب آپ کو زعفران سے تعویذ یا نقش لکھ کر دیں گے جس سے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

چونگی نمبر 14 ملتان میں ایک پیر ''بابا لگا'' جو ننگ دھڑنگ اور انتہائی غلیظ رہتا تھا' مردوں بالخصوص عورتوں کی بڑی تعداد اس سے دعا کرانے آتی۔ وہ جو بھی چیز تھوڑی سی کھا کر پھینکتا' مرید اٹھا کر کھا جاتے۔ اور جب وہ کسی کو غلیظ گالی بکتا تو کہا جاتا' بابا نے تمہاری لئے دعا کر دی ہے۔ جاؤ اب تمہارا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس بابا کا زندگی میں ہی عرس شروع کر دیا گیا جبکہ مرنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ عیسائی تھا لیکن اب بھی اس کا عرس جاری ہے۔

قارئین کرام! اگر اللہ تعالیٰ کو خالص پکارا جائے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے تو یقیناً یہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔

﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن۔ 18)

''پس ایک اللہ کے ساتھ اور کسی کو نہ پکارو۔''

﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرہ۔ 186)

''جب کبھی ہم سے کوئی دعا کرے تو ہم دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتے ہیں۔''

مومن کی دعا بظاہر دنیا میں اگر قبول نہ بھی ہو تو حدیث کے مطابق آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ ذخیرہ بنا کر رکھ دیتے ہیں یعنی اس کا آخرت میں اجر ملتا ہے یا دنیا میں مطلوبہ شئے کے برابر کوئی اور آنے والی مصیبت کو اللہ تعالیٰ ٹال دیتے ہیں۔ (مشکوۃ عن ابی سعید الخدری ص 96۔ مسند احمد عن ابی ھریرہؓ)

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کی غیر حاضری میں کی گئی دعا کو بھی اللہ قبول کرتا ہے اور یہ دعا سب سے جلد قبول ہونے والی ہوتی ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الدعاء بظهر الغائب والأدب المفرد، باب دعاء الاخ بظهر الغائب)

اس لئے دوسروں سے دعا کرانا مسنون ہے لیکن دعا کی اس تمام فضیلت کے باوجود نبی ﷺ نے دعا میں مبالغہ سے بھی منع فرمایا۔ (ابوداؤد بحوالہ تفسیر ابن کثیر سورہ اعراف۔56) مثلاً اپنے لئے نبی بننے کی دعا کرنا یا اللہ سے ہر وقت زیادہ سے زیادہ دولت اور صرف دنیا کی فرمائش کرتے رہنا وغیرہ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کون سی دعا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے رب سے دنیا و آخرت میں عافیت اور گناہوں سے درگزر کا سوال کرے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا' کثرت سے عافیت کی دعا کیا کرو۔

(الترمذی کتاب الدعوات باب ٨٩ :٣٧٤٣)

اسی طرح سب سے زیادہ قبولیت کی رات لیلۃ القدر کے لئے بھی نبی ﷺ نے یہ دعا تلقین فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی ۔

"اے اللہ یقیناً تو معاف کرنے والا ہے پس مجھے معاف کر دے۔"

آج پیروں' فقیروں اور عاملوں نے اپنے مستجاب الدعوت ہونے کے بورڈ لگا رکھے ہیں اور دعاؤں کو اپنا کاروبار بنایا ہوا ہے جبکہ یہ دعائیں بھی شرکیہ ہوتی ہیں' قرآن وحدیث اور سلف صالحین سے اس طرح کے کاروبار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

سیدنا حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ حافظ قرآن ہوتے تھے اور کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا۔ لوگ بہت بڑے فقیہہ ہو جاتے تھے اور کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ لوگ لمبی لمبی نمازیں اپنے گھروں میں پڑھتے تھے اور مہمانوں کو بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جہاں تک ان کے بس میں ہوتا تھا' اپنی کسی نیکی کو لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ پوری کوشش سے دعائیں کرتے تھے لیکن

اس طرح جیسے کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔ یہ نہیں کہ چیخیں چلائیں۔ (تفسیر ابن کثیر۔الاعراف۔56)

قارئین کرام! قرآن کریم میں بھی یہی ارشاد ہے کہ

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ﴾ (الاعراف۔55)

''اپنے رب سے دعا مانگو تو عاجزی سے اور چپکے چپکے۔''

لیکن آج کے بابے، پیر اور فقیر محلوں کی مسجدوں میں بڑی اونچی اونچی آواز میں لاؤڈ سپیکر پر دعا اور ذکر کی محفلیں جماتے ہیں اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں یا اخباروں میں اشتہار دے کر، بڑے بڑے بینر، پوسٹر اور خبریں چھپوا کر چیخ چیخ کر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ہم بڑے نیک ہیں۔ لوگو! آؤ ہم سے دعا کرواؤ۔ ہم مستجاب الدعوات ہیں۔ ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ہم فار لائف ٹائم کامیابی کی ضمانت دیتے ہیں۔ ایک تو اپنے نیک اور پہنچا ہوا بزرگ ہونے کا چیخ چیخ کر اعلان کرنا اور پھر بزرگی بھی ایسی جو سراسر شیطانی عملیات پر مبنی ہے اور پھر اس آڑ میں لوگوں کو لوٹنے کا خوب دھندہ رچاتے ہیں۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ

پادریوں کے شفائیہ ڈرامے:

قارئین کرام! اب آیئے ذرا ان کی طرف چلتے ہیں جو لوگوں کو بے وقوف بنانے، لوٹنے اور انہیں گمراہ کرنے کے میدان میں ہمارے ان بابوں، پیروں اور فقیروں کے بھی استاد ہیں یعنی پادری اور بشپ۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان برحق ہے۔

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ شِبْرًا بِشِبْرٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی: قَالَ فَمَنْ))

(بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر من بنی اسرائیل :٣٤٥٦ و مسلم کتاب العلم باب اتباع سنن الیهود و النصاری)

''تم پہلی امتوں کی پیروی میں ایسے برابر ہو جاؤ گے جیسے بالشت بالشت سے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تھے تو تم بھی اس میں جا گھسو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہودیوں اور عیسائیوں کی پیروی ہمارے لوگ کریں

گے۔آپ ﷺ نے فرمایا تو اور کون؟‘‘

گویا لوگوں کو گمراہ کرنے میں یہ غیر مسلم پادری اور پیشوا ہمارے پیروں اور نجومیوں کے استاد ہیں۔روحانی لٹیروں کے ان استاد پادریوں نے پاکستان میں گزشتہ کچھ عرصہ سے دعا کے ذریعے شفائیہ اجتماعات کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔اکتوبر 2001ء میں ایک ایسا بڑا اجتماع پاکستان ریلوے اسٹیڈیم گڑھی شاہو لاہور میں منعقد کیا گیا۔اخبارات میں چوتھائی صفحے کے برابر ایک بڑا اشتہار دیا گیا جس میں لکھا تھا۔

ناقابل علاج روحانی اور جسمانی امراض میں

مبتلا مریضوں کے لئے پیغام شفاء

ریورنڈ ڈاکٹر جے راک لی

کا عظیم الشان مظاہرہ

اس اشتہار میں 18 اکتوبر سے 20 اکتوبر تک سیمینار کا اعلان کیا گیا جبکہ 20 اکتوبر سے 22 اکتوبر تک شفائیہ اجتماع یعنی ہیلنگ کروسیڈ کا اعلان کیا گیا۔سیمینار میں شامل ہونے والوں کے لئے 4 خصوصی انعامات بھی رکھے گئے جن میں کورین چرچ کوارٹر کے آڈیو کیسٹ پاکستانی مسیحی گیت اردو زبان میں، انجیل مقدس ایک عدد، ویڈیو فلم (یسوع) ایک عدد اور آڈیو کیسٹ (یسوع) ایک عدد شامل تھے۔ایسے اجتماعات کراچی، فیصل آباد، میانوالی اور ملک کے دوسرے حصوں میں دیگر ملکی اور غیر ملکی چرچز کے زیر اہتمام بھی رکھے گئے۔لیکن کوریا سے آئے ہوئے ڈاکٹر جے راک لی کا یونائیٹڈ ہولی نس چرچ باقی سب سے زیادہ سرگرم عمل ہے۔اس نے اپنے شفائیہ اجتماعات کا آغاز ایک برس قبل کیا تھا اور اس دفعہ اس کی مہم میں پوری شدت کے ساتھ پیسہ بہایا گیا تھا۔ہولی نیس چرچ نے اپنے اس اجتماع کی تشہیر اخبارات کے علاوہ پورے لاہور میں اہم چوراہوں پر بڑے بڑے بورڈ لگا کر بھی کی۔ لاکھوں کی تعداد میں رنگین پوسٹرز اور ہینڈ بل بھی تقسیم کیے گئے جن میں لوگوں کو رغبت دلائی گئی کہ وہ ان اجتماعات میں آکر ڈاکٹر راک لی کے معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان کی دعا سے لنگڑے چلتے ہیں، اندھے دیکھتے ہیں۔گونگے

بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسیحی اور پسماندہ مسلمان بستیوں سے لوگوں کو لانے کے لئے سینکڑوں بسوں کا مفت بندوبست بھی کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ شفاء کی آڑ میں مسلمانوں کو اپنے مذہب سے برگشتہ کر کے انہیں مرتد کیا جائے اور عیسائی بنایا جائے۔ ایک اندازے کے مطابق اس مہم پر تقریباً تین کروڑ سے زائد رقم خرچ کی گئی۔

اب آپ عیسائیوں کے اس عالمی منصوبے کو سامنے رکھیں جس کے تحت ان کا دعویٰ ہے کہ وہ 2025ء تک اسلام کو مغلوب کر لیں گے اور اس مقصد کیلئے انہوں نے 870 ارب ڈالر کی خطیر رقم مخصوص کی ہوئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ ایک طرف تو لاچار اور غریب لوگوں کو مالی لالچ دے کر انہیں عیسائی بنایا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ شفائیہ اجتماعات کا ڈھونگ رچا کر بھی مسلمانوں کو مرتد کیا جا رہا ہے۔

میں بھائی زبیر کے ساتھ ان شفائیہ اجتماعات کی حقیقت ملاحظہ کرنے کے لئے ریلوے اسٹیڈیم میں ہونے والے اس اجتماع میں خود پہنچا۔ پہلے دن جب ہم وہاں سیمینار میں شرکت کے لئے پہنچے تو ہماری پوری داڑھی اور مسنون وضع قطع دیکھ کر منتظمین نے ہمیں اندر جانے سے روک دیا حالانکہ اخبار میں دعوت عام تھی اور وہ ہماری تلاشی بھی اچھی طرح لے چکے تھے۔ حیرانی ہے کہ اگر مسیحوں کو اپنی دعوت کے دلائل پر اعتماد ہے تو وہ اپنے اجتماعات میں ہر شخص کو کیوں نہیں آنے دیتے لیکن چونکہ یہ لوگ دلائل سے تہی دامن ہوتے ہیں اس لئے صرف سادہ لوح اور دین سے بے گانہ مسلمانوں کو ہی اپنے اجتماعات میں آنے دیتے ہیں تاہم اگلے دن ریلوے اسٹیڈیم کے ساتھ ناچ گھر میں عام شفائیہ اجتماع تھا۔ اس میں لوگوں کا اس قدر رش تھا کہ ایک منتظم ہمیں پہچاننے کے باوجود اندر جانے سے نہ روک سکا۔

اجتماع کی پہلی انتہائی تکلیف دہ بات یہ تھی کہ ہزاروں مردوں اور عورتوں کو اکٹھے ایک ہی راستے سے داخل کیا جا رہا تھا۔ بندے سے بندہ جڑا ہوا تھا۔ آگے پیچھے سے دھکے پڑ رہے تھے۔ عورت کی عفت و عصمت کی کسی کو پروا نہ تھی۔ شفائیہ عبادات کے اس اجتماع میں ہم جیسے کیسے اندر داخل ہوئے تو سٹیج پر عبادت کا ایک عجیب رنگ دیکھنے میں آیا۔ چھ سات نوجوان لڑکیاں سفید

بھڑکیلے لباس میں دو تین نوجوانوں کے ساتھ میوزک کی تیز دھن پر تھرک تھرک کر ڈانس کر رہی تھیں۔ گیت کے بول انگلش میں تھے اور کسی کو سمجھ نہ آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے لیکن اس ڈانس سے محظوظ ہر کوئی ہو رہا تھا۔ صرف اتنا پتہ چل سکا کہ یہ ڈانسر لڑکیاں مسیح کے گیت گا رہی ہیں۔ ہم حیران تھے کہ یا اللہ کیا ایسی عبادت ہوتی ہے۔ انتہائی فحش ماحول پیدا کر کے بھی کہا جا رہا ہے کہ ہم اے اللہ تیری عبادت کر رہے ہیں۔ کیا یہ اللہ کی عبادت ہے یا شیطان کی عبادت، مجمع میں موجود ایک مسیحی بزرگ سے ہمارا تعارف ہوا۔ ہم نے اسے بتایا کہ ہم مسلمان ہیں۔ ناچ گانے کی بدرسم تو ہمارے مسلمانوں میں بھی عام ہو چکی ہے لیکن ہمارے مذہبی اجتماعات میں کم از کم ایسا ماحول کہیں نہیں ہوتا۔ نہ وہاں عورتوں مردوں کو یوں اکٹھا جلسوں میں گھسیڑا جاتا ہے حالانکہ ان کے اجتماعات آپ سے بھی بہت بڑے ہوتے ہیں تو وہ صاحب کہنے لگے کہ دراصل یہاں ایسی نیت سے کوئی آتا ہی نہیں ہے۔ ہر ایک نیک مقصد کے ساتھ آتا ہے۔ اس لئے ایسے مخلوط ماحول کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! بوڑھے مسیحی نے یہ عذر لنگ تراش کر تو اپنی جان چھڑائی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی فحاشی کی کوئی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا لیکن مذہب کے ٹھیکیدار پادریوں اور مسیحی مشنریوں نے سارا دین ہی اپنی مرضی اور خواہشات نفس کے مطابق بنالیا۔ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں آج جس قدر بے حیائی اور مخلوط اور فحش کلچر کو فروغ ملا ہے تو وہ انہی مسیحی مشنریوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ پاکستان میں بھی پہلے پہل بے پردگی اور مخلوط ماحول کا کوئی رواج نہ تھا۔ لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن انہی مسیحی مشنریوں کے تحت چلنے والے اداروں اور سکولوں کالجوں میں مینا بازار، فیشن شوز اور ایسی نام نہاد کلچرل تقاریب کا انعقاد شروع کیا گیا جس سے مادر پدر آزاد ماحول کو مسلمانوں میں بھی فروغ ملنا شروع ہوا۔ یورپ تو ان آزادیوں کے ہاتھوں اخلاقی طور پر تباہ ہو گیا۔ وہاں خاندان اور نسب کا بھی کوئی وجود نہ رہا۔ آج وہاں کروڑوں کی تعداد میں حرامی نسل تیار ہو چکی ہے جو ماں باپ کی سچی محبت اور تربیت نہ ملنے کی وجہ سے شدید ذہنی عدم

توازن کا شکار ہے۔ وہ لوگ تو اب واپسی کا سوچ رہے ہیں۔ لیکن یہاں کے کاٹھے انگریز اور پادری مسلمان نسلوں کو بھی اس تباہی کا شکار کر دینا چاہتے ہیں۔

نام نہاد دعائیہ وشفائیہ تقریب:

قارئین کرام! سٹیج پر گانوں اور ڈانس کے دوران ہم ذرا دور سٹالوں پر چلے گئے تھے تو سٹالوں کے اس جائزے کے دوران گانوں کا یہ طویل پروگرام بالآخر ختم ہوا اور اب ڈاکٹر راک لی کا ایک لمبا تعارف کروایا گیا کہ وہ مختلف ملکوں میں ایک عرصے سے ایسی شفائیہ عبادات کروا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے بڑے بڑے واقعات سنائے گئے کہ کس طرح ان کی دعا سے ناقابل علاج مریض صحت یاب ہو گئے۔ مقصد یہ تھا کہ سامعین ذہنی طور پر ان سے اچھی طرح مرعوب ہو جائیں۔ اس دوران مسیح کی جے کے نعرے بھی لگوائے جاتے رہے۔ پھر راک لی نے آ کر کورین زبان میں طویل دعا کی جس کا ساتھ ساتھ انگریزی اور اردو میں ترجمہ کیا جاتا رہا۔ اس میں بھی عیسی علیہ السلام کو خداوند اور اللہ کا بیٹا کہہ کر اور دیگر شرکیہ الفاظ کے ساتھ دعا کی گئی۔ مریضوں کو ہدایت کی گئی کہ جسم کے جس حصہ میں مسئلہ ہو وہاں ہاتھ رکھ کر کھڑے رہیں۔ دعا کے بعد سٹیج پر چند مریضوں سے اعلانات کروائے گئے کہ انہیں پہلے فلاں فلاں بیماری تھی اور اب وہ خود کو پہلے سے بہتر محسوس کرتے ہیں۔ ایک مریض عورت نے کہا کہ وہ پہلے سر درد کی مستقل مریضہ تھی لیکن اب وہ بہتر محسوس کرتی ہے۔ ایک معذور بچی کے متعلق بتایا گیا کہ یہ پہلے چل نہیں سکتی تھی۔ اب دیکھئے خود چل رہی ہے۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ اس بچی کو دو بندوں کے ذریعے پکڑ کر سب کے سامنے زبردستی چلوایا جا رہا تھا لیکن پھر بھی پوری ڈھٹائی سے کہا جا رہا تھا کہ یہ خود چل رہی ہے۔ آخر میں اسے چھوڑا گیا تو وہ بڑی مشکل سے لنگڑاتی ہوئی سٹیج سے باہر گئی۔ ایسا ہی انداز دوسرے لوگوں کے ساتھ اختیار کیا گیا۔ ایک شخص کے متعلق بتایا گیا کہ یہ مسلمان ہے اور یہ بھی اب خود کو تندرست محسوس کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سٹیج پر لوگوں کا اس قدر رش اکٹھا کیا گیا تھا کہ کوئی صحیح صورتحال مشکل سے ہی دیکھ سکتا تھا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ چند مریضوں کو بہتری محسوس ہوئی تو یہ کسی

کے حق پر ہونے کی دلیل نہیں ہوتی۔ ہپناٹزم' کالا علم' جادو وغیرہ کے ذریعے ایسے کرشمے دنیا میں ہر جگہ لوگ دکھا لیتے ہیں۔ نظر بندی تو ویسے بھی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ابھی حال ہی میں بھارت کے ایک جادوگر نے لوگوں کی نظروں سے تاج محل غائب کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر یہ شفائیہ طریقے اتنے درست ہیں تو پھر ان عیسائیوں کو سب سے پہلے یورپ و امریکہ میں اپنے بڑے بڑے ہسپتال بند کرانے چاہئیں۔ پہلے وہ اپنے عیسائیوں کا علاج کریں۔ پھر مسلمانوں کی فکر کریں۔ لیکن ان سب باتوں سے قطع نظر ذرا غور کیجئے، گارڈن لنڈسے (Gordon lindsay) اپنے ایک کتابچہ" آپ کیونکر شفا پا سکتے ہیں۔" (How you Can be healed) میں مسیحیوں کو کیا ہدایات دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

" اگر لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کیسے ہیں۔ انہیں بتائیں کہ آپ خدا کے کلام کے مطابق شفایاب ہو گئے ہیں' کبھی یہ نہ کہیں کہ آپ کچھ برا محسوس کرتے ہیں یا کچھ بھی واقع نہیں ہوا۔"

(مترجم نعیم پرشاد ص25 ناشر وائس آف کیلوری ورلڈ مشن ان پاکستان)

اب سوچئے کیا اس ہدایت کے بعد اس شفائیہ ڈرامے میں کوئی حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ اگر مسیحی یہ کہیں کہ ہمیں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہر وقت بہتر ہی کہنا چاہئے تو یہ تعلیم تو ہر مذہب دیتا ہے۔ پھر یہ شفائیہ ڈرامہ اور معجزے دکھانے کے دعوے کرنے والی کون سی قابل تخصیص بات رہ گئی ہے۔ قارئین محترم! دوسری طرف عملاً صورتحال یہ تھی کہ ہمارے اردگرد کتنے ہی معذور لوگ موجود تھے' وہ دعا سے پہلے بھی جس طرح آئے تھے' اسی طرح جا رہے تھے۔ کوئی بیساکھیوں پر جا رہا تھا' کوئی وہیل چیئرز پر اور کسی کو لوگ کندھوں پر اٹھا کر دل شکستہ ہو کر واپس جا رہے تھے۔ ہم نے وہاں سات آٹھ ایسے معذوروں سے دریافت کیا کہ آپ کو کچھ فرق پڑا ہے تو ان سب کا جواب مکمل نفی میں تھا۔ اس اثناء میں ٹانگوں سے معذور بیساکھیوں پر واپس جاتے ہوئے ایک شخص سے بات ہوئی تو معلوم ہوا وہ مسلمان ہے اور گوجرانوالہ سے آیا ہے۔ اس نے بھی بتایا کہ اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب میں نے اسے بہت کوسا اور شرم دلائی کہ دنیا میں تو یہ تکلیف عارضی تھی لیکن تم نے آخرت بھی گنوا دی اور دنیا میں بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ خسر الدنیا و الآخرة ۔

دعا جب ختم ہوئی تو اس کے بعد معذوروں اور بیماروں کی بڑی تعداد سٹیج پر چڑھ رہی تھی اس خیال سے کہ دعا سے تو انہیں فائدہ نہیں ہوا لیکن اگر راک لی خود ہمارے جسم پر ہاتھ پھیر دیں تو شاید شفاء مل جائے۔ لیکن سٹیج پر سے بھی یہ لوگ مایوس ہو کر واپس پلٹ رہے تھے کیونکہ راک لی صاحب کا شو ختم ہو چکا تھا اور اب وہ تیزی سے لوگوں کی بھیڑ سے رستہ بنا کر باہر نکل رہے تھے اور بالآخر وہ سٹیج کے پچھلے حصے سے نکل کر اپنی کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔

قارئین کرام! شفا کا یہ ڈرامہ صرف ان شفائیہ عبادات میں نہیں بلکہ ایک عرصے سے مسیحیوں کے مشنری ہسپتالوں میں بھی کیا جا رہا ہے۔ وہاں لاچار غریب مسلمانوں کو بلینک ٹیبلٹ اور خوش رنگ مکسچر دیا جاتا ہے جس میں حقیقتاً کوئی دوائی شامل نہیں ہوتی اور پھر کہا جاتا ہے کہ اپنے اللہ اور محمد ﷺ کا نام لے کر استعمال کرو۔ ظاہر ہے جب اسے آرام نہیں آتا تو پھر اصل دوائی لا کر کہا جاتا ہے کہ اب یسوع کا نام لے کر استعمال کرو۔ اسے آرام آ جاتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے' یسوع مسیح خداوند ہے۔ اس نے تمہیں شفا دی ہے۔ اور یوں وہ لوگوں کو مرتد کر کے عیسائی بنا لیتے ہیں۔

عیسائیوں کے ایسے ہی شرکیہ ڈراموں پر قرآن میں اللہ نے فرمایا:

﴿واذقال الله یعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون الله قال سبحنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق﴾

''اور جب (قیامت کے دن) کہے گا اللہ' اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ وہ کہیں گے' تو پاک ہے (اس شرک سے) مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جو ناحق ہے۔'' (المائدہ۔ 116)

قارئین کرام! اقلیتوں کی تنظیمیں یوں تو رونا روتی ہیں کہ ہمیں پاکستان میں مذہبی آزادیاں حاصل نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس قدر مذہبی آزادیاں بلکہ مذہبی ڈرامے کی آزادی انہیں پاکستان میں حاصل ہے' کسی اور ملک میں نہیں۔ آج سے بہت عرصہ پہلے ڈاکٹر گلیمن پاکستان آیا تو اس نے عیسائی مشنریز کی آزادانہ تبلیغ دیکھ کر کہا تھا کہ اس نے کبھی ایسی مسلم مملکت نہیں دیکھی جہاں عیسائیت کی تبلیغ اتنی کھلے عام ہوتی ہو جتنی پاکستان میں ہوتی ہے۔ لیکن اب پاکستانی حکام کو

بھی غور کرنا چاہئے کہ کیا آزادی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ سادہ لوح افراد کو بے وقوف بنا کر انہیں عیسائی بناتے پھریں۔ ایسے فراڈ اور دھوکہ دہی پر پابندی ہونی چاہئے۔ اہم بات یہ ہے کہ کرسچین کمیونٹی کے بھی بہت سے افراد اسے ڈرامہ کہتے ہیں۔ نیشنل کرسچین لیگ پاکستان کے صدر اور چرچ کونسل آف پاکستان کے ماڈریٹر جیمز صوبے خان نے ہمیں بتایا کہ شفائیہ کروسیڈ محض فراڈ ہے اور ان کا مقصد غیر ملکی مشنری تنظیموں سے ڈالر کمانا ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر جان نثار آصف گولڈ میڈلسٹ (ستارہ سماج) سرپرست اعلیٰ ادارہ ابن مریم پاکستان نے ایک ملاقات میں بتایا کہ وہ اس شفائیہ کروسیڈ میں خود موجود تھے۔ لیکن انہوں نے کسی معذور یا بیمار کو صحتمند ہوتے نہیں دیکھا۔ گھر کے ان ذمہ دار افراد کی گواہیوں اور دیگر ٹھوس حقائق کی موجودگی میں ضروری ہے کہ ان شفائیہ اجتماعات پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ سوچنے کی بات ہے' کیا عیسیٰ علیہ السلام سمیت کسی نبی نے دعا کو یوں اپنا کاروبار اور تماشا بنایا تھا۔ بڑے بڑے اجتماعی شفائیہ پروگرام کیے تھے؟ یقیناً انبیاء اور اولیاء مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ انہوں نے معجزے بھی دکھائے لیکن انہوں نے اس کو اپنی دعوت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ وہ اگر صرف یہی کہہ دیتے کہ وہ دعا کے ذریعے ہر مریض کو شفا دے دیں گے تو پھر انہیں اپنی دعوت میں اس قدر تکلیفیں نہ اٹھانا پڑتیں۔ اپنے جسم نہ کٹوانے پڑتے۔ ساری دنیا ان کی مرید ہوتی۔ پھر نوح علیہ السلام کو 9 سو سال تک یوں اس قدر محنت نہ کرنا پڑتی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مخالفین یہودی صلیب پر نہ چڑھاتے۔ ایوب علیہ السلام خود برسہابرس تک بیمار نہ رہتے۔ یہ انبیاء تو معجزہ بھی بڑی مشکل سے اور بڑے مطالبوں پر دکھاتے کیونکہ ان کے نزدیک معجزہ حق کی بنیادی دلیل نہیں تھی۔ اصل دلیل ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ کس کے پاس توحید کا پیغام ہے۔ جو توحید پر نہیں' وہ جتنے چاہے کرشمے دکھالے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے مسلمانوں میں ایک پیر سپاہی بھی ایسے ڈرامے کرنے میں پورے ملک میں مشہور ہوگیا۔ وہ بھی اسی طرح سڑکوں اور کھلے عام مقامات پر لوگوں کو اکٹھا کرتا۔ لوگوں سے کہتا کہ وہ پانی کی بوتلیں بھر کر لائیں۔ وہ سپیکر پر ایک ہی

پھونک مارے گا۔سب کے پانی میں دم ہو جائے گا اور اسے جس بیماری میں بھی استعمال کریں' شفاء ہوگی۔اس کے مرید عام لوگ ہی نہیں' بڑے بڑے دانشور' آفیسرز اور آرمی کے عہدے داران بھی تھے۔اس وقت بھی بہت سے لوگ کہتے تھے کہ انہیں شفاء ہوگئی ہے مگر بالآخر لوگوں کو یہ ڈرامے بازی سمجھ آ گئی۔اور یوں اس کا کاروبار ٹھنڈا پڑ گیا۔بعدازاں وہ خود بھی تائب ہو کر الحمد للہ متبع سنت بن گیا۔

ہمارا تو حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ ایسے شعبدے دکھانے والے اور لوگوں کی دولت وایمان کو لوٹنے والے مسلمانوں اور مسیحیوں دونوں کے بابوں اور پادریوں پر پابندی لگائے۔فراڈ سے لوگوں کو گمراہ کرنا سب سے بڑا جرم ہے اور اس کی سخت سے سخت سزا نافذ ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے اور اس پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین

کالے پیلے عاملوں کی وارداتیں اور ان کا خوفناک انجام

قارئین کرام! جیسا کہ ہم گزشتہ سطور میں نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ذکر کر چکے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں چار جاہلیت کی باتیں ایسی ہیں کہ انہیں نہ چھوڑیں گے۔(مسلم کتاب الجنائز باب الشدید فی النیاحۃ)

ان چار چیزوں میں ستاروں پر اعتقاد رکھنا بھی شامل ہے۔یعنی یہ امت تمام تر جدید ترقیوں کے باوجود توہم پرستی کے امور کو کبھی نہ چھوڑے گی......

یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟ جیسی خرافات اور توہم پرستی:

توہم پرستی کا سب سے بڑا ذریعہ ہمارے ہاں آج کل یہ نجومی اور عامل پیر فقیر ہی ہیں...... کہیں ستاروں کے حساب کے نام پر لوگوں کو ان کی قسمت کی خبر دی جاتی ہے' ہر ایک شخص کو اس کے نام اور تاریخ پیدائش کے لحاظ سے اس کے مخصوص ستارے کا نام بتایا جاتا ہے اور پھر ہماری نئی نسل کے ماڈرن لوگ بڑے شوق سے ایک دوسرے کو اپنا تعارف کراتے ہوئے جہاں دیگر باتیں بتاتے ہیں' وہاں یہ بھی بتاتے ہیں کہ ان کا ستارہ کون سا ہے؟ کوئی اپنا ستارہ عقرب یعنی بچھو (Scorpion) بتاتا ہے تو کوئی سرطان (Cancer) کوئی خود کو حمل یعنی مینڈھا (Aries)

کہلاتا ہے تو کوئی جدی یعنی بکری (Capricorn or goat) اور کوئی ثور یا بیل (Taurus) کہلاتا ہے تو کوئی قوس (Archer) یعنی ایسا انسان جس کا دھڑ گھوڑے کا ہو اور سر انسان کا ہو وغیرہ وغیرہ۔ ان ستاروں کے نام پر دکانوں سے بڑے خوبصورت اور چمکدار سٹکرز وغیرہ بھی ملتے ہیں جنہیں یہ ماڈرن لوگ اپنی گاڑیوں‘ گھروں اور فائلوں‘ کتابوں وغیرہ پر بڑے فخر سے لگاتے ہیں۔ باہمی شادیوں کے لئے بھی کوشش کرتے ہیں کہ لڑکے لڑکی کا سٹار ایک جیسا ہوتا کہ وہ یہ گمراہ کن فقرہ کہہ سکیں کہ دونوں کے ستارے بھی آپس میں ملتے ہیں۔ انہی ستاروں کے نام پر یہ لوگ اخباروں رسالوں میں وہ مشہور کالم پڑھتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ ’’آپ کا یہ ہفتہ کیسا گزرے گا؟‘‘ فطری بات ہے کہ اگر کسی کو پتہ لگ جائے کہ اس کا یہ ہفتہ اچھا نہیں گزرے گا اور وہ جو بھی کام کرے گا‘ اس میں اسے ناکامی ہوگی تو سوچیے کہ انسان کیا عضو معطل ہو کر نہیں بیٹھ جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی کو یقین ہو جائے کہ اس کا یہ ہفتہ ہر صورت اچھا ہی گزرنا ہے اور حالات اس کے حق میں رہیں گے تو پھر وہ لوگوں کے ساتھ جو چاہے زیادتی اور جائز وناجائز کرتا پھرے گا کیونکہ اسے یقین ہوگا کہ نتیجہ تو اس کے حق میں ہی رہنا ہے۔ غرض توہم پرستی کے انہی خطرناک نتائج سے انسانیت کو بچانے کے لئے رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کاہن (غیب کی خبر دینے والے نجومی‘ دست شناس‘ عامل وغیرہ) کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کیا (احمد)

بیمار صحابیہ رضی اللہ عنہا کا روشن اسوہ:

توہم پرستی کا دوسرا بڑا اور زیادہ خطرناک ذریعہ کالے پیلے عملیات کرنے والے عامل اور پیر‘ فقیر حضرات ہیں۔ یہ زیادہ خطرناک ذریعہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ دیندار لوگوں کی اکثریت انہی کے چنگل میں زیادہ پھنستی ہے۔ کچھ تو ایسے عمل اور وظائف کراتے ہیں جن میں واضح طور پر شرک کی آمیزش ہوتی ہے اسے کالا علم‘ شیطانی علم یا کالا جادو کہا جاتا ہے اور کچھ لوگ قرآنی آیات کی آڑ میں جن نکالنے کے نام پر بدعیہ اعمال و وظائف کراتے ہیں جنہیں عام آدمی سمجھ نہیں سکتا

اسے نوری علم مشہور کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ نے غیر شرکیہ دم کرنے کی اجازت دی ہے لیکن ایک معمولی اجازت سے اس قدر فائدہ اٹھانا کہ انسان کے شب و روز اسی کام میں صرف ہونے لگیں' کالے اور نوری علم کے نام پر وہ باقی حقوق اللہ اور حقوق العباد سے کٹ کر رہ جائے اور اس کام کی باقاعدہ دکان بنا کر بیٹھ جائے تو اس کی اجازت کم از کم شریعت محمدیہ ﷺ اور سیرت نبوی ﷺ میں کہیں نہیں ملتی۔ یہ دم جھاڑ کا کام آپ ﷺ کے ہاں اس قدر پسندیدہ ہوتا تو آپ ﷺ اس صحابیہ خاتون کے لئے ضرور ایسا کچھ عمل کرتے جسے شدید دورے پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ سر بازاران کا کپڑا بھی اٹھ جاتا تھا۔ ان کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ وہ خاتون آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنا یہ مسئلہ لے کر آئیں تو آپ ﷺ نے اسے صرف صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ تیرے اس صبر کے عوض تجھے جنت میں جگہ ملے گی...... پھر وہ صبر و رضا کی پیکر عظیم صحابیہ خاتون صرف اس بات پر راضی ہوگئی کہ اس کے لئے اتنی دعا کر دی جائے کہ دورے کے دوران کم از کم اس کا کپڑا نہ اٹھے چنانچہ آپ ﷺ نے یہ دعا کر دی۔

(بخاری کتاب المرضاء باب :٦،مسلم کتاب البر والصلہ حدیث :٥٤)

اب دیکھئے آج کا کوئی کالے پیلے عمل کرنے والا عامل' پیر' فقیر ہوتا تو وہ لازماً اس صحابیہؓ خاتون میں کسی جن اور آسیب کا سایہ ثابت کر دیتا۔ لیکن آپ ﷺ نے کسی بھی بیمار اور پریشان شخص کو اس چکر میں نہیں ڈالا۔ آپ ﷺ نے مسائل کے حل کے لئے شرعی اور غیر شرعی تمام طریقوں کی کھلی چھٹی نہیں دی۔ آپ ﷺ نے جنوں کے وجود کو برحق ضرور قرار دیا اور شیطان اور شریر جنوں کی شرارتوں سے بچنے کے لئے تمام ضروری اور مسنون اذکار بھی بتا دیئے لیکن نبی ﷺ نے اس آڑ میں ان لمبے چوڑے تصوراتی اور توہماتی اعمال کی بنیاد نہیں رکھی جن کے ذریعے لوگ غیب کی سچی جھوٹی خبریں معلوم کریں' پھر انہی پر اعتقاد کر کے اپنی زندگی کے امور چلائیں اور اپنے مسائل اور بیماریوں کے حل کے لئے لمبے لمبے وظیفے اور چلّے کریں جس سے انسان اپنے روزمرہ معاشرتی فرائض ہی ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ اگر لوگوں کے مسائل حل کرنے کا یہ طریقہ درست ہوتا تو آپ ﷺ سب سے پہلے انہیں ہی اختیار کرتے۔ انسانوں

کی بڑی تعداد ہر دور میں بیماریوں اور مالی و دیگر پریشانیوں میں مبتلا رہی ہے...... آپ ﷺ چاہتے تو لوگوں کو ایسے عملیات بتا دیتے' چاہے وہ قرآنی اور نوری ہی ہوتے جن کے ذریعے ہر ایک کا مسئلہ حل ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ کو دعوت و تبلیغ اور جہاد کی اتنی مشقتوں سے نہ گزرنا پڑتا اور لوگ اپنے مسائل حل کرا کر خود بخود آپ ﷺ کے مرید اور حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے لیکن آپ ﷺ نے ایسا کام نہ کیا۔ نہ کالے علم کے نام پر نہ نوری علم کے نام پر۔ بلکہ آپ ﷺ تو کافروں کے زبردست اصرار کے باوجود معجزہ بھی بمشکل ہی کبھی دکھاتے تھے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کے پاس مافوق الاسباب طریقوں سے اپنے مسائل کے حل کرانے والوں کا کبھی کوئی ہجوم نظر نہ آیا لیکن آج کالے اور نوری علم کے نام پر عملیات کرنے والوں کے پاس لوگوں کا تانتا بندھا ہوتا ہے۔

شرطیہ عیسائی عامل اور مسلمان:

آج لوگوں کی جہالت کا عالم تو یہ ہے کہ وہ اپنے مسائل کا ہر صورت حل چاہتے ہیں۔ چاہے اس کے لئے انہیں کتنا ہی غیر شرعی اور شرکیہ طریقہ اختیار کرنا پڑے' اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آج کل اخبارات میں ایک ایسے عامل کا اشتہار بھی آنے لگا ہے جو خود کو شرطیہ عیسائی عامل لکھتا ہے...... اور عیسائی عامل ثابت نہ ہونے پر انعام کا بھی اعلان کرتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں عیسائی حضرات خود کو عیسائی کم ہی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ عموماً اقلیت پر ایک نفسیاتی اثر ہوتا ہے۔ لیکن اس عیسائی عامل کو یقین ہے کہ لوگ اس کے پاس ہی آئیں گے کیونکہ لوگوں کو تو ہر صورت اپنے مسائل کا حل چاہئے۔ اس کے لئے انہیں چاہے شرک کرنا پڑے' چاہے کالے علم اور کالے جادو یا نام نہاد نوری علم سمیت کسی بھی ذریعے کو اختیار کرنا پڑے' ان کی بلا سے۔ انہیں اپنے عقیدہ' مذہب اور ایمان کی کوئی پروا نہیں۔ لوگوں کو چونکہ کالے علم اور کالے جادو کی کاٹ پر زیادہ یقین ہے' شیطان صفت لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے شیطانی کاموں کے لئے شیطان ہی ان کی مکمل مدد کر سکتا ہے' اس لئے وہ کھل کر شیطانی علم کے حامل عامل

سے ہی اپنے مسئلے کا حل چاہتے ہیں اور ایک غیر مسلم عامل پر انہیں پورا یقین ہوتا ہے کہ اسی کے پاس یہ شیطانی اور کالا علم ہوگا کیونکہ مسلمان عامل کوئی شرکیہ کام کرتے ہوئے پھر بھی تھوڑا بہت جھجھک سکتا ہے لیکن ایک غیر مسلم کو کیا پروا۔ چنانچہ لوگ ایسے عیسائی عامل کے پاس جا رہے ہیں اور وہ بھی انہیں ڈنکے کی چوٹ پر شرک کی طرف بلا رہا ہے۔ یہ آج مسلمانوں میں جہالت' حرص و ہوس اور توہم پرستی کی انتہا ہے۔

ایسے ہی کالے پیلے عملیات کرنے والوں کے نت نئے طریق واردات اور پھر ان عاملوں اور ان کے مریدوں کا عبرتناک انجام سردست ہمارا موضوع ہے تاکہ عوام مال و ایمان کے ان لٹیروں سے خبردار رہیں اور ان کے انجام سے عبرت پکڑیں۔ آیئے مختلف ذرائع سے جمع شدہ یہ چشم کشا اور عبرتناک رپورٹیں ملاحظہ کریں۔

آیات لکھے تعویزوں پر جوتے مار کر علاج کرنے والا عامل پیر:

کچھ عرصہ قبل پولیس نے ایک ایسے پیر کو پکڑا جو قرآنی آیات پر نعوذ باللہ جوتے مار کر علاج کرتا تھا۔ تفصیلات کے مطابق لاہور میں نشاط کالونی میلاد چوک میں بیوٹی ہیئر ڈریسر کے مالک محمد ارشد کی بیوی نائلہ ارشد کے پیٹ میں درد رہتا تھا جس کا علاج کرنے کے لئے نائلہ کے سسر بشیر احمد نے اسے کسی پیر سے علاج کروانے کا مشورہ دیا۔ نائلہ کا خاوند محمد ارشد اسے نشاط کالونی کے آخری بس سٹاپ کے قریب کوارٹروں میں رہائش پذیر بار لیش امیر علی کے گھر لے گیا اور بیوی کی تکلیف کے بارے میں بتایا۔

امیر علی نے محمد ارشد کے گھر آ کر پانی کی بوتل دم کر کے دی اور کہا' گھر میں اس پانی کا چھڑکاؤ کرو' کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ پیر نے محمد ارشد سے کہا کہ بکرے کا پانچ کلو گوشت قبرستان میں رکھ آؤ' اسے بلائیں کھا جائیں گی۔ تمہیں ایک لفظ بتاؤں گا' وہ پڑھتے ہوئے قبرستان میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ سے تمہیں خوف نہیں آئے گا۔ ارشد کے والد بشیر احمد نے پیر کو بتایا کہ ارشد کو اندھیرے سے خوف آتا ہے۔ وہ قبرستان کیسے جائے گا۔ امیر علی نے کہا

کہ مجھے 200 روپے دے دو۔ میں خود ہی گھر میں میٹھی چیز پکا کر کسی میدان میں رکھ دوں گا۔ ارشد نے اسے پیسے دے دیئے۔ امیر علی نے نائلہ کو چند تعویز دیئے اور کہا کہ ان کو پکڑ کر مٹھی میں بند کر لینا...... آدھ آدھ گھنٹے بعد ان تعویزوں کو دونوں ہاتھوں میں بدلتی رہنا۔ جب 12 بج جائیں تو ان تعویزوں کو زمین پر رکھ کر 21 جوتے مارنا۔ اس طرح تمہارے پیٹ کی تمام تکلیفیں ختم ہو جائیں گی۔ اسی رات اچانک نائلہ کے پیٹ میں شدید درد اٹھا۔ شوہر نے اس سے تعویز لے کر جیب میں ڈال لئے اور بیوی کو قریبی عائشہ کلینک لے گیا جہاں نائلہ کو داخل کر لیا گیا۔ اس کے میڈیکل ٹیسٹ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ اس کے معدے میں سوزش کی وجہ سے درد ہوتا ہے۔ نائلہ کو ڈرپ لگا دی گئی۔ ارشد بھی بیوی کے پاس ہسپتال میں ٹھہر گیا۔ اس کا چچازاد بھائی مسعود حسین بھی ہسپتال آ گیا۔ ارشد نے تعویز دکھائے' مسعود نے تعویزوں کو دیکھا تو ان پر قرآنی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ ارشد اسی وقت اپنے کزن کو لے کر اپنی دکان کے قریب ایک دکان کے مالک ریاض علی کے پاس آیا' ریاض ان تعویزوں کو محلے کی مسجد حیات الاسلام کے خطیب حافظ قاری عنایت اللہ کے پاس لے کر چلا گیا اور قاری کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ قاری عنایت اللہ نے جوتیاں مارنے کی تصدیق کرنے کے لئے ارشد اور ریاض کو جعلی پیر کے پاس بھیجا۔ انہوں نے امیر علی کو بتایا کہ آپ کے تعویزوں سے میری بیوی کو آرام آ گیا ہے جس پر امیر علی نے کہا کہ آپ تعویزوں کو جتنی زیادہ جوتیاں مارو گے' اتنی جلدی تمہاری بیوی تندرست ہو جائے گی۔ ریاض اور ارشد دوبارہ خطیب کے پاس گئے جس نے رات گئے محلے داروں کو اکٹھا کیا اور پیر کو اس کے گھر سے اٹھا کر گاڑی میں ڈال کر تھانہ جنوبی چھاؤنی کی پولیس کے حوالے کر دیا۔ یہ واقعہ یکم ستمبر 2000ء کو پیش آیا۔

جنسی بھیڑیئے عامل پولیس کو باقاعدہ منتھلی دیتے ہیں......

شوہروں کو راہ راست پر لانے کی خواہش مند عورتیں زیادہ شکار بنتی ہیں

جنسی بھیڑیئے نوسرباز عاملوں کو پولیس کی مکمل سرپرستی حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ

کھلے عام لوگوں کو لوٹنے اور شریف گھرانوں کی لڑکیوں کی عزتیں پامال کرنے کا مکروہ دھندہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر عامل اپنے علاقہ کے ایس ایچ او کو باقاعدہ منتھلی دیتا ہے اور اگر ان کے ہاتھوں لٹنے والا شخص تھانے میں شکایت کرے تو اسے پولیس اہلکار ڈرا دھمکا کر باہر نکال دیتے ہیں۔ نوسر باز عاملوں کی بڑی تعداد پریشان حال مرد و خواتین کو کچھ دیر بعد جھوٹا حساب لگا کر یہ کہتے ہیں کہ تمہارے جسم میں زہر پھیل چکا ہے اور تمہارے دشمنوں نے تم پر اتنے زبردست تعویز کروائے ہیں کہ تم دو دن بعد مر جاؤ گے۔ یہ سن کر ہر شخص پریشان ہو جاتا ہے اور اس کا حل پوچھتا ہے تو نوسر باز عامل بھاری رقم کا مطالبہ کر دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے عمل کے بعد تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ نوسر باز عاملوں کا شکار زیادہ تر امیر گھرانوں کی خواتین بنتی ہیں جو اپنے عیاش شوہروں کو راہ راست پر لانے کے لئے ان نوسر باز عاملوں سے رابطہ کرتی ہیں۔ بعد ازاں انہیں نہ صرف اپنی عزت گنوانا پڑتی ہے بلکہ ہزاروں روپے بھی ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر لٹا بیٹھتی ہیں۔ نوسر باز عامل ان خواتین کو مستقل بلیک میل کرنا شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے مذکورہ خواتین ان کی ہر جائز و ناجائز خواہشات پوری کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

ایک ایک عامل کی کئی برانچیں...... الوؤں کے خون سے تعویز:

عاملوں نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے کیا کیا حربے اختیار کر رکھے ہیں' اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ان عاملوں نے صوبائی دارالحکومت لاہور میں لوگوں کو لوٹنے کے لئے علیحدہ علیحدہ شاخیں قائم کر رکھی ہیں جبکہ ہر شاخ کا نام بھی مختلف ہے۔

تفصیلات کے مطابق شہر بھر میں پھیلے ہوئے نوسر باز عاملوں اور نجومیوں نے زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کے لالچ اور اپنی ہوس مٹانے کے لئے مختلف شاخیں قائم کر رکھی ہیں اور ہر شاخ میں اپنا کوئی عزیز بٹھایا ہوتا ہے یا پھر کوئی چیلا وہاں موجود ہوتا ہے جو پریشان حال لوگوں کو گھیرنے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ ہر نوسر باز عامل اور نجومی کا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا طلسم کدہ اس کے پاس ہے اور صرف وہی الوؤں کے خون سے تعویز بناتا ہے جبکہ ان ''نوسر باز'' عاملوں نے یہ بھی

دعویٰ کر رکھا ہے کہ وہ ایشیا میں تہلکہ مچا چکے ہیں۔ جبکہ کچھ اپنے آپ کو فخر بنگال قرار دیتے ہیں۔ ان نوسر باز عاملوں کے مطابق کالا علم صرف وہی جانتے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد بھی یہی کام کرتے تھے۔ انہیں جو علم آتا ہے' وہ انہیں اپنے بزرگوں سے ملا ہے۔

متعدد عامل حکمت میں ناکامی کے بعد اس پیشے میں آئے:

عاملوں کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان میں ایسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہے جو دراصل پہلے حکیم تھے لیکن جب انہیں حکمت کے کام میں ناکامی ہوئی تو پھر انہوں نے کالے پیلے عملیات' تعویزات اور جن نکالنے کا دھندا شروع کر دیا۔ کئی ایسے عامل ہیں جنہوں نے حکمت اور عملیات دونوں پیشوں کو بیک وقت اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ لوگ پہلے کسی مریض کا دیسی طریقوں سے علاج کرتے ہیں اور پھر جب اس میں ناکامی ہونے لگتی ہے تو اس کا اعتراف کرنے کی بجائے وہ مریض کو یہ بتاتے ہیں کہ دراصل آپ پر کسی جن' آسیب یا جادو وغیرہ کا اثر ہے اور یوں وہ دونوں طریقوں سے لوگوں کو لوٹ لوٹ کر ان کا برا حال کر دیتے ہیں اور جب دونوں طریقوں سے بھی کچھ نہیں بنتا تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ شفاء تو اللہ کی جانب سے ہوتی ہے...... اللہ چاہے گا تو آپ کو شفاء ملے گی' ہم کیا کر سکتے ہیں۔ حالانکہ شروع میں وہ ایسی بات نہیں کرتے بلکہ بڑے بڑے دعوے کر کے مریض کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کے مسئلے کا حل ہے ہی ان کے پاس...... آیئے اب ایسے ہی کراچی کے ایک نوسر باز عامل و حکیم کے بارے میں روزنامہ امت (11-12-2002) کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں۔

عیسائی عامل و حکیم اور پیر سوہنا مسیح:

کراچی کے عامل حکیم مقدم شاہ عرف سوہنا مسیح عرف یونس مسیح نے عیسیٰ نگری کے آستانے میں مطب بھی بنایا ہوا ہے جہاں مختلف امراض میں مبتلا لوگوں سے علاج کے نام پر بھاری رقوم بٹوری جاتی ہیں۔ اس عامل و حکیم کو گلشن اقبال ٹاؤن کے ایک پولیس افسر کی سرپرستی حاصل ہے۔

ذرائع کے مطابق یونس مسیح گزشتہ 8 سال سے حکیم و عامل بن کر لوگوں کو لوٹ رہا ہے۔ عیسیٰ نگری سے قبل لیاقت آباد میں عامل سوہنا مسیح کے نام سے آستانہ چلاتا تھا تاہم 8 سال قبل عیسیٰ نگری کے علاقے میں اس نے ماہانہ 3 ہزار روپے کرائے پر دکان حاصل کر کے عامل سوہنا مسیح کے نام سے آستانہ اور پیر مقدم شاہ کے نام سے مطب چلانا شروع کر دیا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ یونس مسیح عملیات و تعویزات کے علاوہ مختلف امراض میں مبتلا لوگوں سے علاج کے نام پر بھاری رقوم وصول کرتا ہے جبکہ اس نے اپنے آستانے کے باہر چند جرائم پیشہ افراد کو بھی بٹھا رکھا ہے جو رقم کی واپسی کا تقاضہ کرنے والے گاہکوں کو تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ یونس مسیح کے آستانے پر علاج کے لئے آئے ہوئے ایک شخص اسلم کے مطابق اسے گردوں میں پتھری کی شکایت ہے جس کے لئے وہ پیر مقدم شاہ کے پاس آیا تھا۔ اسلم کے مطابق پیر مقدم شاہ عرف یونس مسیح نے اس سے ڈھائی سو روپے معائنہ فیس وصول کی اور اسے دم کیا ہوا پانی' شکر اور چند دوائیں دے کر دوبارہ معائنے کے لئے ایک ہفتے بعد بلایا حالانکہ اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔

تحقیقات کے مطابق جعلی عامل سوہنا مسیح عرف پیر مقدم شاہ عرف یونس مسیح فیصل آباد کا رہنے والا ہے اور اس کے خاندان کے دیگر افراد بھی پنجاب اور کراچی کے مختلف علاقوں میں یہی کاروبار کر رہے ہیں۔ یونس مسیح پسند کی شادی' محبت میں ناکامی' بے روزگاری سے نجات اور دیگر گھریلو و کاروباری مسائل سے نجات کے لئے مختلف تعویزات و عملیات کے نام پر لوگوں کو بیوقوف بناتا ہے جبکہ پیر مقدم شاہ کے نام سے حکیم بن کر کینسر' گردوں و مثانہ میں پتھری' بلڈ پریشر ہر قسم کے جنسی امراض سمیت دیگر بیماریوں کے علاج کے نام پر لوگوں سے بھاری رقوم بٹور رہا ہے۔

ذرائع کا کہنا ہے کہ جعلی عامل و حکیم کو گلشن اقبال ٹاؤن انوسٹی گیشن پولیس کے ایک ڈی ایس پی کی سرپرستی حاصل ہے۔ ڈی ایس پی کا بیٹرانور عامل سے ہر ہفتہ 3 ہزار روپے بھتہ وصول کرتا ہے۔ جعلی عامل یونس مسیح کے آستانے سے شراب اور منشیات بھی فروخت کی جاتی ہے۔

پاکستان میں دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کا کاروبار تیزی سے فروغ پذیر

ان دیکھے موکل قابو کرنے کیلئے عاملوں کی مضحکہ خیز حرکات' کالی دیوی اور ہنومان کے جادو، سیہہ کا کانٹا' الّو' سور' انسانی لاش کی ٹانگ اور چیل کے انڈہ کی ہزاروں روپے میں فروخت۔ بی بی سی کی رپورٹ

پاکستان میں کالا جادو کرنے کا ڈھونگ کرنے والے نام نہاد جادوگر اور عامل' جادو پر یقین رکھنے والے معصوم لوگوں کی زندگیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اپنے دل میں اچھی بری ممکن ناممکن خواہشات لئے جادوگروں کے پاس جانے والے افراد ان شعبدہ باز جادوگروں کی انگلیوں پر کٹھ پتلیوں کی طرح ناچتے ہیں۔ 17 جولائی 2002ء کو بی بی سی نے اس بارے میں ایک رپورٹ جاری کی جس میں بتایا گیا ہے کہ برائی کے دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے اور ان دیکھے موکلوں کو قابو کرنے کے لئے جادوگروں کے ساتھ مل کر الٹی سیدھی حرکتیں کرتے ہیں۔ بعض عمل ایسے ہوتے ہیں جنہیں سن کر ہنسی آتی ہے تو بعض ایسے کہ کرنے والے کی عقل پر ماتم کرنے کو دل کرتا ہے۔ بسا اوقات انتہائی گھناؤنے کام کئے جاتے ہیں۔ چند جادو مقدس آسمانی کتابوں کے اوراق پر بیٹھ کر کئے جاتے ہیں۔ بعض کے لئے چالیس روز تک نجس رہنے کی شرط عائد کی جاتی ہے۔ کسی جادو کروانے والے کو سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے تو کسی کو بغیر بتائے اسی جانور کی ہڈیوں کا سفوف چٹایا جاتا ہے' کبھی کسی عورت کو قبرستان میں کسی تازہ مرے بچے کی نعش پر نہانے کا مشورہ دیا جاتا ہے تو کبھی کوئی عورت اندھیری رات میں دریا کے ویران کنارے نہلائی جاتی ہے۔ ایسی خبریں بھی ملیں کہ اولاد کے لئے کسی معصوم بچے کو قتل کرا کے اس کی نعش کے ذریعے جادو کیا گیا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں چوراسی قسم کے نام نہاد جادوئی عملیات مشہور ہیں۔ جبکہ انفرادی ذہنی اختراعات اس کے علاوہ ہیں۔ یہ عمل کالی دیوی' سارس وتی' ہنومان' بھیرو

اور کمچھیا دیوی کے نام پر کئے جاتے ہیں۔ کمچھیا اور کالی دیوی کا جادو صرف گند کھا کر ہوتا ہے۔ ایک عمل کے لئے مرد و عورت کا آپس میں گناہ کرنا ضروری ہے جبکہ بعض جادوئی تحریریں خون سے اور بعض انسانی غلاظت سے لکھی جاتی ہیں۔ جادو کرنے والوں کے مطابق ایک بکرے کی سری لے کر اس کی زبان کے نیچے تعویز رکھ کر پھر منہ کو سوئیوں سے بند کر کے کسی تندور یا چولہے کے نیچے دبا دیا جاتا ہے۔ جادوگر جھانسہ دیتا ہے کہ جس شخص پر یہ عمل کیا گیا' وہ آہستہ آہستہ موت کی طرف جانا شروع ہو گیا ہے۔ اسی طرح ایک جادوئی ہنڈیا ہوا میں اڑا کر مخالف کے گھر گرائے جانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور جھانسہ دیا جاتا ہے کہ اب اس گھر میں موت نے ڈیرے ڈال لئے۔ ایک اور جادو کے تحت کپڑے کا گڈا بنانے کے بعد اس کے سینے میں سوئیاں گھونپ کر چولہے یا تندور کے نیچے یا گندے نالے کے کنارے دبا دیا جاتا ہے تاہم اگر گڈے کو سوئیاں چبھوئے بغیر پنکھے سے لٹکا دیا جائے یا درخت سے باندھ دیا جائے تو پھر جادو کروانے والا' جادوگر کے دکھائے سبز باغ کے مطابق من پسند لڑکی کے اپنے قدموں میں گر جانے کا انتظار کرنا شروع کر دیتا ہے۔

بھیرو کے عمل کے مطابق بکرے کا ایک عدد ایسا دل ڈھونڈا جاتا ہے جس کو چرکا نہ لگا ہو۔ اس دل کی دونسوں میں تعویز لکھ کر ڈال دیئے جاتے ہیں' جس کے بعد اس میں تین' پانچ یا سات سوئیاں گھونپی جاتی ہیں۔ ہر ایک کا الگ الگ نتیجہ ہے جیسے کہ تین سوئیاں محبوب کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے' پانچ دلوں میں دوریاں ڈالنے کے لئے اور سات شدید نفرت پیدا کرنے کے لئے گاڑی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کے دیوتا ہنومان (بندر) کا عمل صرف معلومات کے حصول کے لئے کئے جانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ ایک اور عمل میں جادوگر روٹیوں پر تحریریں لکھ لکھ کر دریا میں ڈالتے ہیں اور ان کے بقول یا تو کسی کا رزق بند ہو جاتا ہے یا کھل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ جادوگر کسی ایسے ہندو مردے کی چتا کی چٹکی بھر راکھ بھی بھارت سے سمگل کرا کے پیش کر دیں گے جس ہندو نے زندگی بھر گوشت نہیں کھایا تھا' ان کا دعویٰ ہے کہ یہ راکھ جس کو بھی کھلائی جائے' وہ مر جاتا ہے۔

لاہور کے جادوگروں نے لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے بے شمار شعبدے ڈھونڈ رکھے ہیں۔ لاہور کا ایک عامل انڈہ توڑ کر اس میں سے سوئیاں نکالتا ہے تو دوسرا دہکتا کوئلہ ہتھیلی پر رکھ لیتا ہے۔ ایک عامل شوہر کو قابو کرنے کا تعویز سنکھیا سے لکھ کر دیتا ہے۔ بیوی ناسمجھی میں تعویز پانی میں گھول کر پلاتی رہتی ہے۔ نتیجہ میں شوہر بیمار پڑ جاتا ہے اور بیوی کے قابو میں آ جاتا ہے۔ بیوی اسے عامل بابا کی کرامت سمجھتی رہتی ہے۔ یہ جادوگر دنیا کا ہر کام کرا سکنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور شرط بھاری فیس کی ادائیگی ہے۔

لاہور کے جادوگر سیہہ کا کانٹا پانچ سو روپے' الو تین ہزار روپے تک' سور پانچ ہزار روپے تک' کستوری ڈیڑھ سے ڈھائی ہزار روپے تک تولہ' مکمل کالا بکرا ایک سے تین ہزار روپے تک' اونٹ کا دل پانچ ہزار روپے' انسانی مردے کی ٹانگ دس ہزار روپے اور بازو پانچ ہزار روپے' الو' چیل' عقاب وغیرہ کا انڈہ پانچ روپے اور غیر مسلم کنواری لڑکی کا پندرہ ہزار روپے تک (فی رات) میں خود ہی انتظام کر لیتے ہیں۔

لاہور کے ایک سابق پرائز بانڈ ڈیلر سعید کھوکھر نے انعامی نمبر لینے کے لئے کالا عمل کرنے والے ایک جادوگر بلے شاہ کو پچاس ہزار روپے کی ادائیگی کی۔ اس کی ہدایت پر چار بکرے' ایک کنواری غیر مسلم لڑکی اور دو من کوئلے لے کر اماوس کی رات جادوگر بلے شاہ کے ہمراہ دریائے راوی کے کنارے پہنچے۔ کشتی میں بیٹھ کر دریا کے درمیان گئے اور ایک قدرتی خشک حصہ میں پڑاؤ کیا۔ جادوگر نے کوئلے دھکائے' حصار بنایا' لڑکی سے زیادتی کی۔ پھر تلوار سے زندہ بکروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کوئلوں پر ڈالنا شروع کر دیئے۔ صبح اس نے ایک نمبر لکھ دیا جس کے مطابق سعید نے بازار سے دو لاکھ روپے کی پرچیاں خریدی لیکن نمبر نہ نکلا جس کے بعد اس نے جادو سے توبہ کر لی۔

ضعیف الاعتقاد بے اولاد خواتین کو اکثر اکیلے بلایا جاتا ہے۔ بے شمار خواتین نے صرف اس چکر میں اپنی عزتیں گنوائیں۔ بدکردار عامل' جادوگروں کے ہتھے چڑھ جانے والی بے شمار لڑکیاں جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس توہم

پرستی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ گذشتہ پانچ چھ سال سے تو ہم پرستی بے حد بڑھ گئی ہے۔

جادوگروں کے ستم کا انسانوں کے بعد سب سے بڑا نشانہ الو ہے۔ ویرانوں میں رہنے والے اس پرندے کے بارے میں جادوگروں نے یہ بات پھیلا دی ہے کہ الو کے خون میں لکھی گئی جادوئی تحریر کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ جادوگر کے ہاتھوں الو کی ہلاکت بھی بڑی اذیت ناک ہے۔

محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات نے کبھی اس جانب توجہ نہیں دی۔ ایک قسم کے جادو کے لئے الو کے بازو کے پر، پاؤں اور چونچ کالے دھاگے سے باندھ کر تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے جبکہ مختلف اوقات میں تعویذ لکھنے کے لئے اس کی ٹانگ میں بار بار زخم لگایا جاتا ہے۔ چھ سات بار خون نچڑ جانے کے بعد الو مر جاتا ہے۔ مرنے سے پہلے زندہ الو کی آنکھیں نکال کر کپڑے میں ڈال کر لٹکا دی جاتی ہیں اور خشک ہونے پر شراب میں پیس کر سرمہ بنا کر دیا جاتا ہے اور یہ جھانسہ دیا جاتا ہے کہ اسے روزانہ آنکھوں میں لگانے والا سات روز کے بعد جنس مخالف کو زیر کر کے اپنے مقاصد پورے کر لے گا۔ الو کی ہڈیوں کو جلا کر راکھ کا سفوف بنایا جاتا ہے جو مبینہ جادوئی تحریریں لکھنے کے کام آتا ہے۔ (تاہم اتنا کچھ کرنے کے بعد لوگوں کے ہاتھ کچھ نہیں آتا اور وہ اپنا مال و ایمان سب کچھ لٹا بیٹھتے ہیں)

عامل ایجنسیوں کا مخبر نکلا

ہمارے خلاف مہم چلانے والوں پر جادو کر دیں گے۔ جادوگر عاملوں کے پاس جانے والے بے شمار

اداکاروں، سیاستدانوں وغیرہ کا انکشاف

پولیس کو سالانہ 5 کروڑ ''منافع'' لاہور میں لوٹ مار کے 5 ہزار اڈے

گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول کے احکامات پر 17 جولائی 2002ء کو نوسر باز عاملوں اور نجومیوں کے خلاف آپریشن شروع ہوا تو لاہور کے 80 فیصد سے زائد عامل، نجومی اور جادوگر اپنے طلسم کدوں پر اپنے چیلے بٹھا کر زیر زمین چلے گئے۔ ان کے دفاتر پر

آویزاں بورڈ اتار دیئے گئے۔

پولیس کی بھاری نفری نے فیصل ٹاؤن میں مقیم نجومی کے دفتر پر چھاپہ مارا تو مذکورہ نجومی نے کہا کہ میں آپ کا اپنا ہی بندہ ہوں۔ یہ نجومی ایجنسیوں کے انفارمر کے طور پر بھی کام کر رہا تھا۔ اگلے مرحلے میں حکومت نے ایک خصوصی سکواڈ تشکیل دینے کا فیصلہ کیا جو لاہور کے قبرستانوں میں رات کی تاریکی میں عملیات کرنے والے افراد کا سراغ لگائے گی۔ نوسرباز نجومی' عامل اور جادوگر بھاری نذرانے کے عوض اپنے پاس آنے والوں کو ''زہریلے کیمیکل'' سے لکھے ہوئے تعویذ بھی دیتے ہیں' تعویذ حاصل کرنے والے انہیں اپنے مخالف پر استعمال کراتے ہیں۔

جادوگروں' عاملوں اور نجومیوں کے خلاف آپریشن کے آغاز پر یہ افراد بوکھلا کر عجیب وغریب دعوے کرنے لگے۔ این این آئی نے جب مذکورہ مختلف افراد سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ جادو برحق ہے اور اب ہم حکومت پر جادو کریں گے۔ کرامت علی قادری المعروف کامل قادری باوا گڑھی شاہو نے بتایا کہ میں عرصہ 20 سال سے لاہور میں کام کر رہا ہوں۔ ایک برانچ اقبال ٹاؤن مین روڈ پر کھول رکھی ہے جسے میرا بھتیجا خالد محمود چلاتا ہے جبکہ میرا بیٹا ندیم سہیل' فیصل آباد برانچ چلا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ جس کے اپنے تھانے میں معاملات طے ہیں' انہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں' چاہے احکامات صدر پاکستان کے ہی کیوں نہ ہوں۔

مغلپورہ نہر پر محمد سرور شیرازی نامی جادوگر کے دفتر جب این این آئی ٹیم پہنچی تو اس وقت وہ اپنے دفتر کے پیچھے خفیہ خانے سے سیڑھیوں کے ذریعے اوپر کمرے میں موجود تھا۔ نیچے دفتر میں سانپ' نیولے اور آبی جانور شیشوں میں بند کر رکھے تھے۔ سرور شیرازی جو ننکانہ شیخوپورہ کا رہائشی ہے' نے بتایا کہ ایسی کئی مہمیں شروع ہوئیں اور ختم ہو گئیں۔

کامل عمران نے کہا کہ میرے پاس دو جن ہیں۔ ایک عیسائی اور ایک مسلمان۔ میرے پاس تمام بڑے اداکار' بشمول ریما' میرا' صاحبہ' وسیم' سعود' بابر علی آتے ہیں۔ عامل گیلانی باوا شاہ نے کہا کہ ہمارے خلاف مہم چلا کر ٹھیک نہیں کیا۔ عامل' نجومیوں کی یونین کے پنجاب کے صدر عامل باقر نے کہا کہ اب ہم صدر مشرف اور گورنر خالد مقبول پر بھی جادو کریں گے۔

این این آئی کے بیورو چیف میاں اظہر امین کو مہم چلانے پر ایک جن پیچھے لگانے کی دھمکی دے دی۔ عامل نجومی فضل کریم نے کہا کہ میں اصلی عامل ہوں۔ اعجاز الحق دو مرتبہ میرے پاس وزیراعظم بننے کے لئے آیا۔ مینار پاکستان کے پاس ایک بندریا کو مادھوری بنا کر 10 منٹ نچایا۔ میں ایجنسیوں کا انفارمر ہوں۔ ایم اے کوکب نے بتایا کہ انہیں نوری علم آتا ہے۔ داتا صاحب (المعروف) کے قریب بیٹھے عامل ایس اے جیلانی کے دفتر جب بیورو چیف این این آئی اپنی ٹیم کے ہمراہ پہنچے تو وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور گلیوں میں غائب ہو گیا۔ بیشتر نجومی جن میں عامل شیرازی بنگالی' پروفیسر ایم آر بنگالی' عامل نجومی ایس آر جعفری' پروفیسر ایم کے صابری' عامل سوداگر مسیح بنگالی' فخر بنگالی' عامل ساگر' آغا عظیم شاہ عامل پیر' عامل قادری باوا' تصدیق رفیع' عامل گگیہ پاشا' عامل چشتی' عامل ذاکر' عامل نجومی رضا شامل ہیں' دفاتر بند کر کے غائب ہو گئے۔

بتایا گیا ہے کہ صرف لاہور میں موجود عامل' جادوگر' پیر' نجومی، عطائیے' جعلی حکیم اور قحبہ خانے اور منشیات کے اڈے پانچ ہزار سے زائد کی تعداد میں موجود ہیں۔ ہر تھانہ اپنے علاقے میں مذکورہ دونمبریوں سے باقاعدہ منتھلیاں اکٹھی کرتا ہے اور اپنا حصہ رکھ کر اعلیٰ افسران کو پہنچایا جاتا ہے۔ مذکورہ افراد سے لاہور پولیس 5 کروڑ روپے ماہانہ سے زائد بھتہ اکٹھا کرتی ہے جو بڑے منظّم طریقہ سے افسران وانتظامیہ میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

پیسہ بٹورنے کے لئے عاملوں کے نت نئے ہتھکنڈے

بکرے کے صدقے کیلئے 8 سے 10 ہزار اور الو کے خون کیلئے 20 ہزار تک ٹھگ لیتے ہیں۔
بانجھ خواتین کو ناقابل علاج بتایا جاتا ہے' نعم البدل کے لئے بھاری رقم لی جاتی ہے۔

ہر ''نوسرباز'' عامل اور نجومی نے اپنے علیحدہ علیحدہ کام کرنے والے اور لوٹنے کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ عاملوں کی بڑی تعداد اپنے پاس پھنسے سادہ لوگوں کو یہ کہتی ہے کہ چونکہ آپ کے کام کے لئے دریا پر جا کر چلہ کاٹنا ہے اور ''ہوائی چیزوں'' کو اس مقصد کے لئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے' اس لئے آپ ایک بکرے کی قیمت جتنے پیسے ادا کر دیں تا کہ آپ کا کام

ہو سکے۔ یوں وہ ایک گاہک سے 8 سے 10 ہزار روپے تک بٹور لیتے ہیں۔ جبکہ اکثر عامل اور نجومی یہ کہتے ہیں کہ چونکہ آپ کے کام کے حل کے لئے ''الوؤں'' کا خون ضروری ہے' اس لئے آپ الو خریدنے کے لئے رقم ادا کریں۔ اس طرح 15 سے 20 ہزار روپے ٹھگ لیتے ہیں۔ اپنے تیار کردہ پمفلٹ میں بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ الوؤں کے خون سے عمل کرتے ہیں۔ دراصل وہ سائل کو الو بنا کر اسی کے مال و ایمان کا خون کرتے ہیں۔ بے اولاد عورتوں کو ایسے عمل بتاتے ہیں جو ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ انہیں کہا جاتا ہے کہ رات کو جا کر قبرستان میں اکیلی نہاؤ۔ پھر تمہارے گھر اولاد پیدا ہوگی۔ کبھی کسی قبر کی مٹی کا کھانے کا کہہ دیتے ہیں۔ اگر کوئی ان کاموں سے انکار کرے تو اسے ان عملیات کے بغیر کام مکمل کرنے کیلئے بھاری معاوضہ وصول کرتے ہیں۔

کنگلے عامل کام نہ ہونے پر 12 لاکھ تک انعام کا دعویٰ کرتے ہیں:

نوسر باز عاملوں اور نجومیوں نے لوگوں کو اپنے جھانسے میں لانے کے لئے یہ دعوے کر رکھے ہیں کہ میرے علم کو جھوٹا ثابت کرنے والے کو 12 لاکھ روپے انعام دیا جائے گا۔ اس طرح کچھ عاملوں نے انعام کی رقم 10 لاکھ' 8 لاکھ' 7 لاکھ اور 3 لاکھ روپے مقرر کر رکھی ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ جو نجومی اس قسم کے دعوے کرتے ہیں' وہ حقیقت میں بالکل کنگلے ہیں۔ خود فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر دھواں' مٹی اور لِدّ کھاتے ہیں اور لوگوں کو ان کا ہر مسئلہ حل ہونے کے خواب دکھاتے ہیں۔

میچ اور پرچی جوا کے چکر میں بھی نوجوانوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے:

نوسر باز جعلی عامل اور نجومی جوئے میں کامیابی دلوانے کا جھانسہ دے کر بھی نوجوانوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔

تفصیلات کے مطابق غربت' بے روزگاری اور معاشی مسائل نے نوجوان نسل کو جوئے کی طرف راغب کر دیا ہے۔ جعلی عامل اور نجومی میچوں پر جواء' پرچی جوئے' تاش پر جوئے اور گھڑ ریس پر رقم لگانے کے بعد بھاری منافع دلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نوجوان لڑکے ان نجومیوں کو بڑی مشکل سے لا کر رقم دیتے ہیں تو نوسر باز نجومی انہیں پرچی جواء لگانے کے لئے نمبر دے دیتے

ہیں جبکہ میچوں پر جواء لگانے کے لئے کسی ایک ٹیم کی جیت کی نشاندہی کرتے ہوئے اس پر شرط لگانے کا کہہ دیتے ہیں۔ نوجوان لڑکے اندھادھند نجومیوں پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو پہلے سے ہی رقم دے دیتے ہیں لیکن انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔

جن نکالنے کے جھانسے میں سینکڑوں خواتین کی عصمتیں پامال

نوسرباز عاملوں کے دفاتر میں خصوصی کیبن جہاں صرف عورتوں کو جانے کی اجازت ہے

ملک بھر میں جگہ جگہ عاملوں اور نجومی ڈیرے لگا کر پریشان حال لوگوں کو لوٹتے رہتے ہیں۔ اپنے کاروبار کو چمکانے کے لئے لاکھوں روپے تشہیر پر خرچ کر کے لوگوں کو جھانسہ دیا جاتا ہے کہ ان کے تمام مسائل کا حل ان کے پاس ہے اور ہر قسم کی پریشانی کا خاتمہ جھٹ پٹ میں ہو جاتا ہے۔ ہر عامل اور نجومی کا دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ تمام علوم کی کاٹ کا ماہر ہے۔ غربت' بے روزگاری کے خاتمے' سنگدل محبوب کو قدموں تلے لانا' شوہر کو راہ راست پر لانا' کاروبار میں منافع' شادی میں رکاوٹ دور کرنا اور جن بھوتوں کے سائے کو دور کرنا سمیت دیگر مسائل کو ختم کرنے کا جھانسہ دے کر سادہ لوح لوگوں سے روزانہ ہزاروں روپے بٹورنا ان کا معمول بن چکا ہے۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان عاملوں اور نجومیوں کو اپنا "نوسربازی کا کاروبار" شروع کرنے کے لئے کسی قسم کی اجازت نہیں لینا پڑتی اور یہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے مکروہ دھندے کو دیدہ دلیری سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان عاملوں اور نجومیوں کی بڑی تعداد "جنسی بھیڑیئے" کا کردار ادا کرتی ہے۔ جو خواتین نافرمان شوہروں کو راہ راست پر لانے کے لئے ان سے رجوع کرتی ہیں' یہ جھوٹے عامل اور نجومی انہیں اپنے مکروفریب میں پھنسا کر ان کی عزتیں لوٹ لیتے ہیں۔ اسی طرح جن لڑکیوں کے اچھے رشتے نہیں مل رہے ہوتے' وہ انہی نوسرباز عاملوں اور نجومیوں کو اپنی امیدوں کا مرکز سمجھ کر سارا دکھ بیان کر دیتی ہیں۔ جھوٹے عامل انہیں اس بات کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ جو عمل کریں گے' اس سے نہ صرف ان کے اچھی

جگہ رشتے ہوجائیں گے بلکہ وہ ساری زندگی عیش کریں گی۔ معصوم نوجوان لڑکیاں اپنے اچھے دنوں کی آس میں ان ''جنسی بھیڑیے'' عامل اور نجومیوں کے ہتھے چڑھ کر اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتی ہیں۔ اب تک سینکڑوں شریف گھرانوں کی لڑکیاں ان ''جنسی بھیڑیوں'' عاملوں اور نجومیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوچکی ہیں اور بدنامی کے خوف سے اپنی زبانوں پر خاموشی کے تالے لگا کر ذہنی مریض بن چکی ہیں۔ توہمات کے شکار لوگ اکثر و بیشتر اوقات اپنی بیٹیوں کو ان جھوٹے عاملوں اور نجومیوں کے پاس یہ کہہ کر لاتے ہیں کہ اسے دورے پڑتے ہیں تو یہ عامل اور نجومی اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس لڑکی کو ''جن'' چمٹ گئے ہیں اور اسے نکالنے کے لئے لڑکی کو 2 گھنٹے کے لئے ہمارے پاس تنہا چھوڑ دو۔ بعدازاں بند کمرے میں لے جا کر جن نکالنے کے بہانے کمال مہارت سے لڑکی کو اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں اور انہیں ہوس کا نشانہ بنا ڈالتے ہیں۔ جن لڑکیوں کو جنسی بھیڑیے عامل اور نجومی اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں انہیں بلیک میل کرتے ہیں۔ اکثر نوسرباز عامل ان لڑکیوں کی برہنہ تصاویر اتار کر انہیں بلیک میل کرتے اور ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ ان نوسرباز عاملوں اور نجومیوں کی بڑی تعداد ''شراب کی رسیا'' ہے اور اپنے دفتر میں بیٹھ کر دوستوں کے ہمراہ شراب پینا ان کا معمول ہے۔ اپنی عیاشیوں اور معصوم لڑکیوں کی زندگی کو برباد کرنے کے لئے ان جھوٹے عاملوں اور نجومیوں نے اپنے دفاتر میں خصوصی طور پر کیبن بنوا رکھے ہیں جہاں صرف خواتین کو جانے کی اجازت ہوتی ہے۔

عاملوں کے ٹولے نے خاتون کی عزت لوٹ کر ایک لاکھ روپے اور زیورات بھی ہتھیا لئے:

گزشتہ سال کراچی میں طارق روڈ کہکشاں شاپنگ ہال میں ڈیرے لگائے نام نہاد عامل پروفیسر شہروز اور پروفیسر حارث نے ایک دوشیزہ شگفتہ یاسمین کو پسند کی شادی کرانے کا جھانسہ دے کر ایک لاکھ 15 ہزار روپے اور زیورات ہتھیانے کے بعد اس کی عزت لوٹ لی تھی۔

نام نہاد عامل اور جعلی پروفیسر شہروز کا اصل نام شبیر احمد ہے۔ وہ چند سال قبل ناگن چورنگی پر

ایک چھوٹی سی دکان میں تعویز گنڈے اور عمل کیا کرتا تھا جہاں پر خود کو اس نے منگل داس کے نام سے مشہور کر رکھا تھا۔ واضح رہے کہ مذکورہ پروفیسر شہروز جو منگل داس بنا ہوا تھا' کے خلاف ایک دوشیزہ نے بفرزون تھانے میں لاکھوں روپے کے فراڈ کی درخواست بھی دی تھی جس کے تفتیشی افسر سب انسپکٹر بشیر اور مذکورہ فراڈ کیس پر اس وقت کے ایس ڈی ایم مشتاق کی عدالت میں کیس بھی چلتا رہا ہے۔

ناگن چورنگی کے اظہر' عطاء اللہ' طارق اور دیگر افراد کے مطابق کہ مذکورہ پروفیسر منگل داس اس سے پہلے پروفیسر رفیق منجم اور پروفیسر تیمور علی بھی رہ چکا ہے اور علاقے کے درجنوں خاندانوں کو تباہ کر چکا ہے۔ مذکورہ شخص کی تعلیم صرف میٹرک ہے۔ اس نے مخفیات اسلامی نامی لاہور کے ایک ادارے کے پرنسپل عطا محمد سے جو کہ پیشہ ور جعلی ڈگری میکر ہے' دو ہزار روپے میں روحانی میتھڈ آن پریکٹیشنز (RMP) کی ڈگری خریدی ہے اور اس کی بناء پر اپنے آپ کو روحانی عامل اور پروفیسر کہلاتا ہے۔ طارق روڈ پی ای سی ایچ سوسائٹی کے کامران' اسلم ارسلان اور عامر عزیز کے مطابق پروفیسر شہروز کے والد پروفیسر اعظم کا اصل نام عبدالمجید ہے۔ بیس سال قبل نیپئر روڈ کے فٹ پاتھ پر بیٹھا کرتا تھا۔ آج کل اس نے مذکورہ جگہ پر ایک عالیشان ائیر کنڈیشنڈ آفس بنایا ہوا ہے اور اپنے بیٹوں کی کمائی کی بدولت کروڑ پتی بن چکا ہے۔

پروفیسر شہروز کا ایک عامل بھائی پروفیسر ساحل ہے جس نے طارق روڈ پر سٹار سینٹر میں ائیر کنڈیشنڈ آفس بنایا ہوا ہے۔ وہ پہلے کراچی کے مختلف علاقوں میں فٹ پاتھ پر تعویذ کیا کرتا تھا۔ مذکورہ پروفیسر کا اصل نام منیر احمد ہے۔ وہ بھی متعدد افراد کے ساتھ فراڈ کر چکا ہے۔ مذکورہ پروفیسر ہر مہینے گاڑی تبدیل کرتا ہے۔ پروفیسر ساحل کا والد اور اس کے بھائی تین سال قبل کوچ میں سفر کیا کرتے تھے۔ آج لاکھوں روپے مالیت کی گاڑیوں میں گھوم رہے ہیں۔ گلشن اقبال کے رہائشی سید سلیمان شاہ' سید صابر شاہ' نعمانی اور دیگر کے مطابق پروفیسر حارث نے گلشن اقبال یونیورسٹی روڑ پر روحانی اور نفسیاتی کلینک کھول رکھا ہے۔ مذکورہ پروفیسر نے بھی لاہور سے جعلی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ اس کا اصل نام احمد ہے اور آج کل پروفیسر حارث کے نام سے

کاروبار میں مصروف ہے۔اس کے پاس لاکھوں روپے کی کار ہے۔ مذکورہ ''پروفیسر'' کے آفس اور کلینک میں درجنوں ملازم رکھے گئے ہیں۔ مذکورہ پروفیسر نے بھی لوگوں کو لوٹنے کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔اس کے باوجود حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی۔

جادوگر عاملوں اور مریدوں کا انجام

''منتر الٹے پڑ گئے'' گڑھی شاہو میں چیلے نے جادوگر کو پھانسی دے دی''

ریلوے سٹیڈیم گڑھی شاہو میں 5 سال قبل جادو الٹا ہو جانے پر ایک چیلے رمضان عرف جانی نے اپنے گرو جادوگر بابا کو تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر پھندا ڈال کر شیشم کے درخت سے لٹکا دیا۔ گڑھی شاہو پولیس نے قتل کا مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

60 سالہ جادوگر بابا مغلپورہ روڈ کے فٹ پاتھ پر دو سال سے ڈیرا لگائے ہوئے تھا۔ چند ماہ قبل رمضان عرف جانی نے بابا کے کالے جادو کے منتر کی شہرت سن کر اس کی شاگردی اختیار کر لی اور حسب توفیق اس کی ''خدمت'' بھی کرتا رہا۔ بابا نے اسے کالے جادو کے چند منتر بھی بتائے۔ ان منتروں کو یاد کرنے کے بعد رمضان کا دماغ الٹ گیا۔ اسے دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ رات کو ملزم نے پہلے بابا کو تشدد کا نشانہ بنایا' اس کی گردن میں کپڑے کا پھندا ڈال کر گھسیٹا۔ پھر اسے شیشم کے درخت کے ساتھ لٹکا دیا اور اسے اینٹیں مارنا شروع کر دیں۔ اس دوران گڑھی شاہو پولیس گشت کرتی ہوئی علاقہ سے گزری اور کچھ شور سن کر سٹیڈیم میں داخل ہوئے جہاں بابا کی لاش لٹکی پائی۔

جادو الٹا پڑ گیا' تین بہنوں سمیت چار ہلاک:

میکسیکو میں جادو 4 خواتین کی ہلاکت کا باعث بن گیا۔ ویلاز کیور کے شوہر کے مطابق اس

کی بیوی نے کچھ رسومات کے لئے دو بہنوں کی خدمات حاصل کی تھیں لیکن جادو کا ناکام ہونا ان کی موت کا باعث بن گیا اور جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو فرش پر چار لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور کمرہ زہریلے دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔

جن نکالنے والے عامل نے خاتون کی جان نکال دی:

مولانا انور کی بیوہ بلڈ پریشر کی مریضہ تھی' ضعیف الاعتقاد لوگوں نے عامل کو بلالیا۔ عامل نے لوہے سے زبان داغی' تشدد کیا اور 2100 روپے لے کر چلا گیا۔

نواحی منڈی کالیکی میں سکھیکی کے مولانا محمد انور کی بیوہ ثریا بی بی جو کہ بلڈ پریشر کی مریضہ تھی' کو ضعیف الاعتقا لوگوں نے بتایا کہ اس پر جن کا سایہ ہے جس پر حافظ آباد سے جن نکالنے والے عامل کو بلایا گیا جس نے ثریا بی بی پر تشدد شروع کر دیا۔ مبینہ طور پر ثریا بی بی کی زبان کو لوہے کی گرم سلاخ سے داغا گیا۔ ثریا بی بی تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے بے سدھ ہوگئی تو عامل 2100 روپے فیس وصول کر کے چلا گیا کہ ثریا بی بی کا جن نکل گیا ہے۔ جب ثریا بی بی کو ہوش نہ آیا تو مقامی ڈاکٹر سے رجوع کیا گیا تو پتہ چلا کہ ثریا بی بی فوت ہو چکی ہے۔ یہ واقعہ 19 جون 2000ء کو پیش آیا۔

عامل نے دھکتے کوئلوں سے دماغی مریض لڑکی کو جلا دیا:

میاں چنوں کے محلہ رحمانیہ میں ایک پیر نے 13 سالہ لڑکی کے جن نکالنے کی خاطر اس کے جسم کے کئی حصوں کو جلا ڈالا۔ عامل صابر علی نے اپنے محلہ کی ایک 13 سالہ لڑکی کبیر دین جو کہ عرصہ دراز سے دماغی عارضہ میں مبتلا تھی' گھر والوں کی فرمائش پر اس کے جن نکالنے کے لئے دہکتے کوئلوں سے اس کا چہرہ' سینہ' بال اور ٹانگیں جلا ڈالیں۔ لڑکی کی چیخ و پکار پر گھر والوں کو تسلی دیتا رہا کہ یہ تکلیف جنوں کو ہو رہی ہے۔ جب لڑکی بے ہوش ہوگئی تو چھوڑ کر چلا گیا۔ گھر والے لڑکی کو ہسپتال لے گئے جہاں لڑکی کی تشویشناک صورت حال کے پیش نظر نشتر ہسپتال ملتان بھیج دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ لڑکی کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی ہے۔ یہ واقعہ 8 اگست 2002ء کو پیش آیا۔

کالا علم کرنے والے 60 سالہ نجومی کا قتل:

لاہور میں بھاٹی گیٹ کے مین روڈ پر واقع گورا قبرستان کے نزدیک کالا علم کرنے والے 60 سالہ نجومی بشیر احمد کو نامعلوم افراد نے سر میں آہنی راڈ کے وار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مقتول غیر شادی شدہ تھا اور عرصہ دراز سے علم نجوم کا کام کر رہا تھا۔ کوٹ عبدالمالک کا رہائشی تھا لیکن علم نجوم کے بنائے گئے دفتر میں ہی سویا کرتا تھا۔ اس اندھے قتل کا سراغ نہ لگ سکا اور نہ ہی غیب کا دعوے دار نجومی خود کو اس واقعہ سے بچا سکا۔ یہ واقعہ 27 جولائی 2000ء کو پیش آیا۔

"یہ منحوس ہے" نجومی کے کہنے پر باپ نے بیٹے کو مار ڈالا:

بھارتی ریاست تامل ناڈو میں نجومی نے شیر خوار بچے کو خاندان کے لئے منحوس قرار دیا۔ جس پر 30 سالہ باپ نے اپنے بیٹے کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

مصر میں عامل عورت اور اس کے پیروکار خود کو سزا سے نہ بچا سکے:

بدبخت عامل نے پیروکاروں کو نماز اور حج سے بھی چھٹی دے رکھی تھی

مصر میں عدالت نے ایک بدبخت عامل عورت اور اس کے 14 ساتھیوں کو توہین رسالتؐ اور مذہبی انتشار کے جرم میں جیل بھیج دیا۔ تفصیلات کے مطابق پولیٹیکل سائنس کی گریجویٹ 41 سالہ شیخا منل واحد ہر ہفتے قاہرہ میں اپنے فلیٹ پر رات بھر نام نہاد روحانی محفل منعقد کرتی۔ نعوذ باللہ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی کریم محمد ﷺ سمیت کئی مذہبی شخصیات کو عمل سے محفل میں حاضر کر سکتی ہے اور نبی کریم ﷺ خود اسے ہدایت دیتے ہیں۔ عورت نے بعض پیروکاروں سے کہہ رکھا تھا کہ انہیں 5 وقت نماز پڑھنے اور حج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے نومبر 2000ء میں اپنے 50 پیروکاروں کے ہمراہ گرفتار کیا گیا تھا۔

آندھرا پردیش میں جادوٹونہ کرنے والے 5 افراد کو زندہ جلا دیا گیا:

بھارت کے صوبہ آندھرا پردیش میں دیہاتیوں نے 5 افراد کو درختوں سے باندھ کر زندہ جلا دیا' گاؤں والوں کو شبہ تھا کہ یہ لوگ جادوٹونہ کرتے ہیں اور گاؤں میں حالیہ ہلاکتیں ان کے جادو کا نتیجہ ہیں۔ان افراد کو بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب ہلاک کیا گیا۔تفصیلات کے مطابق دیہاتیوں نے رات کو انہیں گھروں سے پکڑ کر ان پر تشدد کیا' پھر درختوں سے باندھ دیا اور تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ ہلاک ہونے والوں میں 4 خواتین اور ایک مرد شامل ہے جبکہ ان میں سے ایک خاتون فرار ہو گئی۔ یہ واقعہ 3 ستمبر 2000ء کو پیش آیا۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ کسی کو اگر پتہ چلے کہ فلاں بندے نے اس پر جادوٹونہ کیا ہوا ہے تو وہ سخت ردِّعمل کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر اسے اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔

انڈونیشیا میں صرف ایک ماہ میں 200 جادوگر عاملوں کو قتل کیا گیا:

انڈونیشیا کے مسلمانوں میں جادوٹونہ اور عملیات کے خلاف کتنی نفرت پائی جاتی ہے' اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اکتوبر 98ء میں صرف ایک ماہ میں مشرقی صوبے جاوا میں 200 کے قریب جادوگروں' عاملوں اور نام نہاد سکالروں کو قتل کر کے انہیں نمونۂ عبرت بنا دیا گیا۔ یہ عامل لوگوں کو اپنے قتل سے نہ بچا سکے۔ انڈونیشیا میں یہ واقعات عموماً ہوتے رہتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

بکرے کی سریاں اور شہر کے چوراہے!:

پاکستانی معاشرہ ہر لحاظ سے بہت خوبصورت اور کافی حد تک اسلامی طرز پر ہے۔لیکن چند لوگ اسلامی تعلیمات کے قطعی طور پر برعکس جادوٹونہ' کالا علم' تعویذ گنڈے کے عملیات کو جائز و ناجائز' دنیاوی و معاشی اور معاشرتی مقاصد کے حصول اور کامیابیوں کی خاطر توہم پرستی وضعیف الاعتقادی' لاعلمی' کم تعلیم یافتگی یا دیدہ دانستہ اور شعوری طور پر کرتے اور کرواتے ہیں۔ جادوٹونہ' کالا علم' سفلی کفر ہے۔اس ضمن میں آگ جلا کر دھونی دینا' جنات اور بدروحوں کو بھگانا' خونی نقش

وتعویزات' رنگین دھاگے خصوصی طور پر کالا ڈوریا' کالا بکرا اور مرغ' مردہ انسان کی کھوپڑیاں' ہڈیاں' ہانڈیا' قبروں کی مٹی' جانور اور پنجر پنجے' سیپ کے موتی' بکرے کی سریاں' تکلے' کیلیں سلاخیں کافور' کنویں کی مٹی' کورے مٹکے گائے' بھینس کا گوشت' الو کا گوشت اور چیلوں' کوؤں کے پر' سویاں' کالے کبوتر' بندر اور کتے کی ہڈیاں' گندے جوہڑ کی مٹی' بیر اور بڑھ درختوں کے پتے' کالا جادو اور عملیات سفلی کے بنیادی عناصر ہیں۔

اکثر اوقات صبح سویرے کالے بکرے کی سریوں کو شہر کے چوراہے پر سڑک کے بیچ رکھ دیا جاتا ہے۔لیکن سری رکھنے والا دکھائی نہیں دیتا۔ کتنا حیران کن عمل ہے' سری موجود رکھنے والا ہاتھ ہوشیاری سے غائب! یہ کوئی صدقہ ہرگز نہیں ہے۔کمال یہ بھی ہے کہ سری قطعی تازہ ہوتی ہے جسے محض دوسرے انسانوں خصوصاً کسی بھی مسلمان کو نقصان پہنچانے کی غرض سے چوراہے کے بیچ سجا دیا جاتا ہے کہ گزرنے والا سری کے اوپر یا نزدیک سے گزرے گا تو سری پر کیا ہوا کالا جادو ٹونہ دوسرے کو منتقل ہو کر اس کے گلے پڑ جائے گا اور وہ اپنی مشکل سے بذریعہ بکرے کی سری نجات پا جائیں گے۔ یہ صریحاً شرک ہے جو سب سے کبیرہ انسانی گناہ ہے جس کی سزا جہنم ہے۔کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سری رکھنے والا ہی اگلی صبح ناشتہ میں اسی سری کا ناشتہ گرم کلچوں کے ساتھ تناول فرما رہا ہو اور اس کی نیت کے مطابق سری کے تمام منفی اور مضر اثرات فوری طور پر ظہور پذیر ہونا شروع ہو جائیں جن سے تباہی و بربادی ہو جائے۔

مرزا قادیانی بھی نجومیت وغیرہ کے ذریعے کرشمے دکھاتا تھا

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ کی تحقیق

سیرت النبی ﷺ پر لکھی جانے والی شہرہ آفاق کتاب ''الرحیق المختوم'' کے مصنف اور جید عالم دین مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری اپنی کتاب ''مرزا غلام احمد قادیانی۔ پیدائش سے وفات تک'' میں مرزا کی پراسرار علوم سے وابستگی کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علم نجوم سے وابستگی:

مرزا صاحب نے ہوش سنبھالتے ہی پراسرار علوم اور ماورائی فنون میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ قیام بٹالہ کے دوران درسی تعلیم کے ساتھ ساتھ نسخہ کیمیا کی تلاش میں بھی رہتے تھے۔
(چودہویں صدی کا مسیح ص:۱۱)

چونکہ مولوی گل علی شاہ علم جفر میں خاصی دست گاہ رکھتے تھے (چودہویں صدی کا مسیح ص:۱۱) (جو درحقیقت علم نجوم ہی کی ایک شاخ ہے) اس لئے مرزا صاحب کی دلچسپی اور ان کے آئندہ دور کے طرز عمل اور اظہار خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے گمان غالب ہے کہ انہوں نے مولوی صاحب موصوف سے علم جفر بھی سیکھا تھا۔

سیالکوٹ پہنچ کر مرزا صاحب کو اس فن کے ایک ماہر استاد، ملک شاہ صاحب مل گئے اور مرزا صاحب نے عقیدت مندانہ طور پر ان کے دامن سے وابستگی اختیار کر لی۔ (ایضاً ص ۷) پھر محمد صالح نامی ایک عرب صاحب سیالکوٹ تشریف لائے۔ وہ بھی فن نجوم اور عمل رمل سے واقف تھے۔ (ایضاً ۴۳) تعارف کے بعد مرزا صاحب نے ان سے بھی گہرا ربط قائم رکھا۔ (ایضاً ص ۵ حاشیہ)

علم نجوم سے وابستگی ہی کا نتیجہ تھا کہ مرزا صاحب نجومیوں کی طرح دنوں کے سعد اور نحس ہونے کے قائل تھے۔ منگل کے دن کو خصوصاً برا جانتے تھے۔ (کاویہ ص ۲۸۶) اور جب آپ نے مسیحیت کا کاروبار شروع کیا تو اس دن بیعت وغیرہ سے پرہیز کیا۔ (ایضاً ص ۳۱۸) نیز آپ نے ستاروں کے متعلق ٹھیک ان ہی عقائد اور خیالات کا اظہار کیا جن کا اظہار منجمین کیا کرتے ہیں اور جنہیں اسلام میں شرک قرار دیا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے توضیح مرام میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ ہر ستارے کے ساتھ ایک فرشتہ وابستہ ہے جس سے وہ کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ ستارہ جسم اور فرشتہ روح کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیا کے تمام انقلابات انہی کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

''دراصل ملائکہ ارواح کواکب......اور ستارے کے لئے جان کا حکم) رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے، ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ (توضیح مرام خلاصہ ص ۳۷۔۳۸)

''جس قدر آسمانوں میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں، وہ کائنات الارض کی تکمیل وتربیت کیلئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں۔ غرض یہ نہایت بچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت ہے کہ تمام نباتات و جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے۔'' (ایضاً ص ۳۹)

''اور سیاروں میں باعتبار ان کے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں۔'' (ایضاً ص ۴۰)

''......ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے۔'' (ایضاً ص ۴۲)

''ضرور کائنات الارض کی تربیت اجرام سماویہ کی طرف سے ہو رہی ہے۔'' (ایضاً ص ۴۱)

ملائک اور کواکب اور عناصر وغیرہ جو کچھ انسان میں اور خدائے تعالیٰ میں بطور وسائط کے دخیل ہو کر کام کر رہے ہیں۔ ان کا درمیانی واسطہ ہونا ان کی افضیلت پر دلالت نہیں کرتا۔'' (ایضاً ص ۶۶)

''دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔'' (تصویر مرزا ص ۱۹۶ بحوالہ توضیح مرام ص ۳۰)

ان اقتباسات پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں، چونکہ مرزا صاحب ایک نجومی کی حیثیت سے معروف نہ تھے، اس لئے یہ حوالے نقل کر دیے گئے، تاکہ ان کی آئندہ زندگی کے پروگرام میں پیش گوئیوں کا جو حصہ نظر آتا ہے، اس کی اصل حقیقت سمجھی جا سکے۔

علاوہ ازیں جب مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات کے لئے پیش گوئیاں کرنی شروع کیں تو ایک صاحب سید احمد نے قادیان میں دو ہفتہ رہ کر مرزا صاحب کے مخفی حالات کا سراغ لگایا۔ شفاء للناس کے مصنف نے صفحہ ۷۰، ۷۱ پر ان کی یہ شہادت درج کی ہے کہ مرزا صاحب رمال تھے اور رمالانہ پیش گوئیاں بذریعہ آلات نجوم نکالا کرتے تھے اور اسی کا نام خدائی الہام رکھ چھوڑا تھا۔ (چودھویں صدی کا مسیح ص ۷۷)

چلہ کشی اور مسمریزم کی مشق

سیالکوٹ سے واپس آ کر مرزا صاحب نے ایک اور سوانگ رچایا۔ یعنی بیوی بچوں سے قطعی طور پر بے ربط ہو کر مردانہ نشست گاہ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی اور گھر کی ذمہ داریوں سے حتی الامکان کنارہ کش رہ کر تسخیری عملیات اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ آٹھ نو ماہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اس دوران آپ نے اپنے بقول خوراک بالکل کم کر دی تھی اور بڑے بڑے عجائبات دیکھے تھے۔ کبھی عین حالت بیداری میں سامنے کچھ روحیں محسوس ہوئیں اور کبھی سرخ و سفید اور سبز رنگ کے فلک بوس دلکش نورانی کھمبے نظر آئے۔ (کاویہ ۲/۲۰۱، ریویو آف ریلیجنز ج ۵، ۶/۲۲۱)

مرزا صاحب نے اپنے اس مجاہدہ اور ریاضت کو محض زہد و تقویٰ اور شوق و ذوق عبادت کا نتیجہ بتلایا ہے مگر درحقیقت انہوں نے اس ایک تیر سے کئی شکار کرنے کی کوشش کی تھی۔ اولاً مرزا صاحب نے اندازہ کیا ہوگا کہ آپ کے والد کے کریکٹر کے بارے میں جو بدظنی ہے، وہ اس درجۂ عبادت میں انہماک دیکھ کر دور ہو سکتی ہے مگر افسوس کہ مرزا صاحب کا یہ داؤ کامیاب نہ رہا اور آپ کے والد زندگی بھر آپ کی آوارگی اور بدچلنی کے شاکی رہے۔ (رئیس قادیان، ص ۴۳)

ثانیاً مستقبل میں مرجع خلائق بننے کے متعلق مرزا صاحب کے ذہن میں جس پروگرام کی

کھچڑی پک رہی تھی، اس پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کے لئے علم نجوم سے واقفیت کے بعد فن مسمریزم سے بھی آگاہ ہونے کی ضرورت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آٹھ نو ماہ کی یہ ریاضت اسی فن مسمریزم کی عملی مشق تھی۔ مرزا صاحب نے زندگی بھر اس فن سے کام لینے کے باوجود اپنے اس کمال کو کمال رازداری کے ساتھ چھپائے رکھا۔ اور بظاہر اس سے اپنی نفرت ہی کا اظہار کرتے رہے لیکن آپ نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام کے صفحہ ۳۰۵ سے ۳۱۲ تک جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس کا بین السطور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آپ اس فن سے بخوبی آشنا تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے صاحب زادے میاں محمود کا اپنا بیان ہے کہ مجھ کو بھی یہ علم آتا ہے۔

(اخبار الفضل، ۲۱ مئی ۱۹۲۶ عنوان: معجزہ اور مسمریزم میں فرق: ص ۱۵)

اگر اس امر کی تنقیح کی جائے کہ میاں محمود نے یہ فن کس سے سیکھا تھا تو حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ بیٹے (محمود) پر اس علم کا فیضان باپ (مرزا صاحب) کی طرف سے ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور حقیقت بھی ملحوظ رکھنی چاہئے۔ مرزا صاحب کے مرید مسمریزم کی یہ خاصیت بیان کرتے ہیں کہ:

''عمل مسمریزم کا یہی اصول ہے کہ توجہ ڈال کر اپنا اثر دوسرے پر ڈالا جاتا ہے۔ (ایضاً)

اور مرزا صاحب کو اس قسم کے اثر ڈالنے میں بڑا کمال حاصل تھا چنانچہ مرزا صاحب کے ایک مخلص مرید بلکہ حواری مولوی عبداللہ سنوری کا بیان ہے کہ:

''ایک دن...... آپ کی نظر سے میری نظر مل گئی تو میرا دل پگھل گیا۔'' (کاویہ: ج ۲ ص ۳۱۳)

یہ کھلی ہوئی علامت ہے کہ مرزا صاحب فن مسمریزم سے آشنا تھے اور لوگوں کو اپنے دام ارادت میں پھانسنے کے لئے اس سے کام لیتے تھے۔ (بہر حال یہ انہی جھوٹے علوم اور اعمال کا نتیجہ تھا کہ مرزا قادیانی نے زبردست پیچش کا شکار ہو کر بیت الخلاء میں وفات پائی۔ اس کیساتھ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو تاریخی تحریری مباہلہ ہوا تھا جس میں طے پایا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا تو مرزا قادیانی ۱۹۰۷ء میں مر گیا جبکہ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی وفات کے ۴۰ سال بعد تک زندہ رہے۔ یوں یہ جھوٹا نبی دنیا کے سامنے ایک عبرت بن گیا۔)

جادو، جنات کے چکر میں چند عاملوں کی عبرتناک خودنوشت

قارئین کرام! اب آپ کو ایسے عاملوں کے اعترافات' ذاتی مشاہدات اور تجربات سے آگاہ کرتے ہیں جن سے نہ صرف یہ معلوم ہوگا کہ ان کالے پیلے عملیات کی کیا حقیقت ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس راہ پر چلنے کے کیا عبرتناک نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ بھائی طارق عبید اللہ ڈار نے اپنی کتاب میں چند عاملوں کی خودنوشت کی صورت میں ایسے تمام حقائق بڑی محنت سے جمع کیے ہیں۔ اس کے زیادہ مفید حصوں کی تلخیص ماہنامہ مجلّہ الدعوۃ میں شائع ہوئی جسے ہم قارئین کے استفادہ کے لیے پیش کرتے ہیں۔

عامل کا مرتے وقت چہرہ سیاہ ہوگیا:

اپنے ساتھ پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے صوفی صاحب (عبدالحمید) مرحوم نے کہا کہ ہمارے قصبہ سولاوہ میں ایک نامی گرامی شاہ صاحب رہتے تھے۔ لوگوں کی اکثریت ان کی مرید تھی۔ عملیات کے ذریعے علاج کرنے میں بھی انہیں خاصی شہرت حاصل تھی مگر میں اسے علی الاعلان جادوگر کہتا تھا۔ میری یہ بات سچ ثابت ہوئی کیونکہ جب شاہ صاحب

فوت ہوئے تو ان کے چہرے کا رنگ بالکل سیاہ ہو گیا حالانکہ وہ بہت خوبصورت اور گورے چٹے تھے۔

کالے پیلے عملیات سے توبہ کرنے والے استاد بشیر احمد کی سبق آموز خود نوشت

جب میں نے عملیات کی دنیا میں قدم رکھا:

یہ 1960ء کی بات ہے۔ میری عمر 14 برس تھی۔ ان دنوں میری چچی جان پر جنات کا سایہ تھا۔ آئے دن کوئی نہ کوئی عامل جنات کو مار بھگانے کے لئے بلایا جاتا لیکن تمام تر دعوؤں کے باوجود وہ جنات کسی کے قابو میں نہ آتے۔ بہر حال مجھے اس وقت یہ خیال آیا کہ ضرور کوئی ایسا عمل سیکھنا چاہئے کہ اگر کہیں ضرورت پڑ جائے تو اس سے کام لیا جا سکے یا کسی کی پریشانی کو دور کرنے میں مدد لی جا سکے۔ لیکن آہستہ آہستہ جب میں نے اس شوق کی خاطر بھاگ دوڑ شروع کی تو کوئی عامل یا استاد صحیح رہنمائی نہ کرتا۔ میں نے ہمت نہ ہاری اور کوشش جاری رکھی۔ ہمارے شہر میں ایک سائیں صفاں والا ہوا کرتا تھا۔ میں نے اس کی بہت خدمت کی بلکہ میں نے انہی سے آغاز کیا۔ میرے علاوہ بھی بہت سے شائقین کی تعداد موجود تھی جو ہر دم خدمت پر کمر بستہ رہتی۔ ہر ایک کو یہ فکر تھی کہ استاد کسی طرح خوش ہو جائے اور شاید کوئی عمل ہمیں سکھا دے۔ لیکن اس نے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ ابلیس کا تو بس نام ہی بدنام ہے۔ اصل کام تو یہ ظالم لوگ کرتے ہیں جو دوسروں کی زندگیوں کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ ان کی رہنمائی کرنے کی بجائے انہیں مزید گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ اللہ کر کے سائیں نے مجھے ایک عمل بتایا جس کے وہ خود بھی عامل تھے۔ میں نے تین بار وہ عمل کیا لیکن مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ عامل لوگ ''عمل'' سے متعلق ایک آدھ اہم بات شاگرد کو نہیں بتاتے۔ اس طرح وہ عمل میں ناکام رہتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ عمل تم سے بھاری ہے یا اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شاگرد مزید خدمت جاری رکھتا ہے اور عامل کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ یہ سائیں کیونکہ ہمارے گھر کے قریب ہی

تھے‘ اس لئے جو بھی فالتو وقت ہوتا‘ میں ان کے پاس گزارتا۔ اس شوق کے ہاتھوں گھر سے کئی مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ جب مجھے یہاں سے کچھ نہ ملنے کا یقین ہو گیا تو میں نے کسی اور استاد کی تلاش شروع کر دی۔ مجھے کسی نے بتایا کہ منڈی ڈھاباں سنگھ کے قریب نواں پنڈ میں صوفی عبداللہ رہتے ہیں جو ''بابا جناں والا'' کے نام سے مشہور ہیں۔ شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں ایک دن اکیلا ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو انہوں نے کمال مہربانی فرمائی اور مجھے ایک عمل بتایا جس کو ایک مرتبہ پڑھنے پر دس منٹ صرف ہوتے تھے اور اسے 101 مرتبہ پڑھنا تھا۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ کتنا وقت بنتا ہوگا۔ (یہ تقریباً 16‘17 گھنٹے کا عمل بنتا ہے۔ اس دوران سوچیں انسان کوئی نماز ادا کرنے کے قابل تو کیا‘ اپنے کوئی معاشی اور معاشرتی ذمہ داریاں بھی نہیں ادا کر سکتا) یہ عمل 71 دن میں مکمل ہوا تو مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ میں غصے میں ان کے پاس گیا۔ انہیں امید نہ تھی کہ یہ لڑکا اتنا سخت عمل کر لے گا۔ انہوں نے جعل سازی کو چھپانے کے لئے صرف ایک بات کہہ کر ٹال دیا کہ آپ کا منہ دوسری طرف تھا۔ فلاں طرف نہیں تھا جس طرف سے جنات نے آنا تھا۔ میں نے کہا، یہ میری حالت دیکھیں۔ مجھے کس بات کی سزا دی ہے اور آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں تھا کہ منہ کس طرف کرنا ہے۔ کہنے لگا، بیوقوف تم ہو جس نے پوچھا نہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو میں غصے میں آپے سے باہر ہو گیا۔ جب میں واپس آنے لگا تو باباجی کہنے لگے، مجھے معلوم ہے تم بہت غصے میں ہو۔ اس لئے تمہیں کچھ ملنا چاہئے۔ تم نے بہت سخت محنت کی ہے۔ اس کا مجھے بھی دکھ ہے۔ اب ایک عمل ہے۔ وہ کر لو۔ ساڑھے چار گھنٹے کا عمل تھا جو 41 دن مسلسل کرنا تھا۔ میں یہاں اس عمل کا طریقہ بتا دیتا ہوں تا کہ لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں کہ کالے جادو کے لئے انسان کیا کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ اس عمل میں صرف مردوں کو پکارنا تھا۔ میں رات بارہ بجے اٹھتا۔ گھر سے غسل کر کے قبرستان پہنچ جاتا۔ پہلے سے منتخب بوسیدہ اور پرانی قبر کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر وہاں ساڑھے چار گھنٹے جو عمل انہوں نے بتایا تھا‘ اس کی پڑھائی کرتا۔ لیکن افسوس کہ

41 دن مسلسل یہ سب کچھ کرنے کے باوجود مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ بے مقصد وقت ضائع کیا۔آپ میرے دل کی کیفیت نہیں جان سکتے۔ میری تمام کوششیں بے کار ثابت ہورہی تھیں۔ جبکہ میرا شوق اتنا ہی بڑھتا جارہا تھا۔ میں نے جعلی عاملوں کے پیچھے 15 قیمتی سال ضائع کیے۔

ایک دھوکہ باز عامل سے ملاقات:

نارووال کے قریب ایک گاؤں تھا۔ وہاں ایک راجپوت قوم کا سائیں کالے خاں یا کالے شاہ رہتا تھا۔ میں اس کے پاس پہنچا۔ اس نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بہت زبردست انتظام کیا ہوا تھا۔ وہ جہاں رہتا تھا' اس راستے پر اس نے ایک فرلانگ کے فاصلے پر اپنا ایک آدمی بٹھایا ہوتا تھا۔ جب میں وہاں جانے کے لئے اس راستے پر چلا تو ایک آدمی نے مجھے آواز دے کر بلایا اور میرے ساتھ بہت محبت کے ساتھ پیش آیا۔ مجھے شربت پلا کر کہنے لگا کہ کیا کام ہے؟ کہاں جارہے ہو؟ میں نے سب کچھ بتادیا۔ ادھر یہ مجھ سے باتیں کررہا تھا اور ادھر تمام باتیں واکی ٹاکی پر مذکورہ عامل سن رہا تھا۔ انہوں نے نیچے لائن بچھائی ہوئی تھی۔ اب جب میں وہاں پہنچا تو کالے شاہ نے مجھے میرے نام سے مخاطب کیا اور سب کچھ بتادیا کہ اس کام سے آئے ہو۔ میں اس کے کمال پر بہت حیران ہوا اور دل میں سوچا کہ اس شخص سے ضرور کچھ ملے گا۔ وہ مجھے کہنے لگا' ہم کام ضرور کرتے ہیں مگر مفت میں نہیں۔ میں 525 روپے لوں گا۔ میں نے کہا' میرے پاس تو صرف 50 روپے ہیں۔ اس نے مجھے طنزیہ کہا، شوق علم سیکھنے کا ہے اور پاس کچھ بھی نہیں۔ میں وہاں سے واپس آ گیا لیکن کسی پل دل کو چین نہیں آتا تھا۔ دل کرتا تھا کہ اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں۔ بہت مشکل سے مطلوبہ رقم اکٹھی کی۔ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے بہت عزت کی۔ اپنے قریب بٹھایا' روٹی کھلائی اور چند الفاظ کا عمل بتایا جو بہت مختصر تھا۔ جب 41 دن پورے ہوگئے تو حسب سابق کچھ حاصل نہ ہوا۔ سائیں صاحب کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے تمہارے نام کی چراغی (ختم) پڑھائی تھی۔ لیکن اسے جنات کے بادشاہ نے قبول نہیں کیا۔ اب 2100 روپے کا مزید انتظام کرو۔ دوبارہ حاضری کے لئے اتنا خرچہ آجائے گا۔ آج کے حساب سے یہ رقم بہت

زیادہ بنتی ہے۔اس کے بعد میں دوبارہ وہاں نہیں گیا۔رقم بھی گنوائی' سخت محنت کے نتیجے میں کچھ حاصل بھی نہ ہوا۔لیکن میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ کچھ بھی ہو، اس علم کو حاصل کرنا ہے۔ چودہ پندرہ سال کی انتھک محنت' راتوں کا جاگنا' گھر سے ڈانٹ ڈپٹ اور اس کے ساتھ ساتھ خراد کا کام بھی کرنا۔ جہاں کہیں عامل کا پتہ چلتا' وہیں پہنچ جانا یہ میرا معمول تھا۔

استاد عبدالقیوم کی شاگردی:

اس دوران مایوس ہوکر میں نے اپنے استاد سے بات کی۔ میں نے لکڑی کے خراد کا کام ان سے سیکھا تھا۔ وہ ملنگ جوگی تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ بہت وقت ضائع کیا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ مجھے ان کے الفاظ آج بھی یاد ہیں...... کہنے لگے ''دورنگی چھوڑ' یک رنگ ہوجا...... کہنے لگے اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہو اور یہ علم بھی مانگتے ہو۔'' شوق کا یہ عالم تھا کہ میں نے کہا' استاد جی ٹھیک ہے' آپ جو کہتے ہیں' وہی کروں گا۔ پھر میں نے جائز و ناجائز نہیں دیکھا۔ استاد جی نے کہا کہ اب تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ گھر میں ہی بیٹھو اور عمل کرو۔ بس عمل شروع کرنے سے پہلے ہم سے اجازت لے جاؤ۔ جادوگری اور شیطانی علوم سیکھنے کے لئے پہلے کام کا آغاز ہی شرک سے کرنا تھا۔ غیراللہ کو پکارنا تھا۔ توحید پرست ہونے کے باوجود میں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ کیا کر رہا ہوں۔ چند وظائف جو استاد نے بتائے تھے' میں نے ان کی اجازت سے شروع کئے۔ ان وظائف میں اللہ کے نام کا شائبہ تک نہ تھا۔ تمام تر وظائف شرکیہ کلمات پر مبنی تھے۔ جب میں نے پہلا عمل مکمل کیا تو مجھے وہ کچھ حاصل ہوگیا جو میں کرنا چاہتا تھا۔ جب میں استاد صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ بتاؤ کچھ ملا کہ نہیں۔ تو میں نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔ ان عملیات کو سیکھنے کے بعد میں نے ان کو ہر جائز و ناجائز کام کے لئے خوب استعمال کیا۔ لیکن اس دوران میرے بہت نقصان بھی ہوئے۔ میرے ہاں جو اولاد پیدا ہوتی' فوت ہوجاتی۔ علامت یہ تھی کہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے جسم کی رنگت نیلی ہوجاتی۔ علاج معالجہ سے بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ اس دوران میرے 4 بچے فوت ہوگئے۔ پراسرار

علوم کا حصول اذیت ناک ہے۔ اس کے حصول کے لئے مصائب سے گزرنا پڑتا ہے اور اس کے حصول کے بعد انسان نہ صرف ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ اس کے برعکس شیطان کا ہمنوا بن کر اس کی خوشنودی کے حصول میں مگن رہتا ہے۔ اس واقعہ سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا۔ میرے ایک دوست صوفی کشور رحمان نے بھی اس دشت زار میں بہت وقت گنوایا لیکن وہ کچھ حاصل نہ کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی خوش قسمتی ہے۔

میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے توبہ کی توفیق عطا کی۔ ورنہ بہت سے عامل توبہ کی نعمت سے محروم ہی رہے اور وقت رخصت ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے استقامت دے تا کہ میں ان خطرناک نتائج کو منظر عام پر لاسکوں جس کے باعث ایک مسلمان اپنی آخرت برباد کر سکتا ہے۔

ہمارے ہاں عاملوں کی کثیر تعداد دم' جھاڑ' غیر اللہ کی مدد سے کرتی ہے۔ لیکن عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا جاتا ہے کہ ہم نوری علم کے ذریعے فیض پہنچا رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ اپنے مریدوں کو متاثر کرنے کے لئے اندرون خانہ کالے علم کا سہارا لیتے ہیں۔ بظاہر نیک نام اور شرافت کے پیکر یہ دھوکہ باز دنیاوی لالچ کے لئے اللہ کی کھلی نافرمانی کر رہے ہیں۔

عورتوں کو آسانی سے بیوقوف بنایا جاسکتا ہے:

ان دھوکہ بازوں کا چرچا عورتوں کی زبانی سنا جاسکتا ہے۔ یہ عورتوں کے پیر مانے جاتے ہیں۔ عورتوں کا مسئلہ یہ ہے اگر بیماری بھی آجائے تو دوا کی بجائے تعویذ کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس لئے انہیں آسانی سے بیوقوف بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ کسی نہ کسی مشکل میں مبتلا رہتی ہیں۔ کسی کا شوہر ناراض ہے' کسی نے رشتہ داروں سے بدلہ لینا ہے اور کسی کی بیٹی کی شادی نہیں ہوتی۔ یہ اس حد تک ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں کہ اگر کسی عورت کا کام نہ بھی ہو تو عامل یا پیر کو قصوروار نہیں ٹھہراتیں بلکہ اس کے الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ پیر تو کامل تھا۔ بس قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا ورنہ

فلاں کا بھی کام ہوا ہے‘ فلاں کا بھی۔

اللہ کی پناہ دنیا کا کوئی اخبار پبلسٹی کا وہ کام نہیں کرسکتا جو ایک تن تنہا عورت سر انجام دے سکتی ہے۔ جب میں نے تعویذوں کے علم میں کمال حاصل کر لیا اور اپنے کام کا آغاز کیا تو میرا خیال تھا کہ میرے پاس کس نے آنا ہے۔ ابھی میں نے دو تین کام ہی کیے تھے کہ ضرورت مندوں کی قطاریں لگ گئیں۔ تعویذات کا عمل با قاعدہ ایک علم ہے۔ تعویذات کے عمل میں مجھے کس طرح کامیابی ہوئی‘ یہاں اس کا ذکر مناسب نہیں۔ اس سے لوگوں میں اسے سیکھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے ہاں سیدھے راستے پر چلنے کی بجائے الٹ راستے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

جادو کے ذریعے حقیقت نہیں بدلتی:

یہ بات ذہن میں رہے کہ جادو کے ذریعے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی کیونکہ جادو نظروں پر کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مدمقابل جادوگروں نے رسیوں پر جو جادو کیا اس سے حقیقت تو تبدیل نہیں ہوئی مگر موسیٰ علیہ السلام کو سانپ نظر آئے۔ قرآن بھی اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے۔

جہنم میں جانے کا آسان طریقہ:

اس قسم کی باتوں میں ہر شخص دلچسپی محسوس کرتا ہے اور کئی لوگوں کے دل میں وقتی طور پر یہ خیال ضرور آتا ہوگا کہ کاش انہیں بھی کہیں سے ایک جن مل جائے یا کوئی کامل استاد ان کا وظیفہ عملیات مکمل کر دے۔ لیکن یہ کام اتنے آسان نہیں۔ اس میں دنیا کے ساتھ ساتھ انسان کی آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا شوق ہے جو انسان کو آسانی کے ساتھ جہنم میں لے جا سکتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے عملیات کی دنیا میں نام پیدا کیا اور اخباروں میں ان کے بڑے بڑے اشتہار چھپتے ہیں‘ انہیں معلوم ہے کہ وہ کس عذاب سے گزر رہے ہیں۔ بظاہر خوش و خرم نظر آنے والے اور بھاری نذرانوں کے عوض من کی مرادیں پوری کرنے والے اندرون خانہ کن حالات سے گزرتے ہیں‘ وہ ابھی آپ پڑھ لیں گے۔

کیا جنات قابو میں آتے ہیں؟:

شب و روز کی محنت کے بعد عملیات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد جو لوگ جنات کو قابو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں' میرے نزدیک وہ بے وقوف ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ جن کسی کے قابو میں نہیں آتے بلکہ عامل خود جنات کے قابو میں ہوتا ہے۔ یہاں اپنا ذاتی واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ میں نے جو عمل کئے ہوئے تھے' ان میں بہت سے عمل جلالی اور جمالی تھے۔ کامیابی کے ساتھ عامل وظیفہ مکمل ہونے پر موکلات کو اپنا پابند کرنے کے لئے انہیں شرائط ماننے پر مجبور کرتا ہے جس کے ذریعے اس نے ان سے کام لینے ہوتے ہیں۔ اس معاہدے میں بہت سی شرائط موکلات کی بھی ماننی پڑتی ہیں۔ ایک عمل میں جب مجھے کامیابی ہوئی تو موکلات نے مجھے تین باتوں کا پابند کر دیا کہ لہسن نہیں کھانا' دہی نہیں کھانا' اس نلکے کا پانی نہیں پینا جس میں چمڑے کی ''بوکی'' استعمال کی گئی ہو (دیکھیں کس طرح اس راہ میں حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے رشتہ داروں نے ہماری دعوت کی۔ مجبوراً مجھے وہاں جانا پڑا۔ انہوں نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے اور وہی ہوا۔ انہوں نے جو گوشت پکایا ہوا تھا' اس میں انہوں نے لہسن ڈالا ہوا تھا۔ جب کھانا شروع ہوا تو سب کھانا کھا رہے تھے اور میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اور تذبذب میں مبتلا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں؟ دعوت کرنے والے بھی ناراض ہو رہے تھے اور ان کا اصرار بڑھتا جا رہا تھا کہ آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟ میں نے انہیں کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ مجھے چینی لا دیں۔ میں اس کے ساتھ روٹی کھا لوں گا۔ تو وہ کہنے لگے کہ تھوڑا سا ہی کھا لو۔ ہم نے اس میں زہر تو نہیں ڈالا ہوا مگر میں جانتا تھا کہ میرے لئے وہ زہر ہی تھا۔ معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں کھانا کھاتے ہی مجھ پر مصیبت ٹوٹ پڑنی تھی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ ان پر میری اصلیت ظاہر ہو۔ کیونکہ انہیں میری صلاحیتوں کے بارے میں علم نہ تھا۔ جب انہوں نے مجبور کیا تو میں نے ایک لقمہ لگایا۔ وہ لقمہ ابھی میرے حلق سے نیچے نہیں اترا تھا کہ ایک جن (شیطان) نے آ کر مجھے

گردن سے دبوچ لیا اور کہنے لگا کہ عامل صاحب آپ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور شرط توڑدی۔اب ہم آپ پر غالب ہیں۔اب بتائیں آپ کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ تو میں نے دوسرے عملیات کے سہارے ان سے جان چھڑائی اور بعد میں ان سے معذرت کی۔اگر مجھے اس کے علاوہ عملیات پر عبور نہ ہوتا تو وہ جن مجھے جان سے مار دینے سے بھی دریغ نہ کرتے۔اس سے آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ عامل نے جنات کو قابو کیا ہوتا ہے یا خود ان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔

واقعات تو بہت سے ہیں لیکن اس طرح کا ایک اور واقعہ بیان کردیتا ہوں۔ میں نے ایک عمل کیا۔اس کی شرط یہ تھی کہ پیشاب وغیرہ کرنے سے پہلے اپنے ساتھ پانی رکھ کر گول دائرے کا حصار کھینچنا ضروری تھا۔ایک مرتبہ میں سفر کررہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ کچھ دیر تو میں نے کنٹرول کیا لیکن جب نہ رہا گیا تو میں نے گاڑی سے نیچے اتر کر پانی کی تلاش شروع کردی۔لیکن نزدیک کہیں پانی نہیں مل رہا تھا۔آخر دور ایک جگہ بہت بڑی کھال میں پانی نظر آیا۔ وہاں پہنچا' پیشاب کی شدت سے میرا برا حال تھا۔ بڑی مشکل سے اپنے اردگرد بہت بڑا دائرہ لگایا اور پھر پیشاب کرکے اس عذاب سے نجات حاصل کی۔آپ اندازہ لگائیں مصیبت میں جن گرفتار ہیں یا عامل......؟

ایک عامل کی حالت زار:

ہمارے نزدیک ایک گاؤں کے زمیندار کو یہ شوق پیدا ہوا کہ کسی طرح عامل بن جاؤں۔ بڑی مشکل سے اس نے کسی سے عمل پوچھا۔اس نے پانی کے کنارے بیٹھ کر وہ وظیفہ پڑھنا شروع کردیا۔ مگر اس وظیفہ میں کامیابی ہونے کی بجائے عمل الٹ ہوگیا اور جن (شیطان) اس زمیندار پر غالب آگیا اور اسے اپنی جان چھڑانی مشکل ہوگئی۔وہ زمیندار اس جن سے جان چھڑانے کے لئے بہت سے عاملوں کے پاس گیا مگر ہر ایک نے یہ کہا کہ تم نے یہ مصیبت خود خریدی ہے۔ہم آپ کی مدد نہیں کرسکتے۔

کالے جادو کے ماہر کی زندگی تباہ اور اولاد ہلاک ہو جاتی ہے:

جب کسی انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش مسلط کی جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں اسے دنیاوی نقصانات اور ذہنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے تو ایسے حالات میں وہ گھبرا جاتا ہے اور صدقہ وخیرات' ذکرواذکار اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کے ذریعے رجوع کرنے کے بجائے بے تابی کے ساتھ کسی ایسے پیر یا عملیات کے ماہر کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے جس کے بتائے ہوئے وظیفوں یا دیئے گئے تعویذوں کی بدولت اپنی دکھ بھری زندگی کو راحت وسکون میں بدل سکے۔ شاید ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ مشکل کشا اللہ کی ذات ہے۔ اللہ بزرگ و برتر بہت رحم کرنے والے اور مہربان ہیں۔ ہم ہی نادان ہیں کہ اس کے در پر حاضری کی بجائے دربدر بھٹکتے رہتے ہیں۔

ایسے لوگ تعداد میں زیادہ ہیں جو عاملوں کے کمالات اور فن کے مظاہرے دیکھ کر ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو عملیات سیکھنے کے شوق میں اپنی پرسکون زندگی کو نہ ختم ہونے والی بے سکونی کے زہر سے آلودہ کر لیتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جس علم کو حاصل کرنے کی خواہش کر رہے ہیں اس کے حصول کی خاطر کن جان لیوا اور خطرناک مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

میرے استاد محترم کی آخری خواہش:

میرے استاد عبدالقیوم مرحوم کہا کرتے تھے۔ مجھے ان عملیات کی بدولت بہت شہرت اور عزت نصیب ہوئی۔ دوست احباب کا وسیع حلقہ قائم ہوا۔ دولت کی بھی کوئی کمی نہیں لیکن یہ سب کچھ میرے کس کام کا؟ نہ ہی میری بیوی میرے پاس رہی اور اللہ کی خاص نعمت اولاد سے محروم رہا۔ اب میرے بعد میرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ یہ سب دنیاوی آسائشیں میرے کسی کام نہیں آئیں گی۔ وہ کہا کرتے تھے' میں نے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں تباہ کر لی۔ ان کی بہت خواہش تھی کہ کاش میری اولاد ہوتی۔ انہوں نے آخری عمر میں ان عملیات سے نجات حاصل کرنے کے

لئے بہت جتن کئے کہ اللہ کا کوئی ایسا نیک بندہ مل جائے جو میری ان سے جان چھڑا دے۔ لیکن انہوں نے اتنے بھاری اور سخت عمل کئے ہوئے تھے کہ مرتے دم تک تلاش بسیار کے باوجود انہیں کوئی ایسا عامل نہ مل سکا جو ان کی جان چھڑا دیتا اور وہ یہ حسرت دل میں لئے دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

تعویذات' عملیات کے ذریعے من پسند شادیوں کا انجام:

یہاں میں ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے ایک بات بتا دوں جو ہزاروں روپے خرچ کر کے اس چکر میں رہتے ہیں کہ تعویذات کے ذریعے اپنی من پسند کی جگہ پر شادی کرالیں۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو بھی جائیں تو ساری عمر ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں بلکہ انتہائی دردناک انجام سے دوچار ہوتی ہیں کیونکہ عامل نے لڑکی کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے جو موکل (شیطان) مسلط کیا ہوتا ہے، وہ آسانی کے ساتھ جان نہیں چھوڑتا۔ اس کا علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔ پھر وہی موکل پورے خاندان یعنی بچوں اور خاوند کو بھی تنگ کرتا ہے۔ اس طریقہ سے من پسند جگہ پر شادی کرانے والا شخص مرتے دم تک عاملوں کے لئے کمائی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پراسرار علوم پر دسترس حاصل کرنے والے عاملوں کو اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ کالے پیلے عملیات اور موکلات کو زیر کرنے کے دوران مجھے بھی ان تلخ نتائج کا سامنا کرنا پڑا۔ اس تمام عرصہ میں مجھے بہت سے نقصانات اٹھانے پڑے۔ میرے چار بچے یکے بعد دیگرے فوت ہوئے۔ جو بچہ بھی پیدا ہوتا' پیدائش کے چند گھنٹوں کے بعد اس کے جسم کی رنگت نیلی ہو جاتی جو اس بات کی نشانی تھی کہ یہ عملیات کا نتیجہ ہے۔ جنات کو قابو کرنے کا شوق ہی ایسا ہے کہ انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ اتنا بے حس ہو جاتا ہے کہ اسے یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ جس راستے پر گامزن ہے، اس کا انجام کتنا دردناک ہوگا۔

میری توبہ کی کہانی اور حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

میری توبہ کا قصہ بھی عجیب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھلائی

مقصود ہوتی ہے تو اس شخص کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے خود اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ فرمان رسول ﷺ کا مفہوم ہے کہ آدم کا ہر بیٹا خطا کار ہے۔ مگر بہترین خطا کار وہ ہے جو اپنی غلطی تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور آئندہ ایسے کاموں سے توبہ کر لیتا ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتے۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور میں خراد کا پرزہ خریدنے کے لئے لاہور گیا۔ کافی تلاش کے باوجود مجھے وہ پرزہ نہ ملا کیونکہ اکثر دکانیں جمعۃ المبارک کی وجہ سے بند تھیں۔ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے میں نے دالگراں چوک میں حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کا انتخاب کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میرا ارادہ کرنا اللہ کی طرف سے رحمت کا سبب بن گیا۔ میں خطبہ شروع ہونے سے دس منٹ پہلے مسجد میں پہنچ گیا۔ حافظ صاحب نے اس جمعہ میں قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں جادوگری' عملیات اور جنات کے ذریعے ناجائز کام لینے والوں کو ابدی جہنمی قرار دیا مگر انہوں نے یہ بات بھی بیان کی کہ جو شخص یہ سمجھ کر کہ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور اللہ سے توبہ کر کے اس کام کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ وہ اسے معاف کر دیں گے۔ ان کی باتوں کا میرے دل پر زبردست اثر ہوا۔

نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد میں حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر کوئی شخص عملیات کے کام کو چھوڑنا چاہے تو اسے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے تو انہوں نے کہا کہ ایک تو مضبوط ارادے کے ساتھ چھوڑے اور دوسرا یہ کہ مسلسل توبہ استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ وہ اس پر رحم کرے گا اور اسے معاف فرما دے گا۔ میں نے اسی وقت مسجد میں بیٹھ کر اللہ سے عہد کر لیا کہ یہ سب کام چھوڑ دوں گا اور آئندہ کے لئے عملیات سے توبہ کر لی۔ جب میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک راہ گیر مجھے ملا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ پرزہ مجھے نہیں مل رہا۔ وہ شخص مجھے بازو سے پکڑ کر ایک قریبی دکان پر لے گیا اور کہا کہ اگر یہ پرزہ یہاں سے نہ ملا تو پھر کسی اور دکان سے بھی نہیں ملے گا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور مجھ پر رحمت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ میں وہ پرزہ وہاں سے خرید کر گھر واپس آ گیا۔

اب میں نے یہ جدوجہد شروع کر دی کہ جلد از جلد عملیات سے جان چھڑائی جائے۔ میں بہت سارے عاملوں کو جانتا تھا۔ ان میں بہت سے روحانی علوم پر دسترس رکھنے والے بھی تھے۔ سب سے پہلے میں سنت پورہ گوجرانوالہ میں حافظ محمد یوسف کے پاس گیا اور ان کو اپنے پاس موجود عملیات کے ذخیرے کی تفصیل سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اب میں انہیں چھوڑنا چاہتا ہوں۔ میری گفتگو سن کر حافظ صاحب نے میری طرف بہت غصے سے دیکھا اور کہا کہ بیٹا جو کچھ تمہارے پاس ہے' اس کو لے کر یہاں سے نکلنے کی بات کرو۔ یہ میرے بس سے باہر ہے۔ کچھ دن بعد میں نے حافظ صاحب کے ایک قریبی دوست کو جس کی بات وہ ٹال نہیں سکتے تھے، منت سماجت کر کے ساتھ لیا اور دوبارہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا تاکہ میرا مسئلہ حل ہو جائے۔ حافظ صاحب نے اپنے دوست کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کیا، تم کس کی سفارش کرنے آئے ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس بچے نے جو عمل کئے' وہ سارے قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میرے پاس اتنی طاقت نہیں کہ میں انہیں سنبھال سکوں کیونکہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس کے موکلوں میں کوئی سکھ ہے' کوئی عیسائی اور کوئی ہندو ہے۔ مگر حافظ صاحب کے دوست اور میرے سفارشی نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ اگر یہ آپ کے بس کا روگ نہیں تو کسی کا پتہ ہی بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈسکہ کے قریب نندی پور کی جھال کے قریب اللہ کا ایک بندہ رہتا ہے۔ آپ اس کے پاس پہنچ جائیں۔ شاید آپ کا کام ہو جائے۔

آپ اندازہ کریں کہ جس علم کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنی ساری زندگی کا سنہری دور ضائع کر دیا اور دن رات سخت محنت ومشقت میں گزارے' اب اس کو چھوڑنے کے لئے نئے سفر کا آغاز ہوا۔ چند دن بعد میں حافظ صاحب کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا۔ اس وقت اس اللہ کے بندے کی عمر 90,85 سال کے قریب ہوگی۔ مجھے انہوں نے سختی سے کہا کہ نکل جاؤ یہاں سے۔ تم جو کچھ لے کر آئے ہو' یہ ہمارے والا کام نہیں۔ میں نے اس وقت اللہ سے فریاد کی کہ یا اللہ! میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میں نے ان کی بہت منت سماجت کی کہ میری ان عملیات سے جان چھڑائیں لیکن انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ ہاں البتہ

آزاد کشمیر میں ایک کالے علم کا ماہر عامل تمہاری مشکل حل کر دے گا۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ تمہارے تمام عملیات کو خوش دلی سے قبول کر لے گا اور تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد میری بے قراری میں مزید اضافہ ہو گیا۔ چند دن کے بعد میں مظفر آباد آزاد کشمیر میں اس عامل کے ڈیرے پر پہنچ گیا۔ اس نے آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک پہاڑی کو اپنا مسکن بنایا ہوا تھا۔ شاید اسے پہاڑی پیر کہتے تھے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ مجھے دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس نے میری بہت عزت کی۔ میں نے اسے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا تو وہ مجھے کہنے لگا! ہماری مثال ان دو قیدیوں جیسی ہے جو ایک جیل میں بند ہیں۔ ایک قیدی دوسرے سے کہتا ہے کہ مجھے آزاد کراؤ لیکن جو خود قید میں ہے' وہ دوسرے کو کیسے آزاد کرائے۔ اس نے کہا کہ میں بھی تمہاری طرح ان سے جان چھڑانا چاہتا ہوں لیکن ابھی تک اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوا۔ مختصر یہ کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ میں نے اس کی بہت منت سماجت کی اور کہا کہ تمہاری جان چھوٹتی ہے یا نہیں لیکن جو کچھ میرے پاس ہے' اسے اللہ کے لئے اپنے پاس رکھ لو اور اپنے موکلات کی تعداد میں اضافہ کر لو۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ برخوردار! میں تم سے یہ سب کچھ لے لوں مگر میرے موکلات اور نسل کے ہیں اور تمہارے موکل اور نسل کے۔ میں نئی مصیبت مول نہیں لے سکتا۔ میں جس مصیبت میں پہلے پھنسا ہوا ہوں' میرے لئے وہی کافی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ پھر مجھے کوئی ایسا عامل بتا دیں جو میرا مسئلہ حل کر دے تو وہ کہنے لگا کہ میرے خیال میں اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ جس شخص سے تم نے یہ عمل سیکھے ہیں' اگر وہ زندہ ہے تو اس کی منت سماجت کرو۔ وہ تمہاری جان چھڑا سکتا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں یہ کام کر کے بھی دیکھ چکا ہوں لیکن میرے استاد کہتے ہیں کہ جو تیر ایک مرتبہ کمان سے نکل جائے' وہ کبھی واپس نہیں آتا۔ آزاد کشمیر والا عامل بندہ تو ٹھیک نہیں تھا لیکن اس نے مجھے جو مشورہ دیا' اس سے مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا کہ جب انسان بے بس ہو جائے اور اس کا کہیں چارہ نہ چلے تو پھر ایک ذات اللہ بزرگ و برتر کی ہے۔ اگر اس سے رجوع کرے تو وہ خود ہی کوئی سبب پیدا کر دیتی ہے۔

میں اس کی یہ باتیں سن کرنا کام و نامراد آزاد کشمیر سے لوٹ آیا۔اس کے بعد مجھے گجرات کے نزدیک کوٹلی تنوروالی میں ایک بزرگ کے بارے میں علم ہوا۔میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی مجھے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ بیٹا جو کچھ تمہارے پاس ہے' مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کو سنبھال سکوں۔تم نے سب سے مختلف اور مشکل عمل کئے ہیں۔کسی اور سے رابطہ کرو۔

ایک دن میں نے شہر سے باہر آبادی سے دور ایک ویران مقام پر اللہ کے حضور طویل دعا میں اپنے دل کا غبار نکالا اور رو رو کر التجا کی کہ یا اللہ مجھے معاف کر دیں اور میرے لئے آسانیاں پیدا فرمائیں۔اللہ کے حضور دعا کے دوران مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جو زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی اور نہ شاید آئندہ کبھی ہو سکے۔اس بناء پر میرے دل نے شہادت دی کہ اللہ نے تمہاری دعا سن بھی لی ہے اور قبول بھی کر لی ہے اور جلد تیرے علم کا سورج غروب ہو جائے گا اس کے بعد میں مطمئن گھر واپس آ گیا۔

(اور قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے واقعی ان کی دعا سن لی اور انہیں ان عملیات سے نجات دے دی)

توہین قرآن کا مرتکب عامل:

میں جن حقائق سے پردہ اٹھانے کا جرم کر رہا ہوں' اس سے بہت سے لوگوں کو تکلیف تو ہوگی لیکن آخر کب تک ہم حقائق سے منہ چھپاتے رہیں گے۔میری اس تحریر کی بنیاد عملیات کے میدان میں ذاتی تجربہ اور ان گنت عاملوں سے ملاقات کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی معلومات پر مبنی ہے۔مجھے بہت سے عاملوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ایک بدنصیب عامل جو اب اس دنیائے فانی سے کوچ کر چکا ہے' اللہ جانے اس کا انجام کیا ہوگا۔جب وہ کسی کا نقصان کرنے کے لئے تعویذ تیار کرتا تو سیاہی کی دوات میں حقے کا پانی استعمال کرتا۔اس کا کہنا تھا۔اس سے تعویذ کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔یہ تعویذ قرآنی آیات سے لکھا جاتا ہے۔جتنی بے حرمتی قرآن مجید کی پیشہ ور عامل کرتے ہیں' کوئی مسلمان اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔اسی طرح ایک روحانی عامل کا معمول تھا کہ وہ قرآنی آیات کے تعویذ حرام جانوروں بالخصوص الو کے خون سے لکھتا۔آپ خود غور کریں

قیامت کے دن ان کا کیا حشر ہوگا۔ سورۃ فاتحہ جو ہر بیماری کے لئے شفا کا درجہ رکھتی ہے' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عامل سورۃ فاتحہ کو ایک تعویذ پر الٹے حروف میں لکھ رہا تھا۔

کیا پیشہ ور عامل عورتوں کو آسانی کے ساتھ بے وقوف بنا لیتے ہیں؟

تمام والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دنیاوی تعلیم حاصل کر کے اپنا اور والدین کا نام روشن کرے اور انہیں معقول روزگار مل جائے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، تمام قسم کے دنیاوی علوم پر برسوں محنت کر کے دسترس حاصل کرنے والے ان ماہرین کی اکثریت قرآن وسنت کی بنیادی تعلیم سے بھی لاعلم ہوتی ہے' یہی وجہ ہے جب کسی پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو اسے یقین نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ سے خود رجوع کر کے ان پریشانیوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر ہم اپنی مصروفیات سے معمولی سا وقت نکال کر اللہ کی خوشنودی کے حصول کی خاطر قرآن حکیم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کو اپنا معمول بنالیں تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں نہ صرف ہماری دنیاوی زندگی امن وسکون اور خوشحالی کا گہوارہ بن جائے بلکہ ہماری آخرت بھی سنور جائے۔

آج قرآن سے دوری اور جہالت کی وجہ سے عورتوں کی کثیر تعداد نوسر باز قسم کے پیروں کی جعلی کرامات سے متاثر ہو کر جب اپنے مسائل کے حل کی خاطر ان سے رجوع کرتی ہے تو وہ آسانی کے ساتھ انہیں اپنے جال میں پھانس لیتے ہیں۔ اس قسم کی خواتین کے دماغ میں اگر تھوڑی سی بھی عقل موجود ہو تو انہیں ضرور سوچنا چاہئے کہ جس پیر کا اپنا گھر ان کے دیئے ہوئے دس' بیس یا سو روپے کی فیس یا نذرانوں کے سہارے چل رہا ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے مجبور' پریشان اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنا پڑتا ہے' وہ اپنے لئے کیوں کوئی باعزت روزگار کا انتظام نہیں کرتا؟ اس کی وجہ میں بتاتا ہوں۔ پیروں اور عاملوں کی اکثریت کوئی کام کر ہی نہیں سکتی۔ یہ بے چارے تو خود بے روزگاری کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس مذموم دھندے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایک مقولہ بہت مشہور ہے کہ ''عورتوں کا

پیر کبھی بھوکا نہیں مرتا۔" اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ عورتوں کو آسانی کے ساتھ بے وقوف بنایا جاسکتا ہے۔

اسلامی ماحول میں اولاد کی تربیت کے فوائد:

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان تکلیفوں سے محفوظ رکھا ہے' بجائے اس کے کہ وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہونے کا انتظار کریں، ان کو چاہئے کہ وہ مصائب کا سیلاب آنے سے پہلے بند باندھ لیں اور آپ ﷺ کی بتائی ہوئی مسنون دعاؤں اور ذکر واذکار کے ذریعے قبل از وقت آنے والے برے وقت سے اپنے دامن کو بچالیں۔ احکام الٰہی کو مسلسل نظر انداز کرنے' اسلامی طرز زندگی سے بیزاری اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے روگردانی کی وجہ سے آج اشرف المخلوقات ان گنت مسائل میں مبتلا ہے۔ اگر اب بھی کوئی مضبوط ارادہ کرلے اور روزہ مرہ زندگی میں آپ ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھے تو جادو' تعویذات' نظر بد اور جنات کے اثرات سے قبل از وقت احتیاطی تدابیر کے ذریعے بچاؤ ممکن ہے۔ جو والدین چاہتے ہیں کہ وہ اور ان کی اولاد حسد کرنے والوں اور شیطانی چالوں کے ذریعے پہنچنے والی پریشانیوں اور نقصانات سے محفوظ رہے' انہیں چاہئے کہ وہ خود اور اپنی اولاد کو تمام اسلامی احکامات کا پابند بنائیں۔ جنات کا سایہ' نظر بد اور جادو کے اثرات سے بچنے کے لئے اسلامی ماحول میں کی گئی اولاد کی تربیت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

جہاں اولاد کے لئے والدین کی فرمانبرداری کا سختی کے ساتھ حکم ہے' وہاں والدین کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اسلامی احکامات کے مطابق کریں۔ جو والدین اس سلسلہ میں خلوص نیت کے ساتھ اپنا فرض ادا کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی اولاد کو شیطانی وسوسوں اور ان سے پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ جس وقت بچہ بولنا شروع کرے تو سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ سکھایا جائے اور ساتھ ساتھ اسے اسلامی آداب اور دینی تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو پیغمبر

آخرالزماں ﷺ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے اسے نماز کی ترغیب دی جائے۔ جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے اور غفلت برتنے پر اس سے سختی کے ساتھ باز پرس کی جائے۔ اس کے علاوہ بچے کی تمام حرکات وسکنات پر نظر رکھنا ماں باپ کے فرائض میں شامل ہے۔ انہیں علم ہونا چاہئے کہ ان کی اولاد کا حلقۂ احباب کیسا ہے؟ بچے کو کھلی آزادی اور دین سے دوری اس کے لئے تباہی کا سبب بنتی ہے۔ جب یہی بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو جنات اور شیاطین کو انہیں قابو کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ ماں باپ کی غفلت' لاپرواہی اور اسلامی اصولوں سے لاعلمی نہ صرف بچوں کو بے راہ روی کا راستہ اختیار کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جب انہیں زندگی کے کسی موڑ پر کسی حاسد سے پالا پڑتا ہے جو ان کو نقصان پہنچانے کے لئے شیطانی ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کے توڑ کے لئے عاملوں اور پیروں فقیروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو ان کو غیر شرعی اور شرکیہ کلمات کا راستہ بتاتے ہیں۔

عملیات کرنے کے عرصے کے دوران میرے علم میں یہ بات آئی کہ جو والدین اپنے بچوں کو طہارت اور پاکیزگی کا درس نہیں دیتے اور آپ ﷺ نے صبح وشام اور مختلف اوقات کے لئے جو دعائیں بتائی ہیں' بچوں کو وہ دعائیں یاد نہیں کراتے' ان بچوں میں خود اعتمادی کی بہت کمی ہوتی ہے۔ وہ بچے وہم کا بہت جلد شکار ہو جاتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر ڈر جاتے ہیں۔

میری معلومات کے مطابق جس عامل نے بھی کسی طریقہ سے جنات کو قابو کیا ہو' اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حالانکہ عملیات کے میدان میں یہ کوئی بہت بڑا کمال نہیں۔ اس قسم کے عاملوں کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لئے جانا مناسب نہیں۔ آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے یہ عمل غیر شرعی طریقوں سے حاصل کئے ہوتے ہیں۔ بہت سارے ایسے عامل بھی ہیں کہ جن کے پاس تو کچھ نہیں ہوتا لیکن صرف شعبدہ بازی کے ذریعے لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے پیٹ کا دوزخ بھر رہے ہیں اور لوگوں سے بھاری نذرانے وصول کرتے ہیں۔

ایک جعلی پرہیزگار عامل کا قصہ:

یہاں میں آپ کو ایک بہت نیک اور پرہیزگار قاری صاحب کا واقعہ سناتا ہوں تاکہ اس قسم کے لوگوں سے آپ لٹنے سے بچ جائیں۔ ان کے چنگل سے نکلنے میں آسانی ہو۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ہمارے گھر کسی نے تعویذ دبائے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ہم بہت سی مشکلوں میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے میں نے فلاں قاری صاحب کی خدمات حاصل کی ہیں جو بہت نیک اور پرہیزگار ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ جس دن قاری صاحب نے آنا ہو مجھے ضرور بلانا۔ کیونکہ میں شعبدہ بازی کے تمام طریقوں سے واقف تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر کوئی نوسرباز ہوگا تو اسے پکڑنے میں آسانی رہے گی اور میرا یہ دوست اس کی بھاری فیس سے بچ جائے گا۔

جس دن قاری صاحب تشریف لائے' میں بھی موقع پر پہنچ گیا۔ قاری صاحب کیسے پکڑے گئے اور وہ کیا کمال کرتے تھے' اس کی تفصیلات آپ کی تفریح طبع اور علم میں اضافے کا باعث بنیں گی۔

قاری صاحب کا طریقہ کار یہ تھا کہ جس گھر سے تعویذ نکالنے ہوتے' وہ سب سے پہلے اس گھر میں جاتے ہی وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور جائے نماز پر بیٹھ جاتے۔ قاری صاحب کے سر پر ایک بڑی دستار اور کندھوں پر چادر ہوتی۔ اس چادر کو وہ اس طرح اوڑھتے کہ ان کی پگڑی اس میں چھپ جاتی۔ اس کے بعد وہ عمل کا آغاز کرتے۔ قرآنی آیات کثرت سے پڑھتے۔ تمام گھر والوں کی دوڑیں لگوا دیتے کہ فلاں کمرے کے فلاں کونے میں دیکھو۔ کہیں تعویذ تو نہیں پڑے۔ غرض پورے گھر میں بھونچال آ جاتا۔ جب کہیں سے تعویذ برآمد نہ ہوتے تو آخر میں گھر والوں سے کہتے کہ ان تعویذوں کو موکلات کے ذریعے حاضر کرنا پڑے گا۔ یہ اس طرح نہیں سمجھیں گے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ دو رکعت نماز نفل کے لئے کھڑے ہوتے اور اپنی چادر کو اچھی طرح جھاڑتے کہ گھر والوں کو تسلی ہو جائے کہ اس میں کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔ پہلی رکعت

میں وہ اپنے جسم اور چہرے کی حرکات وسکنات سے اس قسم کی اداکاری کرتے کہ دیکھنے والوں کو یقین ہوجاتا کہ جیسے سچ مچ کوئی جن حاضر ہورہا ہے۔ دوسری رکعت میں وہ اپنے جسم پر شدید قسم کی کپکپی طاری کرلیتے۔ جب وہ آخری سجدے کے بعد سلام پھیرتے تو تعویذ خود بخود ان کے اردگرد ہی کہیں زمین پر حاضر ہوجاتے۔ یہ تعویذ مٹی میں دبائی ہوئی گڑیا کی شکل کے ہوتے اور ان میں لوہے کی سوئیاں پیوست ہوتیں۔ قاری صاحب سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں سے انجان بن کر پوچھتے کہ دیکھیں کہیں تعویذ تو نہیں آ کر گرے۔ گھر والے فوراً بتاتے کہ قاری صاحب تعویذ وہ سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ قاری صاحب ان گڑیا نما تعویذات کو پکڑتے اور گھر والوں سے کہتے کہ میرے موکلات نے بڑی محنت سے انہیں زمین سے نکالا ہے۔ کسی حاسد نے آپ کو تباہ و برباد کرنے کے لئے چوری چھپے انہیں زمین میں دبا دیا تھا۔ آپ جلدی سے کوئی تیز چھری یا بلیڈ لے کر آئیں تاکہ اس کے اندر بھی اگر کچھ رکھا گیا ہو تو اس کا توڑ کیا جاسکے۔ جب تیز قسم کے بلیڈ کے ذریعے اس گڑیا نما تعویذ کی چیر پھاڑ کی جاتی تو اندر سے قسم ہا قسم کے تعویذ برآمد ہوتے تو قاری صاحب بتاتے کہ یہ تو اب اوورڈیٹ ہوگئے ہیں۔ یعنی ان کی تاریخ ختم ہوگئی ہے۔ اگر میں انہیں بروقت نہ نکالتا تو آپ کا بہت نقصان ہوتا۔ اگر ان کی مدت ختم نہ ہوتی تو ان کا علاج 500 روپے میں ہوجانا تھا۔ مگر اب ان کے زہریلے اثرات دور کرنے کے لئے مجھے بہت محنت کرنی پڑے گی۔ اگر اپنی سلامتی چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو 2100 روپے ادا کرنے ہوں گے۔ گھر والے اپنی جان بچانے کے لئے 2100 روپے دینے پر آسانی سے آمادہ ہوجاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اور اس کے علاوہ قاری صاحب کی کرامات کی کافی تفصیل سے مجھے میرے دوست نے آگاہ کیا ہوا تھا۔ اس لئے جب قاری صاحب نے میرے دوست کے گھر میں یہی ڈرامہ شروع کیا تو مجھے شک گزرا کہ اصل کمال قاری صاحب کی بلند و بالا دستار کرتی ہے جو انہوں نے رعب و دبدبے اور بزرگی کے لئے سر پر باندھی ہوئی ہے۔ ہو نہ ہو وہ گڑیا نما تعویذ اسی میں چھپا کر لاتے ہیں۔ قاری صاحب نے میرے دوست کے گھر میں بھی وہ تعویذ نکالنے کے لئے تمام مراحل طے کئے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ جب قاری صاحب اس مقام پر پہنچے کہ تعویذ کسی نے زمین میں

گھرے دبائے ہوئے ہیں اور انہیں موکلات کے ذریعے حاضر کرنا پڑے گا اور قاری صاحب دو رکعت نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے تو میں نے آنکھ بچا کر پانی کے نل سے لوہے کا چھوٹا سا زنگ آلود ٹکڑا توڑ کر قاری صاحب کی دستار پر پھینک دیا۔ قاری صاحب چونکے کہ میری دستار پر کیا گرا ہے۔ میں نے کہا کہ قاری صاحب آپ کی پگڑی پر چھپکلی گری ہے۔ قاری صاحب نے بدحواس ہو کر تیزی سے ادھر ادھر ہاتھ مارا تو ان کی دستار میں تین گڑیا نما تعویذ جو مٹی میں اٹے ہوئے تھے' نیچے گر گئے۔ قاری صاحب نے نہایت چالاکی کے ساتھ ان پر چادر ڈال لی اور قمیص کے نیچے ان کو چھپا لیا۔ یہ عمل انہوں نے اتنی تیزی کے ساتھ کیا کہ گھر والوں کو اس کا علم نہ ہوسکا۔ اس کے بعد انہوں نے نفل ادا کئے اور ساتھ ساتھ اداکاری کا مظاہرہ کیا۔ سلام پھیرنے کے بعد انہوں نے گھر والوں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ پر کسی نے کوئی تعویذ نہیں کیا۔ آپ کو وہم ہے، اس لئے گھبرانے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کریں۔ میں بڑے صبر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے گھر والوں کو کہا کہ قاری صاحب نے تعویذ نکال لئے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ آپ کو کیوں نہیں دے رہے۔ اگر ان کی قمیص کے نیچے سے تین گڑیا نما تعویذ نہ نکلیں تو میں 10 ہزار روپے جرمانہ ادا کروں گا۔ گھر والوں کے مجبور کرنے پر قاری صاحب کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا تو قاری صاحب کہنے لگے کہ گھر آئے ہوئے مہمان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتے۔ بجائے اس کہ وہ شرمسار ہوتے' انہوں نے گلے شکوے شروع کر دیئے۔ بہرحال میرا دوست ان کے ہاتھوں لٹنے سے بچ گیا اور قاری صاحب کی بزرگی میں چھپا ہوا اصل چہرہ اس کے سامنے آ گیا۔ اگر کوئی شخص کسی مسئلہ سے دوچار ہو تو اسے ادھر ادھر بھاگنے کی بجائے خود ہمت سے کام لینا چاہئے اور مدد کے لئے صرف اللہ کو پکارے۔ اللہ تعالیٰ بہت غفور الرحیم ہے۔

ٹیلی پیتھی سیکھنے سے انسان پاگل کیوں ہو جاتا ہے؟

''دولت شہرت اور کامیابی کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب کے لاجواب' حیرت انگیز لیکچرز جو آپ کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ سائنسی' نفسیاتی اور روحانی طریقے سے دولت' شہرت اور کامیابی

کے خواہشمند سنجیدہ لوگوں کے لئے انمول تحفہ۔ تفصیلات کے لئے جوابی لفافہ ارسال کیجئے۔‘‘

یہ اس اشتہار کے مضمون کا ایک نمونہ ہے جو اکثر اخبارات میں شائع ہوتا ہے جس پر نمایاں حروف میں لکھا ہوتا ہے کہ ’’جن قابو کیجئے‘‘ اس اشتہار میں پرکشش اور دلفریب الفاظ کے ذریعے بے روزگار، پریشان حال، معصوم اور ناتجربہ کار نوجوانوں کو ٹیلی پیتھی ہپناٹزم اور پیراسائیکالوجی کے گمراہ کن کورسز کے ذریعے لامحدود اور پوشیدہ صلاحیتیں حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس قسم کے انسٹی ٹیوٹ اور اداروں میں نوجوانوں کو نہایت آسان طریقوں کے ذریعے کامیابی و کامرانی کی منزل تک رسائی کے سنہرے خواب دکھلا کر دونوں ہاتھوں سے لوٹا جاتا ہے۔ قابل رشک شخصیت بننے اور لامحدود صلاحیتوں کے بے مقصد، پرحماقت اور فضول شوق میں مبتلا لوگوں کی کثیر تعداد نہ صرف اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ برباد کرتی ہے بلکہ پرلطف زندگی کو خود اپنے ہاتھوں سے مصائب میں مبتلا کر کے سکون اور چین سے محروم ہو جاتے ہیں اور تمام تر کوششوں کے باوجود نتیجہ میں ان کے ہاتھ سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں آتا۔

کیا ٹیلی پیتھی کا عملیات کے ساتھ تعلق ہے؟

اس سے پہلے کہ میں اس سوال کی وضاحت، عمل کا تعارف اور اس کو کرنے کی صورت میں پہنچنے والے نقصانات کو اپنے سال ہا سال کے تجربات کی روشنی میں بیان کروں تاکہ آپ کو صحیح حقیقت کی تہہ تک پہنچنے میں آسانی رہے، میں سمجھتا ہوں، پہلے آپ کو اخباری اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بے وقوف بنا کر لوٹنے والے نوسربازوں کے طریقۂ واردات سے آگاہ کروں تاکہ وہ سیدھے سادھے افراد جو ان اشتہارات سے متاثر ہو کر آسانی سے دھوکہ دہی کا شکار ہو سکتے ہیں، وہ قبل از وقت ان کورسز سے پہنچنے والے نقصانات اور گمراہی سے بچ جائیں۔

ڈاکٹر صاحب کا وہ اشتہار پڑھ کر جس کا آپ پہلے مطالعہ کر چکے ہیں، ہم نے ان کے دیئے ہوئے پتہ پر مزید تفصیلات کے لئے خط ارسال کیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے ہمیں ایک بروشر بھیجا۔ اس میں درج چند پیراگراف اور سادہ لوح افراد سے بھاری رقوم ہتھیانے کے لئے

مختلف کورسز کی تفصیلات پڑھنے کے بعد آپ کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ اس قسم کے انسٹی ٹیوٹ نہ صرف غیر اسلامی افکار کا کھلے عام پرچار کر کے لوگوں میں گمراہ کن نظریات کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان سے اس کا معاوضہ بھی وصول کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے تعارفی بروشر میں رقمطراز ہیں کہ

''موجودہ دور میں علم کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ ہر روز ایسی ایسی نئی کتب اور نظریات سامنے آ رہے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور بلاشبہ محسوس ہوتا ہے کہ انسان ستاروں پر کمند ڈال رہا ہے لیکن ہر طالب علم میں اتنی استطاعت نہیں کہ وہ ان مہنگی کتابوں کو خرید سکے۔ ہر طالب علم انگریزی زبان میں اتنی مہارت نہیں رکھتا کہ وہ ان کتابوں کو سمجھ سکے اور ان کے مفہوم سے فائدہ اٹھائے۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے انتہائی نیک نیتی اور خلوص کے جذبے کے ساتھ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جدید نفسیاتی علوم کو ہر اس طالب علم تک پہنچایا جائے جو اسے سیکھنے اور اس کے ذریعے اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی کا خواہاں ہے۔ جب مجھے کوئی طالب علم دور دراز سے خط بھیجتا ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے اور جب ان لیکچرز کے مطالعہ کے بعد وہ خط لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے ان لیکچرز سے علم کی روشنی بھی ملی ہے اور حوصلہ بھی تو میں ذات باری تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہوں کہ اس نے مجھے ان علوم کو پہنچانے کی سعادت عطا کی۔''

محترم ڈاکٹر صاحب اپنے انسٹی ٹیوٹ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''ہپناٹزم اور پیرا سائیکالوجی نفسیات کی ایک شاخ ہے۔ یہ ایک جدید نفسیاتی علم ہے جو ہمارے ماورائے حس ادراک' ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم' ارتکاز توجہ' مراقبہ' شعور کی بدلی ہوئی حالت' برقی مقناطیسی توانائی' شعوری اور تحت الشعور ذہن سے بحث کرتا ہے۔ ہپناٹزم کی مدد سے آپ نہ صرف اپنے اندر بلکہ رشتہ دار اور دیگر افراد میں مثبت تبدیلیاں پیدا کر سکتے ہیں۔ بے اعتمادی' بے چینی' گھبراہٹ' اکتاہٹ' خوف' نشے' غصے اور تمام بری عادات سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ امتحان میں اعلیٰ کامیابی' ارتکاز توجہ' دوسروں کو متاثر کرنا' فاقے اور دوا کے بغیر وزن کم کرنا' ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا' ترقی اور آمدنی کے نئے راستے تلاش کرنے کے لئے تحت الشعوری

(Sub-conscious mind) ذہن کو متحرک کرنا شامل ہے۔ اگر مرض نا قابل علاج' نا قابل تشخیص ہو یا دوا اثر نہ کرے تو ہپناٹزم پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک جدید نفسیاتی اور سائنسی طریقۂ علاج ہے۔ ڈاکٹرز' ہومیو پیتھک' حکماء اور روحانی معالجین کے لئے نادر موقع۔ اس کے علاوہ ریکی' مراقبہ جیسے علوم بھی سکھائے جاتے ہیں۔ پیرا سائیکالوجی' مراقبہ اور ہپناٹزم کی مدد سے آپ اپنی زندگی کو با مقصد' پر وقار اور کامیاب بنا سکتے ہیں اور ہر ناممکن کو ممکن میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات استفادہ کر سکتے ہیں۔ آپ ادارے کے ان لیکچرز کا مطالعہ یقین اور سنجیدگی سے کرنے کے بعد اپنے اندر ایک نیا جوش' نیا جذبہ' نیا ولولہ اور نئی توانائی محسوس کریں گے۔ اپنی ذات کو زندگی کے رحم و کرم پر مت چھوڑیئے۔ منفی طرز فکر ختم کیجئے اور مثبت طرز فکر اپنایئے۔ خوشی اور کامیابی آپ کی منتظر ہے۔ لیکن یہ فیصلہ تو بہر حال آپ کو کرنا ہے کہ آپ اپنی موجودہ زندگی سے مطمئن ہیں یا اس میں خوشگوار تبدیلی چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کیجئے۔ کامیابی کا راستہ ہم بتائیں گے۔ کل کا انتظار کیوں؟ غریب وہ نہیں جس کے پاس دولت نہیں' پرانی روش چھوڑیئے۔ نئی روش اپنایئے۔ آپ ادارے سے کوئی ایک کورس کیجئے۔ طریقۂ تعلیم پسند آئے تو تعلیم جاری رکھئے ورنہ سمجھ لیجئے ایک تجربہ ہی سہی۔ ادارے کی طرف سے اس وقت درج ذیل کورسز پیش کیے جا رہے ہیں...... رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجئے۔''

یہ تھا ڈاکٹر صاحب کے انسٹی ٹیوٹ کا تعارف اور طریقۂ واردات۔

پاکستان میں جو لوگ اس قسم کے علوم سیکھنے میں عمر عزیز کا بہترین حصہ ضائع کر چکے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم اور پیرا سائیکالوجی حقیقت میں جھوٹ اور فرضی خیالات پر مبنی ہے۔ پاکستان میں ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے فرسودہ نظریات عام لوگوں تک پہنچانے میں مقبول عام قسط وار ناول ''دیوتا'' نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں فرضی کرداروں کو ان علوم پر دسترس حاصل ہونے کی بدولت لامحدود طاقتوں کا مالک دکھایا۔ اس کے علاوہ اس کے دیکھا دیکھی بعض ناعاقبت اندیش مصنفین نے دولت کے حصول کی خاطر ان موضوعات پر متعدد کتب تصنیف

کیں جنہیں پڑھ کر ہزاروں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں برباد کر ڈالیں۔ میرے علم میں بہت سے ایسے نوجوان ہیں جو ان کتابوں کی مدد سے ان علوم پر دسترس حاصل کرنے کے چکر میں ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ اب میں آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کروں گا کہ آخر وہ کون سی وجہ ہے جس کے باعث کتابوں سے پڑھ کر ٹیلی پیتھی سیکھنے والوں کی اکثریت مختلف مصائب کا شکار ہو جاتی ہے یا ان کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ٹیلی پیتھی وغیرہ پراسرار علوم کی ایک قسم ہے۔ حالانکہ اس عمل کو کرنے کے دوران نہ تو کوئی شرکیہ کلمات ادا کرنے پڑتے ہیں اور نہ ہی کوئی موکل حاضر ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس عمل کو کرنے والے دس فیصد لوگ ناتجربہ کاری یا استاد کی لاپرواہی کے سبب اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جبکہ 80 فیصد کا ذہنی توازن خراب ہو جاتا ہے۔ صرف دس فیصد ایسے بدنصیب ہیں جو اس عمل میں کامیابی حاصل کر کے ظاہری نمود و نمائش اور عارضی دنیاوی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں لیکن اپنی عاقبت تباہ کر دیتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں یہ غلطی فہمی پائی جاتی ہے کہ ٹیلی پیتھی علم نفسیات کی ایک شاخ سے تعلق رکھتا ہے لیکن میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اس عمل کا شمار شیطانی علوم میں تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو نفسیات کی ایک شاخ قرار دینا صریحاً دھوکا دینے کے مترادف ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے علوم کے جو فوائد گنوائے ہیں' ان کا حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ جو لوگ اس قسم کے مذموم دھندوں کے ذریعے لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں' انہیں روز قیامت اللہ کے حضور جواب دہی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ بعض عامل حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے سخت محنت کے ذریعے اس علم (ہپناٹزم وغیرہ) کو حاصل کیا ہے۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ان پیشہ ور عاملوں نے اس کا باقاعدہ عمل کیا ہوتا ہے۔ لیکن عام لوگوں کو سچ بات بتانے کی بجائے حقیقت کے برعکس بے سروپا اور جھوٹی معلومات کے ذریعے اصل حقیقت کو ظاہر نہیں کرتے۔ یہ اور وہ تمام عملیات جو عام بازاری کتب میں کثرت کے ساتھ ملتے ہیں' کبھی بھول کر ان کتب سے عملیات میں مدد نہیں لینی چاہئے۔

اگر میرے پاس جن ہوتے تو میں کشمیر نہ آزاد کرا لیتا:

میں ایک نوسرباز کو جانتا ہوں جس کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے۔ اس نے یہ عمل کیا ہوا تھا۔ میرے ایک جاننے والے بھی اس کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے گرویدہ ہوئے۔ بعد میں اس کا انجام کیا ہوا' اس کی تفصیل وہ خود بیان کرتے ہیں۔

''میرا نام شیخ امجد صدیق ہے۔ میرا بڑا بھائی جس کی اس وقت عمر 31 سال ہے' اس کو وہم کی بیماری ہوگئی۔ ہم تقریباً 8 سال سے اس کا علاج کرا رہے ہیں۔ اس عرصہ میں علاج کی غرض سے تقریباً 30 کے قریب دم درود کرنے والوں سے رابطہ کیا۔ ان میں عیسائی' پیر' مولوی' شیعہ' سنی' دیوبندی یعنی ہر جگہ گیا ہوں۔ ان کے ایک مرتبہ گھر آنے کی فیس 200 سے 500 روپے تک بھی ادا کرتا رہا ہوں۔ ہر پیر کا علیحدہ طریقۂ علاج اور مختلف تشخیص تھی۔ تمام تر کوششوں کے باوجود آج بھی میرے بھائی کی حالت ویسے ہی ہے۔ ان تمام لوگوں سے مل کر جو تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے' اس کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ پیشہ ور عاملوں کی اکثریت دھوکہ بازی سے مجبور لوگوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرتی ہے۔ مجھے سب سے زیادہ جس بات کا افسوس ہے' وہ یہ ہے کہ مہرنواز سے ہمارا تعارف انہوں نے کرایا جو ہمارے پیر تھے اور ہمارا سارا خاندان ان کا عقیدت مند تھا۔ یہ ان دنوں کا قصہ ہے جب میرا بڑا بھائی زاہد صدیق گھر کے ماحول سے تنگ آ کر ہمارے پیروں کے دربار پر رہنے کے لئے چلا گیا کہ شاید مجھے آرام آ جائے۔ جب 15 دن بعد میں اس کی خبر گیری کے لئے وہاں گیا' بھائی کی وہی کیفیت تھی۔ جب میں نے بھائی سے حال احوال دریافت کیا تو اس نے بھی کہا کہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑا۔ ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ پیر صاحب کا بھتیجا وہاں آ گیا۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ کہیں سے اس کا علاج کرا دیں۔ ہم بہت پریشان ہیں۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ ایک پیر صاحب میری نظر میں ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے دربار کے درختوں میں اچانک آگ بھڑک اٹھی تھی۔ ہم سب پانی ڈال ڈال کر بے بس ہو گئے لیکن آگ بجھنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ پھر ہمارے والد صاحب کا ایک مرید جو خود بھی پیر ہے' اس نے اپنے علم کے زور پر

اس آگ کو قابو کیا۔ آپ کی ملاقات اس سے کراؤں گا۔ اگر آپ کے بھائی پر جنات کا سایہ ہوا تو وہ منٹوں میں تمام جنات نکال دے گا۔ اللہ کی قدرت کہ ہماری گفتگو کے دوران پیر صاحب تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ لو جی، جن کی بات کر رہا تھا' وہ آ گئے۔ اس پیر کا نام مہر نواز اور گوجرانوالہ سے اس کا تعلق تھا۔ انہوں نے مجھ سے گھر کے حالات دریافت کئے اور بھائی کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی۔

مہر نواز کہنے لگا کہ آپ مجھے اپنے گھر لے جائیں۔ میں پیر صاحب کے بھتیجے' پیر مہر نواز اور اپنے بھائی کو ساتھ لے کر گھر آ گیا۔ مہر نواز نے ہم سے ایک خالی بوتل منگوائی۔ اس میں سرسوں کا تیل ڈال کر اس کو تپائی پر رکھا اور ایک کپڑا اس پر ڈال کر منہ میں کچھ پڑھا اور بوتل غائب کر دی۔ ہم سب گھر والے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ہمارے دل میں خیال تھا کہ یہ شخص ضرور ہمیں پریشانیوں سے نجات دلائے گا۔ ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ وہ بوتل تیزی کے ساتھ اوپر سے نیچے تپائی پر گری لیکن ٹوٹی نہیں۔ ہم اس سے بہت متاثر ہوئے کہ یہ تو علم میں ہمارے پیروں سے بھی آگے ہے۔ اب ہماری تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ مہر نواز نے ہم سے چینی اور سبز الائچی منگوا کر اس پر دم کیا اور تیل کی مالش سارے جسم پر کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کا مریض بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر ایک شرط ہے کہ آپ کو صدقہ دینا پڑے گا۔ اس نے کہا کہ گھر کے غیر شادی شدہ افراد کو نکال کر باقی اہل خانہ کا فی کس ساڑھے 22 کلو بکرے کا گوشت صدقہ کرنا ہے۔ یہ تقریباً رات کا وقت تھا۔ میں نے کہا کہ مہر صاحب اس وقت فوراً اتنا گوشت نہیں ملے گا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے اتنی رقم میں ادائیگی کریں۔ میں گوشت خرید کر جانوروں کو ڈال دوں گا۔ ہم اس سے اتنا متاثر ہو چکے تھے کہ ہمیں انکار کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی۔ اس وقت ہمارے اہل خانہ کی تعداد کے حساب سے ساڑھے بائیس کلو گوشت کی قیمت مبلغ 16750 روپے بنی تو میں نے پیروں کے بھتیجے کو ایک طرف علیحدہ کر کے کہا کہ شاہ صاحب آپ کو ہمارے گھر کے حالات کا علم ہے۔ ہم فوراً اتنی رقم ادا نہیں کر سکتے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ

دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ کے بھائی کو آرام آ جائے گا۔ آپ میری ضمانت پر رقم ادا کریں۔ اس وقت گھر میں صرف پانچ ہزار روپے موجود تھے۔ میں نے وہ دے دیئے اور کہا کہ باقی رقم آرام آنے کے بعد ادا کر دوں گا۔ مہر نواز نے پانچ ہزار روپے اپنے پاس رکھے اور کہنے لگے کہ مجھے معلوم ہے آپ کے حالات ٹھیک نہیں لیکن میں صدقہ کی رقم اکٹھی وصول کرتا ہوں۔ میرے والدین نے ہمسایوں سے دو ہزار ادھار مانگ کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ بس ہمارے پاس یہی کچھ تھا لیکن اس نے وہ رقم قبول کرنے کی بجائے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کو بھائی کی زندگی عزیز ہے یا دولت تو میں نے جواب دیا کہ مہر صاحب جو کچھ ہمارے پاس تھا' ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا تو مہر نواز کہنے لگا کہ میرے پاس ایسا علم ہے جس کے ذریعے گھر کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لیتا ہوں۔ تمہارے پاس رقم موجود ہے اور تم نے اسے تجوری میں رکھا ہوا ہے۔ اگر تم وہ رقم نہ لے کر آئے تو میں وہاں سے رقم غائب کر دوں گا۔ یہ بات سن کر میرا رنگ اڑ گیا کیونکہ تجوری میں واقعی رقم موجود تھی۔ میں نے اس ڈر سے کہ کہیں یہ رقم وہاں سے غائب نہ کر دے، رقم لا کر اس کے حوالے کر دی تو مہر نواز خوش ہو کر کہنے لگا کہ امجد تمہارے حالات ٹھیک نہیں۔ تمہیں ایک تحفہ دے کر جاتا ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ ہمارے گھر میں ایک چھوٹا میز تھا۔ اس نے اس پر ہاتھ رکھ کر اوپر کپڑا ڈال کر کچھ پڑھا۔ جب کپڑا ہٹایا تو نیچے سو روپے والا انعامی بانڈ موجود تھا۔ اس نے وہ بانڈ مجھے دے دیا اور اس کا نمبر نوٹ کر کے کہنے لگا کہ اسے تم اپنے پاس رکھ لو۔ میں اپنے موکلوں کے ذریعے یہ بانڈ نمبر قرعہ اندازی میں شامل کرا دوں گا اور تمہارا کوئی نہ کوئی انعام ضرور نکل آئے گا۔ ہم نے جو رقم جمع کی، وہ کل 8200 روپے ہوئے۔ جانے سے پہلے مہر نواز نے وہ رقم رومال میں لپیٹ کر اوپر دھاگے کے ساتھ باندھ کر اس کو اسی میز پر رکھ کر اوپر ہاتھ رکھا اور اس پر کپڑا ڈال کر کچھ پڑھا۔ جب اس نے کپڑا ہٹایا تو رقم وہاں سے غائب تھی۔ جب میں نے حیرت سے پوچھا کہ رقم کہاں گئی؟ تو وہ کہنے لگا کہ آپ کا صدقہ قبول ہو گیا۔ رقم اوپر پہنچ گئی ہے۔ اب آپ کا بھائی صحت یاب ہو جائے گا۔ مہر نواز نے باقی رقم

8550 روپے کے لئے ہمیں سات دن کی مہلت دی۔ مہلت گزرنے کے بعد جناب گھر تشریف لائے اور بتایا کہ آپ کے بھائی کے خون میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ آپ کے تمام اہل خانہ پر جادو کیا گیا ہے اور کاروبار پر بھی بندش لگی ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ جادو اور کاروبار کی بندش تو میں آج ہی ختم کردوں گا لیکن خون کی صفائی دو تین دن بعد آ کر کروں گا۔ آپ دو تین بوتل خون کا انتظام کر کے رکھیں۔ اس کے بعد اس نے ہم سے ایک بڑی پرات منگوائی۔ ہاتھ کو اس پرات کے اوپر فضا میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈالا اور کچھ پڑھا تو پرات میں بہت زور سے کسی کے گرنے کی آواز آئی۔ جب کپڑا اٹھایا گیا تو اس میں ایک پرانی قسم کا زنگ آلود تالا' چار عدد کھلونا نما کپڑے کی گڑیاں جن میں کامن پنیں لگی ہوئی تھیں اور بوسیدہ مٹی تھی۔ بہرحال اس نے ہمارے سامنے گڑیوں سے پنیں نکال لیں اور کہا کہ آج کے بعد تم جادو سے آزاد ہو گئے ہو۔ اس کے بعد اس نے زنگ آلود تالا کھولا اور کہا کہ کاروبار پر بندش بھی ختم کردی ہے۔ ہم اس سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ وہ جو بات بھی کرتا' ہم اسے من وعن تسلیم کر لیتے۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر وہ کہنے لگا کہ آپ کا 75 فیصد کام ہو گیا ہے جبکہ 25 فیصد کام دو دن بعد آ کر کردوں گا۔ ہم نے اسی وقت بقایا رقم جو 8550 روپے بنتی تھی' اپنے پیروں کے بھتیجے کے حوالہ کی جوان کے ساتھ ہی آیا تھا۔ حامد شاہ صاحب نے وہ رقم گن کر مہر نواز کو پکڑا دی لیکن مہر نواز نے رقم گنے بغیر اپنی جیب میں ڈال لی۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد اس پر کپکپی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ مہر نواز نے رقم نکال کر گننا شروع کردی اور اس میں سے 150 روپے مجھے واپس کردیئے کہ یہ رقم آپ نے غلطی سے زائد ادا کردی ہے کیونکہ میرے موکلوں نے مجھے بتایا ہے کہ حرام نہیں کھانا اور ان کی اضافی رقم واپس کر دو۔ میں حیران تھا کہ ہم نے دو مرتبہ گن کر رقم پوری ادا کی ہے لیکن میں نے خاموشی سے 150 روپے اپنے پاس رکھ لیے۔ اس کے بعد اس نے ہم سے اجازت لی اور جاتے ہوئے وہ گڑیاں' تالا اور مٹی اپنی گاڑی میں رکھ لی۔ اس کے پاس پرانے رنگ کی پرانی 14 نمبر آسمانی رنگ کی گاڑی تھی اور یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ دو دن بعد دوبارہ آؤں گا اور میرے پیروں کو بھی تاکید کی کہ

آپ نے اس دن ضرور آنا ہے تاکہ ان کا کام مکمل کر کے ان سے دعائیں لیں۔ میرے پیر صاحب تو آ گئے لیکن مہر نواز نہ آیا۔ مہر نواز جاتے ہوئے مجھے اپنے گھر کا موبائل فون نمبر دے گیا تھا۔ میں نے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ موبائل فون نمبر تو کسی نے اٹینڈ نہیں کیا لیکن گھر کا نمبر مل گیا۔ گھر سے اہلیہ نے جواب دیا کہ مہر صاحب اسلام آباد کسی میجر کا کام کرنے گئے ہیں۔ دو دن بعد آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ جب یہ دو دن بھی گزر گئے اور وہ نہ آئے تو میرے دل میں وسوسے پیدا ہونے شروع ہو گئے کہ اتنی رقم بھی دے دی ہے لیکن بھائی کی صحت بھی ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی باوجود اتنے کرشمے دکھانے کے۔ اس لئے کسی کے کرشموں سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے اب پیر صاحب کو ساتھ لے کر گوجرانوالہ اس کے گھر پہنچا۔ ہمارے بار بار دستک دینے پر اس کی بیوی باہر آئی اور کہنے لگی کہ مہر صاحب ابھی تک اسلام آباد سے واپس نہیں آئے۔ ہم پیغام دے کر واپس آ گئے۔

اس کے پندرہ دن بعد اس نے فون کیا' اپنی مجبوریاں بیان کیں اور پانچ سات دن بعد آنے کا وعدہ کیا۔ جب اس نے مسلسل وعدہ خلافی کی تو ایک دن میں نے اس کے گھر فون کیا تو اس کی بیوی نے فون اٹھایا۔ میرے اور اس کے درمیان تلخ جملوں کا تبادلہ ہوا۔ میں نے اسے دھمکی دی کہ اگر مہر نواز نے کام نہیں کرنا تو ہماری رقم واپس کر دے۔ نہیں تو میں آپ کے محلے میں آ کر معززین کو اکٹھا کروں گا۔ اس کے دوسرے ہی روز مہر نواز کا فون آ گیا کہ تم نے میری بیوی کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ اب میں نے آپ کے بھائی کا علاج نہیں کرنا اور نہ ہی رقم واپس کرنی ہے تم جو کر سکتے ہو، کرلو۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ وہ شاید اسی بہانے کی تلاش میں تھا۔ اب مجھے احساس ہوا کہ ہمارے ساتھ فراڈ ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے پیروں کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ چند دن انتظار کرلو۔ اگر وہ نہ آئے تو ہمارے آستانے پر آ جانا۔ ہم تمہارے ساتھ اس کے پاس جائیں گے۔ جب چند دن بعد میں دربار پہنچا تو انہوں نے بھی ٹال مٹول سے کام لیا۔ (بعد میں مجھے مہر نواز نے بتایا کہ تمہارے پیروں نے آدھی رقم کا حصہ وصول کر لیا تھا۔

اس لئے وہ میرے پاس نہیں آ سکتے تھے) میں نے دربار کے چکروں سے تنگ آ کر خود ہی مہر نواز سے رقم وصول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے اس کے گھر کے بہت چکر لگائے۔ بارہویں چکر میں میرا اس کا آمنا سامنا ہو گیا۔ اب پہلے والی عقیدت ختم ہو چکی تھی۔ اس نے مجھے صاف کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ میں تو بس فراڈ کے ذریعے اپنا کام نکالتا ہوں۔ اگر میرے پاس جن ہوتے تو میں کشمیر نہ آزاد کرا لیتا۔

جب اس کی اصلیت کھل کر میرے سامنے آ گئی تو میں نے اپنے دوستوں کو اکٹھا کر کے اس کے گھر کے بار بار چکر لگائے۔ جب کسی طرح بات نہ بنی تو ہم گوجرانوالہ کے ایک سابق ایم این اے کے بھتیجے ضیاء اللہ بٹ کے پاس کسی کی معرفت پہنچے۔ اس کا اپنے علاقے میں کافی اثر و رسوخ تھا۔ وہ ہمارے ساتھ اس کے گھر گئے تو مجبوراً مہر نواز نے رقم ادا کرنے کی حامی بھری اور ساتھ کہا کہ میں نے تمہیں ایک پائی بھی واپس نہیں کرنی تھی لیکن اب تم انہیں ساتھ لے کر آئے ہو۔ تمہاری قسمت اچھی ہے۔ اس کے بعد اس نے قسطوں میں مجھے آدھی رقم ادا کی اور آدھی یہ کہہ کر دبا لی کہ آدھی رقم کا مطالبہ پیروں سے کروں کیونکہ انہوں نے حصہ وصول کیا ہے۔ جب میں نے اپنے پیروں سے بقیہ رقم کا تقاضا کیا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہم نے کوئی حصہ وصول نہیں کیا۔ مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے، اگر ہمارے پیروں کو یہ علم تھا کہ یہ جھوٹا اور فراڈیا ہے تو مجھے اس سے آگاہ کرتے۔ میں تو اپنے پیروں پر اعتماد کر کے لٹ گیا۔

عامل اور بازاری کتب میں درج وظائف:

پراسرار علوم پر تحقیق کے آغاز کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ میرے ایک قریبی عزیز نے مجھے بتایا کہ ہم پر کسی نے بہت سخت جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ہم بہت پریشان ہیں۔ اگر ہو سکے تو اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ تعاون کرو۔ ان دنوں نہ تو عملیات کے اسرار و رموز سے کچھ آگاہی تھی اور نہ ہی کبھی عملیات کو پرکھنے کا موقع ملا تھا۔ اس لئے اپنے عزیز کے ہمراہ ایک ماہر عامل کی خدمت میں حاضر ہوا جو میرے جاننے والے تھے اور اپنے کمالات کی وجہ سے کافی شہرت

رکھتے تھے۔

میرے عزیز نے عامل صاحب کو تمام حالات بتائے' عامل صاحب نے بہت سوچ بچار کے بعد جادو کے توڑ کا جو عمل بتایا' اس کو کرنا میرے عزیز کے بس کی بات نہیں تھی۔ مگر عامل صاحب نے یقین دھانی کرائی کہ اگر ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا جائے تو جادو کا اثر ختم ہونے کی مکمل ضمانت دیتا ہوں۔ یہ ایک مشکل ترین عمل تھا جس میں اکیس دن بلا ناغہ نماز فجر سے پہلے ایک تعویذ کسی ایسے چوراہے میں جلانا تھا جہاں سے کم از کم ایک گھنٹہ بعد بھی کسی شخص کا گزر نہ ہو۔ اس احتیاط کا مقصد یہ تھا کہ اس تعویذ کے اثرات بد میں کوئی دوسرا بلاوجہ مبتلا نہ ہو جائے۔

اس عمل کی شرط میں یہ بھی شامل تھا کہ جب نماز فجر سے پہلے تعویذ جلانے کے لئے گھر سے نکلیں تو نہ ہی راستے میں کسی سے بات کرنی ہے اور نہ ہی کسی کے پکارنے پر پیچھے مڑ کر دیکھنا ہے۔ جبکہ عامل نے ساتھ یہ بھی وضاحت کر دی کہ اس عمل کو کرنے والا مختلف خطرات سے دوچار بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً تعویذ جلانے والے کو جنات ہر طریقے سے روکنے کی کوشش کریں گے۔ اسے جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی برداشت کرنا ہوں گی اور اگر تعویذ جلانے والا ڈر گیا یا اس نے کسی کے پکارنے پر پیچھے مڑ کر دیکھا تو نتیجہ کچھ بھی نکل سکتا ہے۔

ہم یہ عمل سن کر چپ چاپ واپس آ گئے کہ سوچ کر آپ کو جواب دیں گے۔ میں نے اپنے عزیز سے دریافت کیا کہ کیا ارادہ ہے تو وہ کسی صورت اس عمل کو کرنے پر آمادہ نہ ہوئے' مجھے اس عمل کو کرنے میں تجسس پیدا ہوا اور امید کی کرن نظر آئی کہ شاید اس طرح ہی میرے عزیزوں کو پریشانی سے نجات مل جائے۔ میں نے اس کے لئے کوئی دوسرا متبادل راستہ تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے عامل صاحب سے رابطہ کیا گیا اور ان سے درخواست کی کہ اگر کسی دوسرے شخص کے ذریعے اس عمل کو کرایا جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں۔ اس پر عامل نے فرمایا کہ جادو والے گھر کے افراد کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص ان کے لئے یہ عمل کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعویذ کو ان کے گھر سے لے کر جائے اور چوراہے میں جلانے کے بعد دوبارہ ان کے گھر کی دہلیز تک واپس آئے تو عمل میں کامیابی ہو سکتی ہے۔

اس اجازت کے بعد میں نے اپنے ایک قریبی دوست محمد خان صاحب سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ چاہے جو بھی ہو میں ان شاء اللہ کام کو ضرور کروں گا۔ حالانکہ میں نے انہیں تمام خطرات سے آگاہ کر دیا جو اس عمل کو کرنے کے دوران پیش آ سکتے تھے۔ مگر انہوں نے کمال مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی حامی بھر لی۔ خان صاحب کی ہاں سے ہمارا یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ ہماری جگہ وہ قربانی دیں گے مگر جادو ٹونہ کے علاج کے لئے مذکورہ عمل ہمارے لئے کسی آزمائش سے کم نہ تھا کیونکہ فجر کی نماز سے پہلے منہ اندھیرے کسی اجنبی شخص کا بلا ناغہ کسی کے گھر جا کر تعویذ وصول کرنا اور پھر دوبارہ واپس بھی آنا نہ صرف جگ ہنسائی کا باعث بن سکتا تھا بلکہ اہل محلّہ کے ذہنوں میں کئی قسم کے خدشات کو جنم دے سکتا تھا۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا' کے مصداق اس ناگوار طریقہ علاج کو اس لئے اختیار کرنے پر آمادہ ہونا پڑا کہ شاید اسی طرح جادو کے اثرات سے جان چھوٹ جائے۔

بالآخر عامل صاحب کو بتا دیا گیا کہ فلاں شخص اس عمل کو کرنے پر تیار ہے۔ للہذا مہربانی فرما کر تعویذ لکھ کر عنایت فرما دیں تاکہ عمل کا باقاعدہ آغاز کیا جا سکے۔ عامل صاحب نے اس عمل کو شروع کرنے سے پہلے خان صاحب کو ناصحانہ انداز میں ڈرایا کہ تم خواہ مخواہ کیوں اپنی جان خطرے میں ڈال رہے ہو مگر شکر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں استقامت عطا فرمائی اور وہ اپنے وعدے پر مضبوطی سے قائم رہے۔ مجبوراً عامل صاحب کو تعویذ لکھ کر دینے ہی پڑے۔

جس سال یہ واقعہ پیش آیا' ان دنوں سخت سردی کا موسم تھا۔ خان صاحب کا گھر میرے عزیز کے گھر سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور جو چوراہا شہر سے باہر تعویذ جلانے کے لئے منتخب کیا گیا تھا' وہ مزید ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔

اللہ اللہ کر کے عمل کا آغاز ہوا۔ اب خان صاحب کا معمول یہ تھا کہ فجر کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے وہ اپنے گھر والوں سے چوری چھپے سائیکل پر سوار ہو کر میرے عزیز کے گھر پہنچے۔ وہاں سے تعویذ وصول کر کے شہر سے ایک کلومیٹر دور مخصوص چوراہے پر جا کر تعویذ جلاتے اور دوبارہ واپس عزیزوں کے گھر کی دہلیز پر پہنچ کر اپنا عمل مکمل کرتے۔ پھر اپنے گھر جاتے۔ جب خان صاحب

پہلے دن تعویذ جلانے کے لئے گئے تو ہم سب بہت پریشان تھے کہ نہ جانے کیا ہو جائے۔ لہٰذا سب نے ان کی کامیابی کے لئے بہت دعائیں کیں مگران کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جس کی عامل صاحب نے قبل از وقت پیش گوئی کی تھی۔ اسی طرح اکیس دن بخیر وعافیت گزر گئے۔ میرے اس عظیم دوست نے اپنی جان پر کھیل کر اکیس دن بہت سخت ذمہ داری نبھائی کہ جس کی ہم کسی سے توقع نہیں کر سکتے تھے بلکہ ہم خود بھی اس عمل کو بلاناغہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ بہر حال اس عمل کو مکمل کرنے کے دوران ہم نے عامل صاحب کی بتائی ہوئی تمام شرائط پر سختی کے ساتھ عمل کیا۔ یہاں تک کہ خان صاحب نے فجر سے پہلے کے جن راستوں سے گزرنا تھا' وہاں پر تعینات تمام چوکیداروں کو قبل از وقت آگاہ کر دیا تھا کہ انہیں کسی نے پیچھے سے آواز نہیں دینی۔ اس احتیاط کا مقصد بھی یہی تھا کہ عمل کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

جب اکیس دن مکمل ہو گئے تو اس کے بعد جو نتیجہ نکلا' وہ بالکل صفر تھا کیونکہ جادو کا معاملہ جوں کا توں رہا اور بجائے افاقہ ہونے کے مرض شدت اختیار کر گیا۔ ہم سب کو اس واقعہ سے شدید صدمہ ہوا کہ ہماری تمام محنت رائیگاں گئی۔ جب عامل صاحب سے کہا گیا کہ جناب آخر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرنے کے باوجود کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تو وہ کہنے لگے کہ جادو کا یہ وار میرے اندازے سے بھی سخت نکلا۔ اس کے لئے مزید محنت درکار ہے مگر ہم نے دوبارہ ان کی خدمات حاصل کرنے سے توبہ کر لی۔

درحقیقت عامل صاحب نے جو اتنا مشکل عمل بتایا تھا' ان کو معلوم تھا کہ میرے عزیز اس عمل کو کرنے کی ہمت نہیں رکھتے اور کوئی دوسرا شخص کسی کی خاطر اتنی بڑی قربانی دینے کے لئے کبھی بھی تیار نہ ہوگا۔ اس طرح میری قابلیت کا بھرم رہ جائے گا اور میں کہہ سکوں گا کہ میں نے تو بہت مجرب عمل بتایا تھا لیکن آپ ہی سے کچھ نہ ہو سکا۔ غیر متوقع طور پر وہ خود آزمائش کے شکنجے میں آ گئے' ورنہ ہو سکتا تھا کہ میں ان کے معتبر ہونے کا یقین کر بیٹھتا۔ کسی نے صحیح کہا ہے کہ ضرورت مند دیوانہ ہوتا ہے۔ وگرنہ شاید میں کبھی بھی اس کربناک عمل کرنے میں دلچسپی کا اظہار نہ کرتا۔

جس طرح اس قسم کے عاملوں کی غلط رہنمائی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا' اسی طرح عملیات کے موضوع پر دستیاب کتب جو بازار میں باآسانی مل جاتی ہیں' ان میں درج ذیل عملیات کے عجیب وغریب خواص اور وظائف کے فوائد پر مشتمل دعوے محض جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں۔ شائقین کے جذبات کی تسکین اور ان کی آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ہر کتاب کا مصنف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ انسانیت کی بھلائی کی خاطر اتنے نادر و نایاب عملیات کو منظر عام پر لا رہا ہے۔ وگرنہ وہ انہیں سنبھال کر رکھتا اور کسی کو ان کی ہوا نہ لگنے دیتا۔

ان بازاری کتب میں درج وظائف پر بلا تحقیق آنکھیں بند کر کے عمل شروع کر دینا اسی طرح گھاٹے کا سودا ہے اور بے سود اور وقت کا ضیاع ہے جس طرح اوپر عامل صاحب کے واقعہ کے نکلنے والے نتائج صفر رہے۔ بازاری کتب جن میں بہت سے نامور مصنفین کی کتب بھی شامل ہیں، انہوں نے بعض وظائف کو پرانی کتابوں سے نقل کر کے پیش کر دیا ہے۔ ان میں اکثر وظائف قاتل ایمان اور شرک کے زہر سے آلودہ ہیں جو خلق الٰہی کی راہنمائی کی بجائے انہیں گمراہ کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جادو اور ٹونے کے علاج پر مشتمل وظائف وعملیات پر دسترس حاصل کرنے کے لئے ڈھیروں کتب کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ عام قاری کو ان سے فائدے کی بجائے الٹا نقصان ہی پہنچتا ہے سوائے ان چند ایک کتابوں کے جن میں مسنون وظائف بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ عملیات سیکھنے' کرنے کے خواہش مند ہیں' مسنون وظائف کے ذخیرے میں ان کی راہنمائی کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔ اس سے استفادہ کرنا سب سے نفع بخش سودا ہے جس کو کرنے میں کسی ہچکچاہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے۔

حال ہی میں اردو عربی کتب کا ترجمہ نظر سے گزرا' ان کتب میں درج وظائف کو بہت دل کش انداز میں اس گارنٹی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ کرنے والے کو سو فیصد کامیابی حاصل ہو گی۔ میں نے ان کتابوں پر شرعی نقطہ نظر سے تبصرہ کی خاطر مولانا حنیف یزدانی صاحب سے رجوع کیا تو انہوں نے عملیات کی ان کتابوں کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا

رمل' جفر' مسمریزم' کہانت اور نجوم' دست شناسی وغیرہ یہ سحر ہی کی شاخیں ہیں۔

قرآن وحدیث کی رو سے سحر کفر ہے اور ساحر کافر ہے اور ساحر کی سزا شریعت اسلامیہ میں قتل ہے کیوں کہ اس کے جادو سے کسی کے ہلاک ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

سورج' چاند اور ستارے کارخانہ کائنات کے کل پرزے ضرور ہیں۔ یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوقات ہیں اور اس کے حکم کی پابند ہیں۔ انسان مخدوم ہے اور یہ چیزیں خادم ہیں۔ معبود ومختار یا متصرف فی الکائنات نہیں جیسا کہ اقبال نے بھی فرمایا

ستارہ کیا تری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیٔ افلاک میں ہے خوار و زبوں

اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق' مالک' رازق اور حقیقی بادشاہ ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔

جنات غیب کا علم نہیں جانتے:

مولانا حنیف یزدانی نے ایک سوال کے جواب میں کہا:

قرآن مجید میں ہے کہ:

''پھر جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا فیصلہ نافذ کیا تو جنوں کو اس موت کا پتہ دینے والی کوئی چیز اس گھن کے سوا نہیں تھی جو ان کے عصا کو کھا رہا تھا۔ اسی طرح جب سلیمانؑ گر پڑے تو جنوں پر بات کھل گئی ۔ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔'' (السباء:۱۴)

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو کے لئے حضرت سلیمانؑ نے مشکل اور سخت قسم کے فرائض کی انجام دہی کے لئے جنات کو ذمہ داریاں سونپ دیں اور خود نگرانی کے لئے شیشے کی چاردیواری والے کمرے میں اپنی لاٹھی کے سہارے اس طرح کھڑے ہو گئے کہ دور سے دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہو کہ آپ عبادت میں مشغول ہیں اور اس کے ساتھ مسجد کی تعمیر جاری تھی کہ اسی حالت میں آپ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے مگر جنات کو اس کی خبر نہ ہوئی اور انہوں

نے اپنا کام جاری رکھا۔ جس لکڑی کے سہارے آپ کھڑے تھے، کافی عرصہ گزرنے کے بعد اس کو گھن لگ گیا اور عصا کے ٹوٹنے کے بعد جنات کو آپ کی موت کا علم ہوا۔ یہ واقعہ ہمیں اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ جنات غیب کا علم نہیں جانتے۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ غیب جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ میں یہاں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چوری شدہ چیز کے بارے میں جنات سے پوچھنا کہانت کے زمرے میں آتا ہے۔ کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے''، کیونکہ جنات قرآن کے مطابق غیب کا علم نہیں جانتے۔ کبھی سچی اور کبھی جھوٹی بات بتا دیتے ہیں اس طرح اگر کوئی چور نہ ہو تو وہ خواہ مخواہ پھنس سکتا ہے۔

وہ ابلیس جس نے اللہ کا حکم نہ مانا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور ہمیشہ کے لئے مردود قرار دیا گیا' وہ ملعون ہے اور جہنمی ہے اور اولاد آدم کا ازلی دشمن ہے لیکن اس عربی عبارت میں اسے کہا جا رہا ہے کہ یہ کام کرو ورنہ آدم کو سجدہ کرنا پڑے گا۔ ہوا کی عزیمت' مٹی کی عزیمت' پانی کی عزیمت' ہوائی' ناری' خاکی اور مائی ملوک کی دعوت اور کتنے ظلم کی بات ہے کہ سحر جسے قرآن کفر کہتا ہے' ان سحریہ کتب میں قرآنی آیات اور درود شریف درج ہے اور اس طرح ان مقدس الفاظ کو سحر کے ناپاک الفاظ کے ساتھ خلط ملط کیا گیا ہے۔

ہم متعدد بار یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ مافوق الاسباب امور میں امداد نہ فرشتوں سے نہ جنوں سے اور نہ انسانوں سے مانگی جا سکتی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے امداد طلب کی جا سکتی ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔

بحق فلاں کے ساتھ بحق الشمس و شفابها والزهرة و ضيانها ایک وظیفہ ملاحظہ فرمائیے جو کھلی شرک کی دعوت پر مبنی ہے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ عوام و خواص سحر و نجوم پر مبنی شرکیہ اوراد، وظائف سے اجتناب کریں جو ان بازاری کتابوں میں الفاظ کے ہیر پھیر سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ کسی مسلمان کو اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ مسنون وظائف، اوراد پر اکتفا کیا جائے کیونکہ

کسی بھی انسان کے پاس سب سے بڑی دولت تو ایمان ہے۔ اگر ایمان نہ رہا تو اس کے پاس پھر کیا رہا۔ جس نے شیطان کا راستہ اختیار کیا' وہ دنیا و آخرت دونوں میں نقصان اٹھائے گا۔ اس کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد۔ میرے دیکھنے میں ایسے جادوگر آئے ہیں جنہیں پریشانیوں اور مصیبتوں کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوسکا۔

وہ لوگ جنہوں نے جنات کو نکالنے کے لئے روحانی وظائف کی آڑ میں شرکیہ وظائف کرنے کی ترغیب دی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک بحق انبیاء و اولیاء کے ساتھ ساتھ بحق ابلیس' فرعون' شداد اور نمرود بھی کہنا اور لکھنا درست ہے۔

786

334	329	334
331	333	335
332	337	330

ابلیس' فرعون' شداد' لعین' نمرود' مردود

یا الٰہی بحرمت آں بادشاہ
در وجود فلاں این فلاں را
ہر قسم آسیب و شیطان کہ باشد
حاضر شود نمودہ آیدہ سوختہ گردد
المعجل المعجل الساعہ ولوحا

میں تو ان عاملان کرام اور پیران عظام کے بارے میں علامہ اقبال کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں جس میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہا تھا کہ

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

ایک ناکام عامل صوفی کشور رحمان کی داستان عبرت

زیر نظر انٹرویو ایک ایسے عامل کی سرگزشت ہے جس نے پراسرار علوم پر دسترس حاصل کرنے کے شوق میں 45 سال تک پے در پے ناکامیوں کے باوجود اس امید پر اپنی زندگی کو داؤ پر لگائے رکھا کہ کبھی نہ کبھی تو کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ اس انٹرویو سے کچھ عرصہ پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا اور وہ اپنی سابقہ غلطیوں سے توبہ تائب ہوگئے۔ میرے پرزور اصرار پر بمشکل وہ اپنی داستان سنانے پر آمادہ ہوئے۔

قارئین کے لئے یہ ایک دلچسپ اور سبق آموز سلسلہ ہوگا جس میں بہت سی نئی معلومات کے ساتھ ساتھ عملیات کے تباہ کن اور خطرناک نتائج سے آگاہی ہوگی۔ خاص طور پر وہ احباب جو صرف دنیاوی جاہ وحشمت اور راتوں رات دولت سمیٹ کر امیر بننے کے شوق میں چلہ کشی کے ذریعے تسخیر جنات کے لئے اپنا قیمتی وقت برباد کر دیتے ہیں۔ یہ آپ بیتی پڑھ کر انہیں اندازہ ہوگا کہ اگر روز وشب کی محنت کے نتیجہ میں کوئی قوت حاصل ہو بھی جائے تو وہ دنیا ہی میں انسان کی زندگی کو جہنم زار بنانے کے لئے کافی ہے۔ عملیات کے حصول کی خاطر انسان کیا کچھ کر گزرتا ہے، اس انٹرویو کو پڑھ کر آپ بخوبی جان جائیں گے۔

میرے والدین نے میرا نام کشور رکھا تھا لیکن یہ نام عام طور پر لڑکیوں کا رکھا جاتا ہے۔ اس لئے دوست اکثر شرارت سے مجھے پریشان کرتے۔ بہت سوچ بچار کے بعد میں نے اپنے نام کے ساتھ رحمان کا اضافہ کرلیا۔ اس طرح میرا نام کشور رحمان ہوگیا۔ میں نے آج تک شیو نہیں کرائی۔ شروع ہی سے داڑھی رکھ لی جس کی وجہ سے میرے جاننے والوں نے مجھے صوفی کشور رحمان کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔

میں عملیات کی دنیا میں کیسے آیا؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنے مختصر حالات زندگی بیان کرنے کے بعد اصل موضوع کی طرف آؤں۔ میرا تعلق ایک کاروباری شیخ گھرانے سے ہے۔ میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس لئے مجھے والدین کا

بہت زیادہ پیار ملا۔ میرے والدین کو مجھ سے اتنی محبت تھی کہ الفاظ کے ذریعے اس کا احاطہ کرنے میں مشکل پیش آئے۔ میرے والدین نے مجھے سکول میں پڑھانے کی بہت کوشش کی لیکن اسے میری بدنصیبی سمجھئے کہ میں سکول میں جانے کی بجائے دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کر کے اپنا قیمتی وقت ضائع کرتا رہا۔

میرا زیادہ وقت شہر میں آئے ہوئے مداریوں کے تماشوں کو دیکھنے میں صرف ہوتا۔ یہ باتیں آج سے 45 سال پہلے کی ہیں۔ ہمارے شہر میں آئے دن کوئی نہ کوئی مداری تماشا دکھانے کے لئے آتا ہی رہتا تھا۔ بچپن کی عمر تھی۔ میں جب مداری کے کمال دیکھتا تو دل میں شوق پیدا ہوتا کہ اگر اس طرح کا کوئی ہنر میرے ہاتھ آ جائے تو وارے نیارے ہو جائیں۔ لیکن چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے کسی رہنمائی کرنے والے تک رسائی حاصل نہ کر سکا۔ البتہ میں خود ہی بازار سے عملیات کی کتابیں خرید کر اس میں بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق جنتر منتر پڑھتا رہتا۔ لیکن اس میں مجھے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

جب میری عمر تقریباً 13 سال کے قریب ہوئی تو مسجد میں باقاعدگی سے آنا جانا شروع کر دیا۔ ہمارے گھر کے قریب ہی مسجد تھی۔ وہاں کے قاری صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے چند ایک عمل کر رکھے تھے۔ یہاں مجھے اپنے شوق کی تکمیل ہوتی نظر آئی۔ ایک دن میں نے ان سے درخواست کی کہ میں آپ کی شاگردی کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے میری درخواست قبول کر لی۔ میں نے انہیں بتایا کہ آپ کے پاس انگوٹھے پر موکلات کو حاضر کرنے کا جو عمل ہے' میں بھی اس میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اس شرط پر ہاں کر دی کہ تمہارے پاس عملیات کے موضوع پر جو بہت سی کتابیں موجود ہیں' وہ مجھے دے دو اور میں اس کے بدلے میں تمہیں انگوٹھے پر جنات کی حاضری کا عمل سکھا دوں گا۔ اس عمل میں کامیابی کی صورت میں کسی نابالغ بچے کے انگوٹھے پر سیاہی لگا کر جنات کو حاضر کیا جاتا ہے اور ان سے بہت سی معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ یہ عمل بھی کالے عملیات کے زمرے میں آتا ہے۔

وعدے کے مطابق میں نے قاری صاحب کو عملیات کی بہت سی کتابیں دے دیں۔ ایک دن رات گیارہ بجے ہم آبادی سے باہر ایک مسجد میں چلے گئے۔ راستے میں قاری صاحب نے مجھے وظیفہ یاد کرایا اور اسے کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ اس وظیفہ کو صرف ایک سو مرتبہ دہرانا تھا۔ یہ گیارہ راتوں پر مشتمل وظیفہ تھا۔ مسجد میں داخل ہو کر میں نے وضو کیا۔ اس کے بعد انگلی سے اپنے اردگرد حصار کھینچ کر وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے ابھی صرف آدھی تسبیح ہی پڑھی تھی کہ مجھے وظیفہ بھول گیا۔ میں نے حصار کے اندر بیٹھنے کی بہت کوشش کی لیکن وظیفہ ایسا میرے ذہن سے محو ہوا کہ ہزار کوشش کے باوجود مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب کافی دیر گزر گئی تو قاری صاحب جو میرے پاس ہی بیٹھے تھے' انہوں نے آواز دی کہ اگر وظیفہ مکمل ہو گیا ہے تو پھر بھی آواز دے دو اور اگر مکمل نہیں ہوا تو بھی جواب دو۔ میں نے روہانسی آواز میں کہا کہ میں وظیفہ بھول گیا ہوں۔ انہوں نے مجھے تسلی دی اور سمجھایا کہ کوئی بات نہیں۔ یہی وظیفہ اچھی طرح یاد کر کے گھر میں ہی کر لینا۔ باقی گیارہ راتوں کو میں نے یہ وظیفہ گھر میں ہی مکمل کر لیا۔ وظیفہ مکمل کرنے کے بعد جب میں نے اس کے موکلات کو حاضر کرنے کے لئے تجربہ کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ سوائے وقت کی بربادی کے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ میں نے قاری صاحب کو جا کر ساری صورتحال بتائی تو وہ کہنے لگے کہ میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب تمہاری قسمت ہی خراب ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ ان کی گفتگو سن کر میں سخت دل برداشتہ ہوا۔ کسی طرح اس واقعہ کا علم سید صاحب کو ہو گیا جو مسجد کے منتظم اعلیٰ تھے۔ انہوں نے قاری صاحب کو بلا کر سخت الفاظ میں کہا کہ آپ یہاں بچوں کو پڑھانے کے لئے آئے ہیں یا انہیں عملیات سکھلانے کے لئے؟ سید صاحب کے کہنے پر قاری صاحب کو مجبوراً وہ تمام کتابیں واپس کرنی پڑیں جو انہوں نے معاہدے کے تحت مجھ سے وصول کی تھیں۔ گو کہ اس عمل میں ناکامی اور سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا لیکن میرے شوق کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

سکول چھوڑنے کے کچھ عرصہ بعد والد صاحب مجھے کہنے لگے کہ تم ادھر ادھر فضول وقت ضائع کرنے کی بجائے روزانہ میرے ساتھ دکان پر جایا کرو تاکہ تمہیں کاروبار کرنے کا طریقہ

آ جائے۔اب میرا زیادہ وقت دکان پر گزرتا۔دکان پر ہی میرا رابطہ اکبر نامی ایک سابق عامل سے ہوا جس نے عملیات کے شوق میں اپنی آدھی سے زیادہ زندگی کے قیمتی لمحات گنوا دیئے تھے۔وہ کالے علم کا ماہر تھا لیکن اس نے بھی توبہ کر لی تھی۔وہ اکثر ہماری دکان پر سودا سلف خریدنے کے لئے آیا کرتا تھا۔مجھے جب سے اس کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں' کسی پل چین نہ آتا۔ میں اسی انتظار میں رہا کہ کسی نہ کسی طرح اس کو اس بات پر آمادہ کرلوں کہ وہ مجھے کوئی اچھا سا عمل بتادے۔وہ جب بھی سودا لینے کے لئے دکان پر آتا' میں اسے کسی نہ کسی بہانے بٹھا لیتا اور عملیات کے موضوع پر مختلف سوال کرتا رہتا کہ آپ نے کون کون سے عمل کئے ہیں اور اس کے نتیجہ میں کیا کچھ حاصل ہوا۔اس گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہمارے درمیان بہت اچھا تعلق بن گیا۔اس نے مجھے سمجھایا کہ اس طرح فضول مشغلوں میں نقصان ہی نقصان ہے۔اس لئے مجھے اس شوق کو ترک کر دینا چاہئے مگر شوق کی انتہا کا یہ عالم تھا کہ یہ نصیحت آموز باتیں میرے سر کے اوپر سے گزر جاتیں۔مجھے اس بات کی بھی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اس میں جان جانے کا خطرہ ہے یا انسان کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔میں تو کالے علم کو حاصل کرنا چاہتا تھا چاہے اس کے لئے مجھے بڑی سے بڑی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔میری محنت رنگ لائی اور اکبر عامل نے میرے مجبور کرنے پر ایک وظیفہ بتا دیا اور اس کو پڑھنے کا طریقہ کار بھی سمجھا دیا۔یہ وظیفہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب تھا۔عامل اس کو ''علی کا ضدرا'' کہتے تھے۔یہ وظیفہ عجیب وغریب شرکیہ کلمات پر مشتمل اور کافی طویل تھا۔میں نے یہ وظیفہ جلد ہی یاد کرلیا۔

یہ اکتالیس دن کا عمل تھا۔روزانہ رات کو 100 مرتبہ وظیفہ کو دہرانا تھا۔وظیفہ کرنے کے لئے آبادی سے باہر کسی اجاڑ بیابان جگہ کا انتخاب کرنا تھا تاکہ موکلات جلد از جلد رابطہ کرلیں۔چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے رات کو گھر سے باہر جا کر اس وظیفہ کو کرنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔البتہ تجرباتی طور پر میں نے روزانہ رات کو سونے سے پہلے دو تین مرتبہ اس وظیفہ کو دہرانا شروع کر دیا۔صرف اتنی تھوڑی تعداد میں پڑھنے سے ہی مجھے بہت سہانے اور دلکش خواب آنے شروع ہو گئے۔عام طور پر میں اپنے آپ کو آسمان پر اڑتا ہوا محسوس کرتا۔جو نظارے مجھے دیکھنے کو ملتے...... مارے

خوشی کے میرے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے تھے۔

کسی کو کیا معلوم کہ میں کتنا خوش تھا۔ افسوس کہ جلد ہی اس کے نتائج بد سامنے آنے شروع ہو گئے۔ سارا دن میرا بہت تکالیف میں گزرتا' کسی کی بات اچھی نہ لگتی۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ آنے لگتا۔ لیکن پھر بھی میں نے اپنے معمولات جاری رکھے۔ ایک دن میری ایک شخص سے لڑائی ہوگئی اور میں نے غصے میں آ کر اس کو بد دعا دے دی۔ ایک گھنٹے بعد ہی اس شخص کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور اسے دو سال بستر پر گزارنے پڑے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سب میری پڑھائی کی بدولت ہوا۔ میں خوش تھا کہ میری محنت رائیگاں نہ گئی۔ اب میں نے مزید شرکیہ کلمات کی طرف رجوع کیا۔ اسی دوڑ دھوپ میں ایک عامل سے میرے گہرے تعلقات بن گئے۔ اکثر مشکل وقت میں اس سے مشورہ طلب کر لیتا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا' کسی ایسے خبیث عامل کا پتا بتاؤ جس سے میرے شوق کی تسکین ہو سکے۔ میرے دوست نے جواب دیا کہ میں تمہیں ایسے خبیث عامل کا پتہ بتاؤں گا جو ہزار خبیث عاملوں سے بڑھ کر ہوگا۔ کالے علم کے حصول اور تسخیر جنات کے لئے میں اس عامل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ عامل ہمارے شہر سے بہت دور گجرات کے قریب ایک قصبے میں رہتا تھا۔ یہ قصبہ دور دراز مقام پر تھا جہاں پہنچنے کے لئے چھ میل پیدل چل کر جانا پڑتا۔ راستے میں ایک برساتی نالہ بھی آتا' اس کو عبور کرنے کے بعد آدمی گاؤں میں پہنچتا۔

جب دل چالو ہو گیا:

ان دنوں برسات کا موسم تھا۔ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا عامل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا اور اتفاق سے عامل صاحب اکیلے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ میری خواہش اور درخواست پر انہوں نے مجھے تسلی دی کہ آپ کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔ سہ پہر چار بجے تک میں ان کے ساتھ محو گفتگو رہا۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو گھر واپس چلا جاؤں۔ دوبارہ پھر حاضر ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں گھر

والوں کو کچھ بتا کر نہیں آیا۔ لیکن انہوں نے رات ٹھہرنے پر بہت اصرار کیا۔ جب میں نہ مانا تو وہ کہنے لگے کہ دوست جب دوستوں کے پاس جاتے ہیں تو دوستوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ انہیں نشانی کے طور پر کوئی تحفہ دیں۔ وہ اٹھ کر اندر گئے اور ایک گتے کا بنا ہوا کارڈ ساتھ لے کر آئے جس پر اسم اللہ کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ وہ انہوں نے مجھے دے دیا اور کہنے لگے کہ باوضو ہو کر اس پر نظر کو ٹھہرا کر اس لفظ کی ضرب دل سے لگانی ہے۔ یعنی دل میں پڑھائی کرنی ہے۔ اگر زبان سے پڑھائی کرو گے تو پاگل ہو جاؤ گے۔ میری رہنمائی کی خاطر انہوں نے وہیں مجھے وضو کرایا اور کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک ماری۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس کو اپنے سامنے رکھ کر دل سے پڑھائی کروں۔ میں نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو میرا دل اللہ ہو کی آواز کے ساتھ دھڑکنا شروع ہو گیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میرے دل نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب آپ مجھے اجازت دیں' باقی عمل میں گھر جا کر مکمل کر لوں گا۔

واپس آنے سے پہلے انہوں نے مجھے تاکید کی کہ رات ہو یا دن' 24 گھنٹے میں جب بھی وقت ملے' اس گتے کے کارڈ کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سامنے رکھ لینا ہے اور دل سے پڑھائی کرنی ہے۔ زبان ہرگز نہ ہلے۔ اس کے بعد عامل صاحب کمال مہربانی اور شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے الوداع کہنے کے لئے میرے ساتھ کافی دور تک آئے۔ گھر واپس آ کر میں نے اس عمل کا آغاز کر دیا۔ جب گیارہ دن مکمل ہو گئے تو اس گتے نما کارڈ میں لکھے ہوئے اسم اللہ میں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ میں بہت خوش ہوا کہ اب مجھے منزل مل گئی کیونکہ آج تک کوئی اتنا مہربان عامل نہیں ملا تھا جس نے گیارہ دنوں میں اس مقام پر پہنچایا ہو۔ اگلے دن ہی میں خوشی خوشی مٹھائی کا ڈبہ لے کر عامل صاحب سے ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ گاؤں سے باہر بل برساتی نالہ پار کر کے دوسری طرف پہنچا تو عامل صاحب کے چند مریدوں نے (جنہیں میں نہیں جانتا تھا) اپنے تجربے کی بنیاد پر مجھے پہچان لیا کہ آپ ہمارے حضرت صاحب کے پاس جا رہے ہیں؟ ان میں سے دو مرید کہنے لگے کہ یہ حضرت صاحب کے مہمان ہیں۔ ہم انہیں اپنے

کندھوں پر اٹھا کر ڈیرے تک لے جائیں گے۔ میرے اور ان کے درمیان کافی بحث ہوئی کہ میں پیدل ہی چلا جاؤں گا لیکن وہ کسی بھی بات کو سننے پر آمادہ نہ تھے۔ پلک جھپکنے کے دوران دونوں نے مجھے اٹھالیا اور عامل صاحب کے پاس آ کر ہی مجھے نیچے اتارا۔ اس وقت وہاں پانچ چھ عورتیں تعویذات حاصل کرنے کے لئے بیٹھی ہوئی تھیں۔ عامل نے مجھے دیکھ کر جلدی جلدی انہیں فارغ کیا کہ کل دوبارہ آ جانا اور مجھے بہت خوش اخلاقی سے بغل گیر ہو کر ملے۔ میری باتیں سن کر وہ کہنے لگے کہ تمہارا دل سیاہ ہو گیا تھا۔ اسم اللہ سے جو آگ نکلی تھی' وہ تمہارے دل کی سیاہی کو دور کرنے کے لئے نمودار ہوئی تھی۔ چند دنوں کے اندر تمہارا دل بالکل صاف ہو جائے گا۔ ان کی یہ باتیں سن کر میرے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے اور خوشی کے مارے برا حال تھا کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں جو مجھے اتنا کامل انسان مل گیا۔ ورنہ آج تک تو میں نے دھکے ہی کھائے تھے۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ واپس آنے سے پہلے میں نے پوچھا کہ حضرت صاحب! آئندہ کے لئے مجھے کیا کرنا ہے' کوئی خدمت' پڑھائی یا پرہیز وغیرہ ہو تو مجھے بتا دیں۔

وہ فرمانے لگے کہ سنو! نماز نہیں پڑھنی' کسی نمازی کے ساتھ ہاتھ نہیں ملانا' قرآن نہیں پڑھنا' مسجد نہیں جانا۔ یہ سنتے ہی میرے تن بدن میں آگ لگ گئی کیونکہ جسم میں ابھی ایمان کے کچھ اثرات باقی تھے۔ میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے دل میں سوچا کہ اب جس طرح بھی ممکن ہو یہاں سے نکلنا بہتر ہے کیونکہ میں تو چند منٹ پہلے یہ سوچ رہا تھا کہ میرے ہاتھ بہت قیمتی نسخہ آ گیا لیکن یہ تو کچھ اور ہی نکل آیا۔ میں اجازت لے کر گھر واپس آ گیا۔ گھر آ کر میں دن رات سوچوں میں گم رہا کہ بندہ تو بہت قابل ہاتھ آیا تھا لیکن جو طریقہ کار اس نے بتایا ہے' اس پر کسی طرح بھی عمل کرنا ممکن نہیں۔ صبح سے لے کر شام تک پندرہ بیس دوست ایسے ملتے تھے جن کے ساتھ سلام و دعا اور ہاتھ ملانا پڑتا۔ یہ سب پانچ وقت کے نمازی تھے۔ پھر والدین' بہن بھائی سب نمازی اور مسجد جانے پر بھی پابندی۔ اگر ان سب باتوں پر عمل کروں تو زندگی کیسے بسر ہو گی۔ بالآخر یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ اس کو چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ میرے دوست نے اس عامل کی جو تعریف کی تھی کہ یہ ہزار خبیثوں

پر بھاری عامل ہے' سچ ہی کہا تھا۔ اس کے بعد دوبارہ میں ان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تو کچھ عرصہ بعد سرکار اپنے دو چیلوں کے ساتھ ہماری دکان پر آ دھمکے۔ میں نے نہ چاہتے ہوئے مجبوری میں انہیں گھر چلنے کے لئے کہا۔ تو وہ تیار ہو گئے مگر میرا دل اندر سے جل کر کوئلہ ہو رہا تھا۔ میرے دل میں خیال بار بار آ رہا تھا کہ کون سا طریقہ اختیار کروں جس سے جلد میری جان چھوٹ جائے۔ میں نے حسب توفیق خدمت کرنے کے بعد کہا کہ سرکار! میرا ایک بہت پیچیدہ مسئلہ ہے' اگر اجازت ہو تو بیان کروں۔ انہوں نے کہا بتائیں۔ میں نے کہا ہماری چار دکانیں کرایہ پر چڑھی ہوئی ہیں۔ کرایہ دار نہ تو کرایہ ادا کر رہے ہیں اور نہ ہی دکانیں خالی کرنے پر تیار ہیں۔ اگر آپ اس سلسلہ میں میری کچھ مدد فرما دیں تو میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر یاد رکھوں گا۔ ایک آدھ منٹ کی خاموشی کے بعد انہوں نے میری طرف دیکھا اور بولے۔

''تم نے قرآن پڑھا ہے؟''

میں نے کہا ''جی بالکل پڑھا ہے۔''

وہ کہنے لگے، اللہ قرآن میں فرماتے ہیں کہ انسان بہت جلد باز پیدا ہوا ہے۔ یہ دکانیں تمہیں ضرور مل کر رہیں گی۔ چاہے 30 سال بعد ملیں۔ ان کا یہ فرمانا تھا کہ دل میں جو تھوڑا بہت مہمان نوازی کا احترام تھا، وہ بھی جاتا رہا۔ اس کے بعد وہ خود ہی کہنے لگے' اچھا ہم چلتے ہیں۔ میں جلدی سے اٹھ کر تیار ہو گیا۔ سب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور دروازے تک انہیں چھوڑنے کے لئے آیا۔ جب مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ جی ٹی روڈ کے قریب پہنچ گئے ہیں تو میں گھر سے دکان پر آ گیا۔

سرکار کا خیال تھا کہ یہ مرید ہماری بہت خدمت کرے گا۔ لیکن میرے رویئے سے انہیں سخت مایوسی ہوئی۔ البتہ وہ جاتے ہوئے کہہ گئے کہ ہم ہر چھ ماہ بعد حضرت خواجہ خضر کا ختم پاک دلواتے ہیں۔ تم ضرور آنا۔ وہاں ہم دعا کریں گے اور دکانیں خالی ہو جائیں گی۔ لیکن میں ختم میں جان بوجھ کر نہ گیا۔ میرا وہ دوست جس نے مجھے ان کا پتہ بتایا تھا' اس کا بہنوئی ان کا مرید تھا۔ وہ ختم پر گیا تھا۔ عامل سرکار نے ان کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے کشور رحمان کو نافرمانی کی وجہ سے اپنی بارگاہ سے نکال دیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ میرا ایمان اور جان بچ گئی۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی چیز کو حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے اور پھر کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتا ہے۔ لیکن ہزار کوشش کے باوجود کوئی نہ کوئی رکاوٹ آڑے آ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ میرے ساتھ بھی تقدیر نے کچھ اسی طرح کا کھیل کھیلا۔ جب بھی میں کالے علم کے ذریعے شیطانی طاقتوں کے قریب ہونے لگا تو مجھے ایسے تلخ تجربات ہوئے کہ مجبوراً مجھے ان کاموں سے توبہ کرنی پڑی۔ آج میں اپنی ناکامیوں پر افسوس کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے دونوں جہانوں میں ذلیل ورسوا ہونے سے بچالیا۔ میرے شوق نے مجھ سے کیا کیا کام کرائے؟ کالے علم کو سیکھنے کا جنون کی حد تک شوق کے نتیجہ میں مجھے کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا؟ ان واقعات کو پڑھنے کے بعد آپ کو تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا۔

عملیات کو سیکھنے کے دوران جہاں مجھے اور بہت سارے نقصانات اٹھانے پڑے۔ وہاں اپنی اولاد نرینہ سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ میرے آٹھ بچے فوت ہوئے۔ جو بھی پیدا ہوتا' اس کے سینے پر انسانی ہاتھ کا مشابہ نشان ہوتا اور وہ چند لمحے بعد ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملتا۔ لیکن عملیات کا شوق تھا کہ دل ودماغ میں ہر دم تازہ رہتا۔

ایک دن میں اپنی دکان سے گھر کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں ڈاکٹر اسماعیل والے چوک میں ایک سائیں بابا کھڑا تھا جس نے چھوٹے چھوٹے ڈبوں کے اوپر جڑی بوٹیاں سجا رکھی تھیں اور لوگوں کے سامنے ان کی تعریفیں بیان کر رہا تھا۔ میں بھی قریب کھڑا ہو گیا جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو میں نے قریب جا کر آواز دی ''سائیں جی!''

انہوں نے میری طرف نظر کر کے کہا ''ہاں بھئی! کیا بات ہے؟''

اس لمحہ میں جب ان کی اور میری آنکھیں چار ہوئیں تو میرے دل کے اندر سے آواز آئی کہ یہ سائیں صرف سنیاسی نہیں بلکہ اس کے اندر بہت کچھ چھپا ہوا ہے۔ شاید یہ عملیات کا بھی ماہر ہے۔

میں نے سائیں بابا کو اپنی سابقہ ناکامیوں کی داستان اور اپنے شوق کا حال سنایا۔ میری باتیں سن کر وہ کہنے لگے۔

''مولوی صاحب! میدان بہت اوکھا ہے۔ یہاں صرف وہ شخص کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ جس نے بربادی کا سرٹیفکیٹ لے کر جیب میں ڈالا ہو۔''

میں نے عرض کیا ''سائیں جی! آپ کی جیب میں ایک سرٹیفکیٹ ہوگا' میں بربادی کا دوسرا سرٹیفکیٹ جیب میں ڈال لیتا ہوں۔''

سائیں بابا مجھے سمجھاتے ہوئے کہنے لگے ''مولوی صاحب! جب میں نے کالے علم کو سیکھنے کا آغاز کیا تھا تو پہلے چار دنوں میں یکے بعد دیگرے میرے گھر سے چار جنازے اٹھے تھے۔''

میں نے کہا ''سائیں بابا یہ بات بھی آپ نے چھوٹی کی ہے' میں اپنے گھر سے چھ جنازے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔''

میری باتیں سن کر سائیں بابا کہنے لگا کہ ''اگر اتنا ہی شوق ہے تو پھر بات بن جائے گی۔''

اس دوران میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ میں نے کہا کہ سائیں جی! آپ میرے عمل کرنے کے دوران پیچھے کتنی راتیں بیٹھیں گے۔ وہ کہنے لگے کہ میں پہلی گیارہ راتوں تک تمہارے پیچھے نگرانی کروں گا۔ میں نے کہا کہ سائیں جی آخری گیارہ راتیں تو میری زندگی اور موت کی ہیں۔ لیکن وہ کسی صورت آمادہ نہ ہوئے۔

یہ عمل بہت سخت قسم کا تھا اور اس کو کسی ایسے مقام پر بیٹھ کر کرنا تھا جہاں اذان کی آواز سنائی نہ دے۔ اس میں اگر کامیابی ہو جاتی تو شیطان کے ساتھ دوستی اور تعلق قائم ہو جاتا تھا اور اگر ناکامی ہو جاتی تو ساری زندگی بغیر کپڑوں کے گلیوں میں دھکے کھا کر گزرنی تھی۔ یہ تو اللہ کا شکر ہوا کہ سائیں بابا کسی شرط پر بھی میرے پیچھے بیٹھنے پر تیار نہ ہوا۔ ورنہ معلوم نہیں میرا کیا انجام ہوتا۔ ان دنوں جب مجھے کسی عمل کو سیکھنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا تو میں اپنے آپ کو دنیا کا بدقسمت شخص سمجھتا تھا اور ہر وقت افسوس کرتا رہتا کہ مجھے کوئی اچھا استاد کیوں نہ ملا۔ آج میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اچھا ہی ہوا کہ مجھے کوئی استاد نہیں ملا۔ سب نے مجھے دھوکہ دیا۔ کیونکہ یہ سراسر

گھاٹے کا سودا ہے۔ بظاہر تو اس میں بہت کشش نظر آتی ہے لیکن جو لوگ اس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں' وہی جانتے ہیں کہ ان پر کیا بیت رہی ہے۔ آج اگر عامل میرے پاس اس حالت میں آئے کہ اس نے جنات کو تسخیر کر کے شاپر میں ڈالا ہو اور مجھے کہے کہ میں تمہیں بغیر کسی محنت کے سب کچھ مفت دینے کے لئے تیار ہوں تو پھر بھی میں انہیں نہ لوں گا۔

آدھی زندگی بدی اور آدھی نیکی کے ساتھ گزری:

ایک اچھا عامل ہونے کے لئے صحت مند جسم ہونا ضروری ہے۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص احسان سمجھئے کہ اس نے مجھے بہت اچھی صحت سے نوازا اور گھر کی پکی ہوئی 18 روٹیاں کھانا میرا روزانہ کا معمول تھا۔ اگر ان روٹیوں کا موازنہ ہوٹلوں پر ملنے والی روٹیوں کے ساتھ کیا جائے تو میری 18 روٹیاں ہوٹلوں کی 30 روٹیوں کے برابر بنتی ہیں۔

اللہ نے مجھے اتنی ہمت عطاء کی تھی کہ میں صبح سے لے کر شام تک دکان پر سخت محنت کرتا' رات کو والد صاحب کی خدمت کرتا' جب وہ سو جاتے تو باقی رات قبرستانوں میں وظائف کی پڑھائی میں گزارتا اور بہت کم سونے کا موقعہ ملتا۔ غرض یہ کہ عملیات پر عبور حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ نہ ہی نیند پوری کرنے کا وقت ملتا اور نہ ہی صحت کا کوئی خیال ہوتا۔

اس شوق کی بدولت کاروبار میں بھی مجھے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ میرا ذاتی اندازہ ہے کہ اگر میں مکمل توجہ' یکسوئی اور محنت کے ساتھ کاروباری امور سرانجام دیتا تو آج معمولی منیاری کی دکان کی بجائے میرا بہت بڑا کاروبار وسیع پیمانے پر پھیلا ہوتا لیکن اب پچھتائے کیا ہوت۔ گزرا ہوا وقت تو واپس نہیں آتا۔

میں نے ہزار بار توبہ کی اور اتنی ہی مرتبہ توبہ ٹوٹی۔ آدھی زندگی بدی اور آدھی نیکی کے ساتھ گزری۔ اب پھر توبہ کی ہوئی ہے اور ابھی تک قائم ہوں۔

اس نفسانفسی کے دور میں ہر شخص کامیابی و کامرانی اور منزل مقصود حاصل کرنے کے لئے اپنی بساط کے مطابق کوشش کرتا رہتا ہے۔ کسی کو منزل مل جاتی ہے اور کوئی ساری عمر در در کی ٹھوکریں کھا

کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ پراسرار عملیات کے ذریعے جنات کو قابو کرنے کے لئے میں نے جگہ جگہ سے دھکے کھائے۔ بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کیں۔ ہر ناجائز طریقہ اختیار کیا لیکن پھر بھی میری خواہش اور شوق کی تسکین نہ ہو سکی۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری ہر تدبیر پر تقدیر غالب آتی رہی اور میں معجزاتی طور پر شیطانی قوتوں کا آلہ کار بننے سے محفوظ رہا۔ تسخیر جنات کے شوق میں سوائے تباہی و بربادی کے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ جو واقعات میرے ساتھ پیش آئے ہیں' ان کو بیان کرنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ دوسرے لوگ ایسے فضول کاموں میں اپنا وقت برباد نہ کریں اور ان سے نصیحت حاصل کریں کیونکہ کامیابی صرف صراط مستقیم پر چلنے میں ہے۔ چند ایک واقعات قارئین کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں۔

جب میرے بچے کی عمر آٹھ نو سال ہوگئی تو پھر دل میں شوق پیدا ہوا کہ دوبارہ کسی ایسے عمل کی کوشش کرنی چاہیئے جو بہت اعلیٰ پایہ کا ہو۔ میں نے اپنے ایک عامل دوست سے اس خواہش کا تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگے کہ جو عمل تم کرنا چاہتے ہو۔ اس میں تمہاری اولاد کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ میں نے کہا کہ اولاد کی خیر ہے۔ عمل میں کامیابی ہونی چاہیئے۔

یہ بہت زبردست قسم کا کالا علم تھا۔ اس عمل کی میں نے آزمائشی طور پر پانچ سات دن پڑھائی کی۔ جب کوئی مصیبت نازل نہ ہوئی تو میں نے اس عمل کو کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جس رات میں نے باقاعدہ وظیفہ کے لئے بیٹھنا تھا' دوپہر کے وقت میں نے قبرستان جا کر ایک قبر کو منتخب کیا اور جگہ کی صفائی کر کے گھر واپس آ گیا۔ دروازے سے اندر داخل ہوا تو گھر کی خواتین میرے بیٹے کو بستر پر لٹا کر اردگرد پریشانی کے عالم میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ میرے بیٹے کی آنکھیں الٹی ہوگئیں تھیں اور بے سدھ لیٹا ہوا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے تو وہ کہنے لگیں کہ ایک گھنٹہ پہلے یہ خود ہی آ کر بستر پر لیٹ گیا۔ کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کو کیا ہو گیا ہے۔

میں نے فوری طور پر ڈاکٹر سے رابطہ کیا لیکن کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ شام تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ جو بھی ڈاکٹر آ کر اسے چیک کرتا' یہی کہتا کہ اس کو دوائی کس مرض کی دیں۔ سمجھ نہیں

آ رہی' اس کو کیا ہوا ہے۔ ہاں البتہ یہ آج رات صحیح سلامت نکال گیا تو شاید پھر اس کے بچنے کی کوئی امید نکل آئے۔ بجائے اس کے کہ میں رات جا کر قبرستان میں عمل کا آغاز کرتا، میری تمام رات بچے کی چارپائی کے پاس بیٹھے گزری۔ صبح ہونے تک اس کی طبیعت جوں کی توں رہی۔ نہ تو اس نے کوئی حرکت کی اور نہ کچھ کھایا پیا۔ صبح دس بجے کے قریب بچے کی نانی اتفاقاً لاہور سے ملنے کے لئے آئی۔ اس نے بچے کی حالت دیکھی تو ہمیں مجبور کر کے لاہور کے کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس چلنے کو کہا اور کسی سیانے ڈاکٹر کو چیک اپ کرانے کے لئے بچے کو اپنے ساتھ لاہور لے گئیں۔ وہاں ڈاکٹروں نے اس کے مختلف ٹیسٹ کئے اور دوائیں لکھ کر دیں۔ جب نرس نے بچے کو انجکشن لگایا تو کچھ دیر بعد بچے نے آنکھیں کھولنا شروع کر دیں اور پوچھنے لگا کہ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہیں۔ جب دوپہر کو اسے دوائی کی دوسری خوراک دی گئی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ شام کو تیسری خوراک کھانے کے بعد وہ چلنے پھرنے لگ گیا۔ جب ڈاکٹر صاحب وارڈ میں اسے دیکھنے کے لئے آئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی لیکن وہ کہنے لگے کہ مریض کو ایک دن مزید ادھر رہنے دیں۔ میرا بیٹا بالکل تندرست ہو گیا کیونکہ اس کو تکلیف تو کوئی اور تھی۔ اصل مسئلہ تو میرے عمل کرنے کا تھا۔ وظیفہ شروع کرنے سے پہلے ہی موکلات نے اپنا اثر دکھا دیا تھا کہ کہیں اس کا والد ہمارے لئے دردِسر نہ بن جائے۔ ان کا یہ حربہ کامیاب رہا اور میں نے اولاد کی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ عمل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر ایک اور عامل سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے عمل لکھ کر دے دیا اور تاکید کی کہ اس کو یاد کرنے کے دوران بھی حصار کھینچ لینا ہے۔ حصار کے بغیر ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لانا ورنہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جاؤ جا کر اس عمل کو یاد کرو۔ تین چار دن بعد میں خود تمہارے گھر آؤں گا۔ میں نے ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ چار دن بعد وہ خود ہمارے گھر آ گئے۔ میں نے حسبِ توفیق ان کی خدمت کی۔ انہوں نے مٹھائی بہت خوش ہو کر کھائی۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ تمہیں موکلات نے قبول کر لیا ہے۔ یہ مٹھائی میں نے کم اور موکلات نے زیادہ کھائی ہے۔ تم باقاعدہ عمل شروع کرنے سے پہلے مجھے 32 روپے 10 آنے موکلات کے لئے کڑاہی کی رقم ادا

کرو۔ میں نے انہیں رقم ادا کردی اور اسی رات عمل کا آغاز کردیا۔ یہ 21 دن کا عمل تھا جو سحری کے وقت اٹھ کر گھر میں ہی کرنا تھا۔ ان دنوں رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ عمل شروع کرنے کے تین دن بعد جمعۃ المبارک آ گیا۔ میں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عامل صاحب سے ملنے کے لئے ان کے شہر پہنچ گیا۔ اس دن کا زیادہ حصہ میں نے ان کے پاس گزارا۔ اس دوران جمعہ کی نماز کا وقت بھی ہوا۔ لیکن نہ انہوں نے خود جمعہ کی نماز پڑھی اور نہ مجھے حکم دیا۔ جب چار بجے سہ پہر کا وقت ہوا تو میں اجازت لے کر واپس آ گیا۔

عمل کرنے کے دوران میں نے ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھا۔ ہر جمعہ کو میں ان کے پاس حاضر ہوتا اور اپنی کارکردگی سے آگاہ کرتا۔ اس دوران عامل صاحب موکلات کے لئے کڑاہیوں کے نام پر مجھ سے رقم بٹورتے رہے۔ کبھی انہوں نے 20 روپے 10 آنے کا تقاضا کیا' کبھی 36 روپے 10 آنے اور کبھی 40 روپے 10 آنے۔ (یہ پرانے وقتوں کی بات ہے) میں ان کی یہ خواہش بھی پوری کرتا رہا۔

عمل ختم ہونے سے 8 دن پہلے ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں جتنا وقت عمل کی پڑھائی کرتا' باہر گلی میں ایک کتا خوفناک انداز میں بھونکتا رہتا۔ میں نے یہ بات عامل استاد موچی صاحب کو جا کر بتائی۔ وہ کہنے لگے' آج کے بعد کتے کے بھونکنے کی آواز نہیں آئے گی۔ انہوں نے مجھے علیحدہ علیحدہ ایک ایک لفظ میں مکمل آیت الکرسی کاغذ پر لکھ کر دی اور کہنے لگے کہ اب عمل کی پڑھائی اس کے اوپر بیٹھ کر کرنی ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر کوئی حافظ قرآن یا کوئی ایسا دوست جو تمہیں فلاں سورہ الٹے الفاظ میں یاد کرادے' اس کو یاد کرنا ہے۔ میں نے بہت سوچا کہ اس پاپ کے لئے کس شخص کا انتخاب کروں مگر مجھ کو کسی سے یہ بات کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ البتہ آیت الکرسی کو میں نے جائے نماز کے نیچے رکھ کر جب دوبارہ عمل کی پڑھائی کی تو دوبارہ کتے کے بھونکنے کی آواز نہیں آئی۔

اللہ اللہ کر کے 21 ویں رات آئی۔ اتفاق سے صبح عید کا دن آتا تھا۔ مجھے اس رات اتنی سخت نیند آئی کہ میری وقت مقررہ پر آنکھ نہ کھل سکی اور یہ رات عمل کے بغیر ہی گزر گئی۔ تین چار دن بعد

عامل موچی میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ ہاں بھئی عمل پورا ہو گیا۔ میں نے انہیں ساری حقیقت بتا دی کہ میری آنکھ نہ کھل سکی اور وہ رات گزر گئی۔ عامل نے میری بات سن کر رونا شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک روتا رہا اور شکوے کرتا رہا کہ میں نے تو تمہیں بہت بہادر سمجھ کر یہ وظیفہ بتایا تھا۔ نہ ہی میرے باپ دادا نے آج تک اتنی آسانی کے ساتھ کسی کو یہ عمل بتایا تھا اور نہ ہی میں نے۔

میں نے تو تمہیں بہت کچھ سمجھایا تھا۔ تم نے میری ساری محنت خاک میں ملا دی۔ وہ کہنے لگا کہ اب میری کڑاہی 50 روپے 10 آنے ادا کرو اور میں واپس جاؤں۔ قصہ ختم...... میں نے انہیں رقم ادا کی اور وہ چلے گئے۔

یہ عمل پورا نہ ہونے کے بعد جب میں نے غور کیا تو مجھے سمجھ آئی کہ اللہ کریم نے مجھے بہت بڑے خبیث عمل سے بچا لیا۔ شوق سے میری عقل ماری گئی اور میں اتنا اندھا ہو گیا کہ اللہ کے پاک کلام پر بیٹھ کر جنات کو قابو کرنے کے لئے عمل کرتا رہا۔ اگر میں اس عمل میں کامیابی حاصل کر بھی لیتا تو اس کی شرائط پر پورا اترنا میرے لئے انتہائی مشکل کام تھا۔ کسی بھی وقت شرائط میں معمولی کوتاہی پر مجھے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتے۔ میں زندگی میں دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ مجھے بری موت سے محفوظ رکھنا اور حالت ایمان میں اپنے پاس بلانا۔ شاید میری یہی دعا قبول ہو گئی۔

جادو، جنات اور کہانت کے متعلق

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ مفتی اعظم سعودی عرب کے چند نصائح اور فتاوٰی

جادو، جنات یا کہانت کے ذریعے علاج اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت خطرناک ہے

یہ دیکھتے ہوئے کہ آج کل ایسے شعبدہ بازوں کی کثرت ہوگئی ہے جو طب جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جادو یا کہانت کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ یہ لوگ بعض ملکوں میں پھیل گئے اور سادہ لوح اور جاہل لوگوں کو لوٹ رہے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کے پیش نظر میں نے اس بات کو محسوس کیا کہ یہ واضح کروں کہ اس طریق علاج کو اختیار کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کس قدر خطرہ ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی مخالفت لازم آتی ہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے مدد لیتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ علاج معالجہ بالاتفاق جائز ہے۔ مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ باطنی (Internal) یا جراحی (Surgical) یا عصبی (Neural) یا اس طرح کی دیگر بیماریوں کے علاج کے لئے کسی ڈاکٹر کے پاس جائے جو اس کی بیماری کی تشخیص اور ایسی مناسب ادویہ کے ساتھ علاج تجویز کرے جن کا استعمال شرعاً جائز ہو اور علم طب کی روشنی میں ان

کا استعمال اس کے مناسب حال ہو کیونکہ یہ اسباب عادیہ کے اختیار کرنے کے قبیل سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر توکل کرنے کے منافی نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے بیماری کو نازل کیا اور اس نے اس کے ساتھ اس کی دوا کو بھی نازل فرمایا ہے، کسی نے اس کو جان لیا اور کوئی اس سے ناواقف ہے لیکن یاد رہے کہ اس چیز میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے شفا نہیں رکھی جسے ان کے لئے اس نے حرام قرار دے دیا ہے۔

مریض کے لئے ایسے کاہنوں کے پاس جانا جائز نہیں ہے جو غیبی امور کا دعویٰ کرتے ہیں تاکہ ان سے اپنے مرض کے بارے میں معلوم کرے نیز ان کی باتوں کی تصدیق کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ اٹکل پچو سے بات کرتے ہیں یا جنات کو حاضر کر کے ان سے مدد لیتے ہیں اور یہ کاہن و نجومی لوگ کافر اور گمراہ ہیں کیونکہ یہ علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو وہ اس دین کے ساتھ کفر کرتا ہے جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا، اصحاب سنن اربعہ نے بیان کیا اور امام حاکم نے ان الفاظ کے ساتھ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو وہ اس دین کے ساتھ کفر کرتا ہے جو محمد ﷺ پر اتارا گیا۔'' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو فال پکڑے یا جس کے لئے فال پکڑی جائے، جو کہانت اختیار کرے یا جس کے لئے کہانت سے کام لیا جائے، جو جادو کرے یا جس کے لئے جادو سے کام لیا جائے، جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو وہ اس دین کے ساتھ کفر کرتا ہے، جسے محمد ﷺ پر اتارا گیا۔'' اس حدیث کو امام بزار نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ان احادیث شریفہ میں نجومیوں وغیرہ کے پاس جانے ،ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کی ممانعت اور وعید بیان کی گئی ہے لہٰذا حکمرانوں ،احتساب کرنے والوں اور ان لوگوں کو جنہیں قدرت واختیار حاصل ہوتا ہے، چاہئے کہ وہ لوگوں کو کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے سے روکیں اور جو نجومی وغیرہ بازاروں میں اپنا کاروبار سجائیں، ان کو سختی سے منع کریں اور ان کے پاس آنے والوں کو بھی سختی کے ساتھ روکیں۔

اس بات سے فریب خوردہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان کی بعض باتیں سچی ہوتی ہیں یا ان لوگوں کے پاس بہت سے اہل علم بھی آتے ہیں۔ان کے پاس آنے والے اہل علم درحقیقت راسخ فی العلم نہیں ہوتے بلکہ جاہل ہوتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس جانے ،ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں زبردست برائی اور بہت زیادہ خطرہ ہے اور اس کے نتائج بھی بدترین ہیں۔ یہ لوگ کاذب اور فاجر ہیں۔ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کاہن وساحر کافر ہیں کیونکہ یہ علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور کسی انسان کا علم غیب کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور پھر یہ لوگ جنات سے خدمت اور ان کی عبادت کئے بغیر اپنے مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے تو یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ کفر اور شرک ہے اور جو شخص ان کے علم غیب کے دعوے کی تصدیق کرے اور اس کا اعتقاد رکھے تو وہ بھی انہی کی طرح کافر ہے، جو شخص ان امور کو سیکھے تو رسول اللہ ﷺ اس سے بری ہیں۔

کسی بھی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ کاہنوں اور نجومیوں سے اس کے بارے میں پوچھے جس سے اس کا بیٹا یا کوئی قریبی عزیز شادی کرنا چاہتا ہو یا میاں بیوی اور ان کے خاندانوں کی محبت و وفا اور دشمنی و بے وفائی کے بارے میں ان سے پوچھے کیونکہ اس کا تعلق اس غیب سے ہے جس کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

جادو کی وضاحت:

جادو کا تعلق ان امور سے ہے جو حرام اور کفریہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں دو

فرشتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة:۲/۱۰۲)

"اور وہ دونوں (فرشتے) کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم ذریعۂ آزمائش ہیں۔تم کفر میں نہ پڑو،غرض لوگ ان سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں اور اللہ کے حکم کے سوا اس (جادو) سے کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا،اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا،وہ بری تھی۔کاش وہ (اس بات کو) جانتے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جادو کفر ہے اور جادوگر میاں بیوی میں تفریق ڈال دیتے ہیں (کئی مفسرین کے مطابق یہ دو فرشتے ہاروت و ماروت تھے جو اہل یہود کو بتاتے کہ وہ ان کی آزمائش کے لیے اتارے گئے ہیں لیکن یہود ان سے جادو سیکھتے اور انہی یہود سے پھر جادو عام ہوا) نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو میں فی نفسہ نفع ونقصان کی کوئی تاثیر نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے کونی وقدری حکم سے اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے خیر وشر کو پیدا فرمایا ہے۔(گویا جادو با اثر ضرور ہوتا ہے لیکن اللہ کے حکم کے بغیر نہیں البتہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جادو برحق ہے تو یہ کہنا غلط اور کفر ہے۔صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جادو با اثر ہے)

ان افتراء پردازوں کی بدولت زبردست نقصان اور بے پناہ مصیبت کا سامنا ہے جنہوں نے ان علوم کو مشرکوں سے سیکھا اور کمزور عقل والوں کو اپنے دام فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

﴿فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، وَحَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ جادو سیکھتے ہیں وہ درحقیقت ایک ایسی چیز کو سیکھتے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہے، قطعاً نفع بخش نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آخرت میں ان لوگوں کا قطعاً کوئی حصہ نہ ہوگا۔ یہ ایک زبردست وعید ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے شدید خسارہ میں مبتلا ہونے پر دلالت کناں ہے۔ انہوں نے اپنی جانوں کو بہت گھٹیا قیمت کے عوض بیچ دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْبِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۰۲)

''اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، وہ بری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے۔''

شراء کا لفظ یہاں بیع کے معنی میں ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ساحروں، کاہنوں اور دیگر تمام شعبدہ بازوں کے شر سے عافیت و سلامتی کی دعا مانگتے ہیں اور یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے، ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے بارے میں اپنے حکم کو نافذ فرمادے تاکہ بندگان الٰہی ان کے شر اور ان کے خبیث اعمال سے محفوظ رہ سکیں۔ انہ جواد کریم۔

جادو سے بچنے کے طریقے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے ایسی چیزیں بھی تیار فرمائی ہیں جن کے استعمال سے وہ جادو میں مبتلا ہونے سے قبل اس کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور جنہیں جادو میں مبتلا ہونے کے بعد بطور علاج استعمال کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر رحمت، احسان اور اتمام نعمت ہے، چنانچہ یہاں کچھ ایسی چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے جن کو استعمال کر کے انسان جادو کے وقوع پذیر ہونے کے بعد بطور علاج استعمال کر سکتا ہے اور پھر لطف یہ کہ ان کا تعلق مباح امور سے ہے۔

ان میں سے پہلی قسم یعنی جادو کے وقوع پذیر ہونے سے قبل اس کے خطرات سے محفوظ رہنا۔

○ اس سلسلہ میں سب سے اہم اور منفعت بخش امر یہ ہے کہ آدمی شرعی اذکار، دعاؤں اور مسنون تعوذات کو پڑھے نیز ہر فرض نماز کے بعد سلام پھیرنے کے بعد اذکار مسنونہ پڑھ کر آیت الکرسی پڑھے جو کہ قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت ہے اور وہ حسب ذیل ہے:

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (البقرۃ: ۲/۲۵۵)

''اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہمیشہ زندہ اور کائنات کو تھامنے والا، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے؟ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے، اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کروا دیتا ہے) اس کی کرسی آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت نہیں تھکاتی۔ وہ بڑا عالی رتبہ (اور) جلیل القدر ہے۔''

○ اسی طرح سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا، نیز ان تینوں سورتوں کا تین تین بار نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد پڑھنا بھی اس مقصد کے لئے مفید ہے۔ نیز سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں امن الرسول سے لے کر سورت کے آخر تک کا رات کے ابتدائی حصہ میں پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اس کی حفاظت کے لئے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا۔'' اسی طرح ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے تو یہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔'' اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسے ہر برائی سے بچانے کے لئے کافی ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

○ اسی طرح ہر مخلوق کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی کثرت سے پناہ لینا، دن ہو یا رات نیز صحرا، فضا یا سمندر کے سفر کی ہر منزل پر انہیں پڑھنا بھی بہت مفید ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی منزل پر پڑاؤ ڈالے اور یہ پڑھ لے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّا تِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی ہے''

''تو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچائے گی۔'' اسی طرح دن رات کے ابتدائی حصہ میں تین بار درج ذیل کلمات کا پڑھنا بھی مفید ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ))

''اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ (سب کچھ) سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ کلمات پڑھنے کی ترغیب دی اور اسے ہر برائی سے محفوظ رہنے کا سبب بتایا ہے۔

یہ اذکار و تعوذات جادو کے شر اور دیگر تمام شرور سے بچنے کا اس شخص کیلئے عظیم ترین ذریعہ ہیں جو صدق ایمان، اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر بھروسہ اور اعتماد اور انشراح صدر کے ساتھ ہمیشہ

پڑھتا رہے نیز جادو کے وقوع پزیر ہونے کے بعد اس کے ازالہ کیلئے بھی یہ بہت موثر ہتھیار ہیں اور ان کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں الحاح وزاری بھی کی جائے اور اس سے یہ دعا بھی کی جائے کہ وہ تکلیف دور کر دے اور اس پریشانی سے نجات عطا فرما دے۔

○ یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جادو اور بیماریوں کے علاج کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس دعا کے ساتھ دم بھی کیا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَ رَبَّ النَّا سِ اَذْھِبِ الْبَأ سَ ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّا فِیْ ، لَا شِفَا ءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا))

''اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہنے دے۔''

○ اسی طرح اس کے لئے وہ دم بھی مفید ہے جو جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو کیا تھا اور جس کے الفاظ یہ ہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَ رْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ يُؤْذِيْكَ ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ))

''اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف دے اور ہر انسان یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھ پر دم کرتا ہوں۔''

ان کلمات کو تین بار پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔

○ جادو کے علاج کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے، نیز یہ طریقہ اس شخص کے لئے بھی مفید ہے جسے جادو کر کے اپنی بیوی سے مباشرت کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ طریقہ یہ ہے کہ آدمی بیری کے درخت کے سات سبز پتے لے، انہیں پتھر وغیرہ کے ساتھ کوٹ لے اور پھر انہیں کسی برتن میں

ڈال کر اس پر اتنا پانی ڈالے جو اس کے غسل کے لئے کافی ہو اور اس پر آیت الکرسی، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور وہ آیات پڑھ کر دم کرے جن میں سحر کا ذکر ہے مثلاً:

﴿وَأَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوسٰى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ، فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعمَلُوْنَ ، فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صٰغِرِيْنَ﴾

(الاعراف ۷/۱۱۷-۱۱۹)

''اور ہم نے موسیٰ f کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی ڈال دو۔ وہ فوراً (سانپ بن کر) جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو (ایک ایک کر کے) نگل جائے گی (پھر) تو حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ فرعونی کرتے تھے، باطل ہو گیا اور وہ مغلوب اور ذلیل ہو کر رہ گئے۔''

سورۂ یونس کی یہ آیات:

﴿وَقَالَ فِرعَوْنُ ائتُوْنِى بِكُلِّ سَحِرٍ عَلِيْمٍ ، فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰٓ أَلْقُواْ مَآ أَنْتُم مُّلْقُونَ ، فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُم بِهِ السِّحرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ، وَيُحِقُّ اللّٰهُ الحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ وَلَوْكَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یونس : ۱۰/۷۹-۸۲)

''اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادوگروں کو ہمارے پاس لے آؤ ، جب جادوگر آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ جو چیزیں تم (بنا کر) لائے ہو، جادو ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ابھی نیست و نابود کر دے گا۔ بلا شبہ اللہ شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا اور اللہ اپنے حکم سے سچ کو سچ بھی کر دے گا، اگرچہ گناہ گار برا ہی مانیں۔''

اور سورۂ طٰہٰ کی یہ آیات:

﴿قَالُوا يٰمُوْسَىٰٓ اِمَّآ أَن تُلْقِىَ وَاِمَّا أَن نَّكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقٰى ، قَالَ بَلْ أَلْقُواْ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُم يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى ، فَأَوْجَسَ فِى نَفْسِهِ خِيفَةً

مُوسَىٰ ، قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ، وَأَلْقِ مَا فِي يَمِيْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّا حِرُ حَيْثُ أَتَىٰ﴾

(طه: ٢٠/٦٥-٦٩)

''انہوں نے کہا موسیٰ! یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم (اپنی چیزیں) پہلے ڈالتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، نہیں، تم ہی ڈالو (جب انہوں نے چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسے آنے لگیں کہ وہ میدان میں دوڑ رہی ہیں (اس وقت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا خوف نہ کرو۔ بلاشبہ تم ہی غالب ہو اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے، اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے، اس کو نگل جائے گی، جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر کہیں بھی جائے، کامیاب نہیں ہوتا۔''

ان سورتوں اور آیات کو پڑھ کر پانی پر دم کرے، اس میں سے کچھ پانی پی لے اور باقی سے غسل کر لے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ بیماری کا خاتمہ ہو جائے گا، اگر ضرورت ہو تو اس عمل کو دوبار یا اس سے زیادہ دفعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

○ جادو کے علاج کے لئے ایک انتہائی مفید طریقہ یہ بھی ہے کہ مقدور بھر کوشش کر کے اس جگہ کو تلاش کیا جائے جہاں جادو وغیرہ کے منتر کو چھپایا گیا ہو خواہ وہ زمین میں کسی جگہ ہو یا پہاڑ وغیرہ میں اور پھر اسے نکال کر تلف کر دیا جائے تو اس سے بھی جادو کا اثر باطل ہو جاتا ہے۔

الغرض یہ ان امور کا بیان ہے جن کے ساتھ جادو سے محفوظ رہا جا سکتا ہے اور جادو میں مبتلا ہونے کی صورت میں جنہیں بطور علاج استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جادو کے علاج کے غیر شرعی اور جناتی طریقے:

باقی رہا جادو کا علاج جادوگروں کے عمل کے ذریعے، مثلاً جانور ذبح کر کے جنوں کا تقرب حاصل کرنا یا ان کے تقرب کے حصول کے لئے اس طرح کے کچھ دیگر کام کرنا، تو یہ جائز نہیں

کیونکہ یہ شیطانی عمل بلکہ شرک اکبر ہے لہٰذا اس سے بچنا واجب ہے۔اسی طرح کاہنوں، نجومیوں اور شعبدہ بازوں سے جادو کے علاج کے بارے میں سوال کرنا اور ان کے جواب کے مطابق عمل کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ وہ ایمان دار نہیں بلکہ کاذب اور فاجر ہیں۔علم غیب کا دعویٰ کرتے اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے پاس جانے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے جس طرح کہ اس مقالہ کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہر برائی سے محفوظ رکھے، ان کے دین کی حفاظت فرمائے، انہیں دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور ہر اس چیز سے بچائے جو اس کی شریعت کے خلاف ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى عَبْدِهِ وَرَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ

جنوں اور شیطانوں سے مدد طلب کرنا اور ان کی نذر ماننا

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ان تمام مسلمانوں کے نام جو اس تحریر کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو مضبوطی کے ساتھ دین کو تھامنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

أَمَّا بَعْدُ:

بعض بھائیوں نے مجھے ان امور کے بارے میں پوچھا ہے جو بعض جاہل لوگ کرتے ہیں یعنی غیر اللہ کو پکارنا، مشکلات میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مثلاً جنوں کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا، ان کے لئے نذر ماننا، ان کے لئے جانوروں کو ذبح کرنا، بعض لوگوں کا یہ کہنا ''اے سات بزرگو! اس کو پکڑ لو۔'' ان سات بزرگوں سے مراد جنوں کے سات سردار ہیں یا یہ کہنا کہ ''اے سات بزرگو! فلاں شخص کے ساتھ یہ سلوک کرو۔'' مثلاً اس کی ہڈیاں توڑ دو، اس کا خون پی لو، اس کا مثلہ کر دو یا یہ کہنا کہ ''اے جن ظہیرہ! اس کو پکڑ لو۔اے جن عصر! اس کو پکڑ لو۔'' چنانچہ

بعض جنوبی علاقوں کے لوگوں میں اس طرح کی باتوں کا عام رواج ہے، اسی کے ساتھ ہی یہ بھی شامل ہے کہ انبیاء، اولیاء یا دیگر صالحین وغیرہ سے دعا کی جائے، فرشتوں سے دعا اور مدد طلب کی جائے، از راہ جہالت یا پہلے لوگوں کی تقلید کی وجہ سے۔ اس طرح کی باتیں بہت سی ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ بعض لوگ ان باتوں کو معمولی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ بس یہ باتیں زبان پر آجاتی ہیں۔ ہمارا مقصد اور عقیدہ یہ نہیں ہے۔ مذکورہ سوال کرنے والے بھائیوں نے مجھ سے یہ بھی پوچھا ہے کہ جن لوگوں کے اس طرح کے اعمال ہوں، ان سے رشتے ناطے کرنے، ان کے ذبیحہ جانوروں کا گوشت کھانے، ان کے لئے دعا کرنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ شعبدہ بازوں، نجومیوں اور ایسے لوگوں کی تصدیق کرنے کا کیا حکم ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ محض کوئی ایسی چیز دیکھ کر جو مریض کے جسم سے لگی ہو مثلاً عمامہ، شلوار اور دوپٹہ وغیرہ، یہ بتا سکتے ہیں کہ مریض کا مرض کیا ہے اور اس مرض کے اسباب کیا ہیں؟

جواب:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ۔

أَمَّا بَعْدُ:

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر صرف اور صرف اسی کی عبادت کریں۔ دعا، استغاثہ، ذبح، نذر اور دیگر تمام عبادات کو صرف اسی کی ذات گرامی کے لئے خاص قرار دے دیں، اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انہیں اس پیغام کی اشاعت کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو آسمانی کتابیں نازل فرمائیں جن میں سے قرآن کریم سب سے عظیم ترین ہے، اس میں بھی اسی کا بیان اور اسی کی دعوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے ڈرایا گیا ہے، یہی اصل الاصول ملت اور دین کی اساس اور ''لا الله الا الله'' کی شہادت کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔اس سے غیر اللہ کی الوہیت یعنی عبادت کی نفی ہوجاتی اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کے لئے عبادت کا اثبات ہوجاتا ہے اور دیگر تمام مخلوقات میں سے اور کوئی نہیں جس کو عبادت کا مستحق سمجھا جا سکے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں اس کے دلائل بے حد و حساب ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات : ۵۱/۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو (صرف اور صرف) اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (الاسراء:۲۳)

''اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

مزید ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ (البینة :۹۸/۵)

''انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو (تمام باطل ادیان سے منقطع) ہوکر اخلاص عمل کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔''

ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (الغافر : ۴۰/۶۰)

''اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا، یقین جانو جو لوگ میری عبادت سے ازراہ تکبر اعراض کرتے ہیں، عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾

"(اے پیغمبر!) جب میرے بندے آپ ﷺ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو (آپ ﷺ کہہ دیں کہ) میں تو (تمہارے) بہت ہی قریب ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔" (البقرہ:۱۸۶)

ان آیات کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے جنوں اور انسانوں کو (محض) اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ "قضی" کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حکم دیا ہے، اس نے وصیت فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے اور یہ وصیت فرمائی ہے اور اسے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبانی بیان فرمایا کہ بندے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بات بھی واضح فرمادی ہے کہ دعا بھی ایک عظیم عبادت ہے، جو اس سے تکبر کرے گا، وہ جہنم رسید ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف اور صرف اسی سے مدد مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ ہمارے بہت قریب ہے اور اور وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے، لہٰذا تمام بندگان الٰہی پر یہ واجب ہے کہ وہ صرف اپنے رب تعالیٰ ہی سے دعا کریں کیونکہ دعا بھی اسی عبادت ہی کی ایک قسم ہے جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَ نُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

"(اے پیغمبر!) آپ کہہ دیں کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا، سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلے فرماں بردار ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو یہ بتا دیں کہ آپ ﷺ کی نماز اور قربانی یعنی جانور کو ذبح کرنا اور جینا اور مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ تو جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے، وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ جس طرح

غیر اللہ کے لئے نماز پڑھنا شرک ہے، اسی طرح غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا بھی شرک ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نماز و ذبح کو یہاں یکجا ملا کر ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دونوں اللہ وحدہٗ لا شریک لہ ہی کیلئے ہونی چاہئیں تو جو شخص غیر اللہ مثلاً جن فرشتوں، مردوں وغیرہ کے نام پر ذبح کرے اور اس سے ان کا تقرب حاصل کرے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی غیر اللہ کے لئے نماز پڑھے اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ))

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔''

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا گزر ایک قوم کے بت کے پاس سے ہوا جو وہاں سے کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں دیتی تھی جب تک اس بت کے نام پر قربانی نہ دی جائے، تو اس قوم کے لوگوں نے ان میں سے ایک سے کہا کہ قربانی کر۔ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس قربانی پیش کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے کہا، تمہیں قربانی ضرور پیش کرنا پڑے گی خواہ ایک مکھی ہی پیش کرو۔ اس نے مکھی کی قربانی پیش کر دی تو انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا لیکن وہ جہنم رسید ہوا۔ ان لوگوں نے دوسرے آدمی سے بھی یہ کہا کہ قربانی پیش کر تو اس نے کہا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر کوئی قربانی پیش نہیں کر سکتا ان لوگوں نے اس کی گردن اڑا دی تو وہ سیدھا جنت میں چلا گیا۔''

اگر ایک شخص بت وغیرہ کے نام پر مکھی کا چڑھاوا پیش کر کے جہنم رسید ہو سکتا ہے تو وہ لوگ جہنم رسید کیوں نہ ہوں گے جو جنوں، فرشتوں اور ولیوں کو پکارتے، ان سے مدد طلب کرتے، ان کے نام کی نذر مانتے اور ان کے نام پر جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں تا کہ ان کا مال محفوظ رہے، یا مریض کو شفا حاصل ہو یا جانور اور کھیتی باڑی محفوظ رہے یا کوئی جنوں وغیرہ کے ڈر کی وجہ سے ایسا کرے تو یہ لوگ بھی اس کی نسبت بالا ولیٰ مشرک اور جہنم رسید ہونے کے مستحق ہیں جس نے بت

کے نام پر مکھی کی قربانی پیش کی تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ بھی ملاحظہ فرمایئے:

﴿فَاعْبُدِاللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفَىٰ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾ (الزمر : ۳۹/۲،۳)

''پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے۔ یاد رکھو خالص عبادت اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ بزرگ ہم کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ ان میں ان کا فیصلہ کردے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے لوگوں کو اللہ ہدایت سے بہرہ ور نہیں فرماتا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (یونس : ۱۰/ ۱۸)

''اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں نہ کچھ بھلا کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے آسمانوں میں معلوم ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند (بالاتر) ہے۔''

ان دو آیتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوقات میں سے اپنے کارساز بنالئے اور دعا، خوف، امید، ذبح اور نذر وغیرہ کو ان سے وابستہ کر کے ان کی پوجا شروع کر دی اور یہ گمان کیا کہ یہ اولیاء اللہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے اور

اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی شفاعت کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی، ان کے باطل کو واضح کیا، انہیں کاذب، کافر اور مشرک ناموں سے موسوم کیا اور اپنے آپ کو ان کے شرک سے منزہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿سُبْحَٰنَهُ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (یونس : ۱۰/۱۸)

''وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی فرشتہ، یا نبی، یا جن، شجر یا حجر وغیرہ کو پکارے، اس سے مدد طلب کرے، نذر و ذبح کے ساتھ اس کا تقرب حاصل کرے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی شفاعت کی امید رکھے اور یہ گمان کرے کہ یہ اسے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا، یا اس کے مریض کو شفاء، اس کے مال کی حفاظت اور اس کے غائب کو سلامت رکھے گا یا اس طرح کے کچھ اور امور کے بارے میں گمان کرے تو وہ اس شرک عظیم اور اس زبردست مصیبت میں مبتلا ہو گیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ (النساء : ٤/ ٤٨)

''اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا، اس نے بڑا بہتان باندھا۔''

اور فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ (المائدة : ٥/٧٢)

''جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اس پر بہشت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

شفاعت، روز قیامت اہل شرک کو نہیں بلکہ اہل توحید و اخلاص کو حاصل ہو گی جیسا کہ نبی ﷺ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ کی شفاعت کیساتھ لوگوں میں سب سے زیادہ

سعادت مند کون ہوگا؟ فرمایا: ''جس شخص نے اخلاص قلب کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہا۔اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ہر نبی کی ایک دعا ضرور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور ہر نبی نے دنیا ہی میں جلدی سے یہ دعا کر لی لیکن میں نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا ہے، ان شاء اللہ میری شفاعت میری امت کے ہر فرد کو حاصل ہوگی جس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنایا۔''

پہلے زمانے کے مشرکوں کا ایمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب، خالق اور رازق ہے اور انبیاء، اولیاء، ملائکہ اور اشجار و احجار وغیرہ سے انہوں نے اپنا تعلق اس لئے قائم کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کریں گے جیسا کہ سابقہ آیات کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے، لیکن ان کی اس بات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قبول نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں اس کی زبردست تردید فرمائی ہے، انہیں کافر و مشرک کے ناموں سے موسوم کیا اور ان کے اس گمان کی تردید فرمائی کہ ان کے یہ معبودان کی شفاعت کریں گے اور انہیں تقرب الٰہی کے مقام پر فائز کر دیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل آیت کریمہ پر عمل کے پیش نظر اسی شرک کی وجہ سے ان سے اس وقت تک جہاد کیا جب تک کہ انہوں نے عبادت کو صرف اللہ وحدہٗ کے لئے مخصوص نہیں کر دیا تھا:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ (الانفال: ۸/۳۹)

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی فساد عقیدہ) باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتّٰی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، جب وہ یہ کام کریں گے تو مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو بچا لیں گے، سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا'' اس حدیث میں ''حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ'' کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر عبادت کو

صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کردیں۔ مشرک لوگ جنوں سے ڈرتے اوران کی پناہ مانگا کرتے تھے تواس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾

''بات یہ ہے کہ کچھ لوگ (چند انسان) بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے'' (الجن:۶)

اہل تفسیر نے آیت کریمہ میں فزادوھم رھقا کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ انہوں نے ان کے ڈر اور خوف میں اور اضافہ کردیا کیونکہ جن جب یہ دیکھتے کہ انسان ان کی پناہ پکڑتے ہیں تو اس سے ان کے دلوں میں غرور وتکبر پیدا ہو گیا اور انہوں نے انسانوں کو مزید ڈرانا اور خوف میں مبتلا کرنا شروع کردیا تاکہ وہ ان کی زیادہ عبادت کریں اور ان کی طرف رجوع کریں، جنوں کی پناہ کے عوض اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اور اس کے کلمات تامہ کی پناہ پکڑا کریں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

(فصلت: ۴۱/۳۶)

''اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو نازل فرمایا اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی جگہ فروکش ہو اور وہ یہ پڑھ لے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی ہے۔''

تو اسے اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

ان مذکورہ آیات واحادیث سے ایک طالب نجات اور دین کی حفاظت اور چھوٹے بڑے شرک سے سلامتی کے متلاشی کو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مردوں، فرشتوں، جنوں اور دیگر مخلوقات سے تعلق قائم کرنا اور انہیں پکارنا اور ان کی پناہ پکڑنا اور اس طرح کے دیگر امور کو اختیار کرنا زمانۂ جاہلیت کے مشرکوں کا عمل اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کی انتہائی بدترین صورت ہے لہٰذا واجب ہے کہ اسے ترک کردیا جائے، اس سے بچا جائے، اس کے ترک کی دوسروں کو بھی تلقین کی جائے اور ایسا کرنے والے کو منع کیا جائے اور جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ اس قسم کے شرکیہ اعمال میں مبتلا ہے تو یہ جائز نہیں کہ اس سے رشتہ ناطہ کیا جائے، اس کا ذبیحہ کھایا جائے، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے حتیٰ کہ وہ تائب ہو، دعا اور عبادت کو اللہ وحدہ کے لئے خالص کردے۔ دعا بھی عبادت ہے بلکہ عبادت کی روح ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''دعا ہی عبادت ہے۔'' اور دوسری حدیث میں الفاظ یہ ہیں کہ ''دعا عبادت کا مغز ہے'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ ءَايٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۲۱)

''اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں، نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی بھلی لگے، اس سے مومن لونڈی بہتر ہے اور اسی طرح مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں، مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے، مومن غلام بہتر ہے۔ یہ (مشرک) لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بتوں، جنوں اور فرشتوں وغیرہ کی عبادت کرنے والی مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ وہ ایمان لائیں کہ عبادت صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لئے خاص ہے، رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی تصدیق کریں اور آپ کے راستے کی پیروی کریں۔ اسی طرح اس آیت کریمہ میں اس بات سے بھی منع فرمایا کہ مشرکوں کو مسلمان عورتوں کے رشتے نہ دیئے جائیں حتیٰ کہ وہ ایمان لائیں کہ عبادت صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لئے خاص ہے، رسول اللہ ﷺ کی تصدیق واتباع کریں، نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ مومن باندی، آزاد مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ اسے دیکھنے والے اور اس کی بات سننے والے کو کتنی ہی اچھی کیوں نہ معلوم ہو، اسی طرح مومن غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ اسے سننے اور دیکھنے والا اس کے حسن وجمال اور اس کی فصاحت وبلاغت اور اس کی بہادری وغیرہ کی وجہ سے کتنا ہی خوش کیوں نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں یعنی مشرک مرد اور عورتیں اپنے اقوال واعمال اور سیرت وکردار کے اعتبار سے جنت کے داعی ہیں تو یہ دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح اللہ جل وعلا نے منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ فَٰسِقُونَ﴾ (التوبہ: ۹/۸٤)

''اور (اے پیغمبر!) ان میں سے کوئی مرجائے تو کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہونا، یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کرتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان (ہی مرے)۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ منافق اور کافر کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اسی طرح ان کے پیچھے بھی نماز نہ پڑھی جائے، انہیں مسلمانوں کا امام نہ بنایا جائے اور اس کا سبب ان کا کفر، عدم امانت اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی زبردست عداوت ہے اور اس لئے بھی کہ یہ اہل صلوٰۃ و

عبادت میں سے نہیں ہیں کیونکہ کفر و شرک کے ساتھ کوئی عمل باقی ہی نہیں رہتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

اللہ عزوجل نے مردہ ذبیحوں اور مشرکوں کے ذبیحوں کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہوئے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مردار اور مشرک کا ذبیحہ کھانے سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے۔ مشرک چونکہ نجس ہے، اس لئے اس کا ذبیحہ بھی مردار کے حکم میں ہے خواہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہی کیوں نہ لیا گیا ہو کیونکہ مشرک کا اللہ تعالیٰ کا نام لینا باطل ہے اور اسکا کوئی اثر نہیں کیونکہ ذبیحہ عبادت ہے اور شرک عبادت کو رائیگاں کرکے باطل کر دیتا ہے حتیٰ کہ مشرک، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے ہاں البتہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے کھانے کو جائز قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (المائدۃ: ۵/۵)

''اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔''

کیونکہ اہل کتاب آسمانی دین کی طرف منسوب ہیں اور انکا دعویٰ یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں اگرچہ اپنے اس دعویٰ میں وہ جھوٹے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے کائنات کے تمام انسانوں کی طرف اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر سابقہ تمام دینوں کو منسوخ اور باطل کر دیا ہے لیکن اللہ عزوجل نے اپنی حکمت بالغہ اور بہت سے ان اسرار و رموز کے باعث اہل کتاب کے کھانے اور ان کی عورتوں کو ہمارے لئے حلال قرار دیا ہے

جن کی اہل علم نے وضاحت فرمائی ہے لیکن بتوں، مردوں، نبیوں، ولیوں اور دیگر اشیاء کے پجاری بت پرستی کے کھانے یا عورتوں کو ہمارے لئے حلال قرار نہیں دیا کیونکہ ان کا دین بالکل بلاشک وشبہ بے اصل بلکہ سرے سے ہی باطل ہے لہٰذا ان کا ذبیحہ مردار ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔

کسی شخص کا اپنے مخاطب کو یہ کہنا کہ ''تجھ پر جن کا اثر ہے۔'' یا ''تجھے جن نے پکڑ رکھا ہے۔'' یا ''شیطان تجھے لے اڑا ہے'' یا اس قسم کی دیگر باتیں تو یہ گالی گلوچ کے قبیل سے ہیں۔ یہ بات شرک کے قبیل سے نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو اس طرح گالی دینا بھی جائز نہیں۔ ہاں البتہ ان الفاظ کے کہنے والے شخص کا عقیدہ اگر یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت کے بغیر جن، لوگوں میں تصرف کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص جنوں یا دیگر مخلوقات میں سے کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے تو وہ کافر ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک وقادر ہے، وہ نفع اور نقصان دینے والا ہے، اس کے حکم اور اس کی مشیت وقدرت کے بغیر کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیتے ہوئے کہ آپ لوگوں کو یہ عظیم اصول بتائیں، ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ اِنْ أَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

(الاعراف : ۱۸۸)

''اے نبی (ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے، وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔''

اگر ساری مخلوق کے سردار اور ساری مخلوق سے افضل ہمارے پیارے نبی ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر اپنے لئے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو کسی دوسرے کو یہ اختیار کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اس مفہوم کی قرآن مجید میں اور بہت سی آیات ہیں۔

کاہنوں، شعبدہ بازوں، نجومیوں اور ان جیسے دیگر لوگوں سے جو غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں، سوال کرنا ایک منکر امر ہے جو جائز نہیں ہے اور ان کی تصدیق کرنا اس سے بھی زیادہ بڑا منکر ہے بلکہ یہ کفر کی ایک شاخ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''جو شخص کسی نجومی کے پاس جا کر سوال کرے تو چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔'' (صحیح مسلم)

صحیح مسلم ہی میں حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے اور ان سے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اہل سنن نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی بیان کیا ہے کہ ''جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو وہ اس (دین و شریعت) کے ساتھ کفر کرتا ہے جسے محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا ہے۔'' اس مفہوم کی اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کاہنوں، نجومیوں اور ان تمام شعبدہ بازوں سے سوال کرنے سے اجتناب کریں جو غیب کی خبریں دینے کا کاروبار کرتے اور مسلمانوں کو تلبیس میں مبتلا کرتے ہیں خواہ یہ کاروبار طب کے نام سے ہو یا کسی اور نام سے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث کے حوالے سے یہ گزر چکا ہے۔ وہ لوگ بھی اسی ممانعت میں شامل ہیں جو طب کے نام سے غیبی امور بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ کئی لوگ مریض کا عمامہ (رومال و پگڑی وغیرہ) یا مریضہ کا دوپٹہ سونگھ کر یہ بتاتے ہیں کہ اس مریض یا مریضہ نے یہ کام کیا جس کی وجہ سے یہ بیمار ہے حالانکہ مریض کے عمامہ میں ایسی کوئی علامت نہیں ہوتی جس سے اس کے مرض کی نشاندہی ہوتی ہو۔ اس دجل و فریب سے ان لوگوں کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ مبتلائے فریب ہو کر یہ سمجھیں کہ یہ شخص طب میں ماہر ہے، مرض کے اسباب و اقسام سے آگاہ ہے۔ اس طرح کے لوگ بسا اوقات مریضوں کو کچھ دوائیں بھی دے دیتے ہیں، ہوتا یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے ہی شفا مل جاتی ہے لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں شفا ان دوائیوں کے استعمال سے ہوئی ہے۔ مرض کا سبب بسا اوقات ان

جنوں اور شیطانوں کا اثر ہوتا ہے جن کی وابستگی اس معالج سے بھی ہوتی ہے، وہ اسے بعض مخفی باتیں بتادیتے ہیں تو یہ معالج انہی پر انحصار کرتا ہے اور جنوں اور شیطانوں کی ان کے مناسب حال عبادت کر کے انہیں خوش کرتا ہے لہٰذا وہ اس مریض سے اپنا اثر ختم کر دیتے ہیں اور اس اذیت کو ختم کر دیتے ہیں جس میں انہوں نے مریض کو مبتلا کر رکھا ہوتا ہے، چنانچہ جنوں، شیطانوں اور ان سے خدمت لینے والوں کے حوالے سے یہ ایک مشہور و معروف بات ہے۔

مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان سب باتوں سے اجتناب کریں، ایک دوسرے کو بھی ان باتوں کے ترک کرنے کی وصیت کریں، تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر بھروسہ اور اعتماد کریں۔ شرعی دم اور مباح دواؤں کے ساتھ علاج میں کوئی حرج نہیں اور ان اطباء سے علاج کروانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جو حسی اور معقول اسباب کی روشنی میں مرض کی تشخیص اور پھر اسکا علاج تجویز کرتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو بیماری بھی نازل کی ہے، اس کی شفا بھی نازل فرمائی ہے، جس نے اسے جان لیا، جان لیا اور جو نہ جان سکا، وہ نہ جان سکا۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''ہر بیماری کی دوا ہے ،جب بیماری کا علاج صحیح دوا سے کیا جائے تو اللہ کے حکم سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔'' نیز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا'' اے اللہ کے بندو! دوا استعمال کرو، لیکن حرام دوا استعمال نہ کرو۔'' اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کی اصلاح فرمائے، ان کے دلوں اور جسموں کو ہر قسم کی بیماری سے شفا عطا فرمائے، انہیں ہدایت سے سرفراز فرمائے۔ ہمیں اور سب مسلمانوں کو گمراہ کن فتنوں سے اپنی پناہ میں رکھے اور شیطان اور اس کے دوستوں کی اطاعت سے محفوظ رکھے۔

اِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ، وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَى عَبْدِهِ وَرَسُوْلِهِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ، وَآلِهِ وَصَحْبِهِ ۔

جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے سوالات پوچھنے کا حکم:

سوال: ریاض سے برادر صالح علوی بشر نے اپنے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ یمن کے بعض علاقوں میں کچھ لوگ ہیں جو سادات کہلاتے ہیں اور یہ لوگ شعبدہ باز ہیں اور دین کے منافی کئی کام بھی کرتے ہیں مثلاً یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ لوگوں کو پیچیدہ اور نازک بیماریوں سے شفا بخشنے کی قدرت رکھتے ہیں اور اس دلیل کے طور پر وہ اپنے جسم میں خنجر پیوست کر لیتے ہیں یا اپنی زبان کو کاٹ کر دوبارہ جوڑ لیتے ہیں اور اس سے انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ ان میں سے کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نماز بھی نہیں پڑھتے۔ خود تو دوسرے خاندانوں میں شادی کر لیتے ہیں لیکن اپنے خاندان کی عورت کا دوسرے خاندان کے کسی مرد کو رشتہ نہیں دیتے۔ مریضوں کے لئے دعا کرتے ہوئے اس طرح کہتے ہیں کہ اے اللہ! اے فلاں!...... اپنے آباؤ اجداد میں سے کسی کا نام لیتے ہوئے زمانہ قدیم میں لوگ ان کی بہت تعظیم کرتے، انہیں غیر معمولی انسان سمجھتے اور یہ کہتے تھے کہ یہ مقربین بارگاہ الٰہی ہیں بلکہ وہ انہیں رجال اللہ کے نام سے موسوم کرتے تھے، البتہ اب لوگوں کی رائے ان کے بارے میں مختلف ہے خاص طور پر نوجوان طبقہ اور طالب علم ان کے خلاف ہیں جبکہ معمر لوگ اور غیر تعلیم یافتہ لوگ ابھی تک ان کی عقیدت کا دم بھرتے ہیں۔ امید ہے آپ اس موضوع پر روشنی ڈال کر حقیقت حال کو واضح فرمائیں گے؟

جواب: یہ اور ان جیسے دیگر لوگ درحقیقت ان صوفیوں میں سے ہیں جن کے اعمال منکر اور تصرفات باطل ہیں۔ ان کا شمار ان نجومیوں میں بھی ہے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو شخص کسی نجومی کے پاس جا کر کچھ پوچھے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' کیونکہ یہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے اور جنات سے خدمت لیتے ہیں لہٰذا اس حدیث شریف کے پیش نظر ان کے پاس جانا اور ان سے کچھ پوچھنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ''جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے دین و شریعت کے ساتھ کفر کیا جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ﷺ) پر نازل

فرمایا ہے۔''

ان کا غیر اللہ کو پکارنا اور اس کا استغاثہ کرنا یا یہ گمان کرنا کہ ان کے اسلاف اور آباؤ اجداد اس کائنات میں تصرف کرتے یا مریضوں کو شفا دیتے ہیں اور فوت یا غائب ہونے کے باوجود ان کی دعا کو سنتے ہیں تو یہ سب اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ کفر ہے اور یہ سب مشرکین کے اعمال ہیں لہٰذا واجب ہے کہ ان کا اور ان کے پاس جانے، ان سے سوال پوچھنے اور ان کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا جائے کیونکہ ایک طرف ان کے اعمال نجومیوں اور کاہنوں جیسے ہیں تو دوسری طرف ان مشرکوں جیسے ہیں جو غیر اللہ کے پجاری ہیں، غیر اللہ سے استغاثہ کرنے والے ہیں اور غیر اللہ یعنی جنات، مُردوں اور ان لوگوں سے مدد مانگتے ہیں جن کی طرف منسوب ہیں اور جن کے بارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ وہ ان کے آباؤ اجداد اور اسلاف ہیں یا یہ ایسے ہی دیگر لوگوں کو پکارتے ہیں جن کے بارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ انہیں ولایت و کرامت حاصل ہے۔ یہ سب اعمال شعبدہ بازی، کہانت اور نجومیت ہیں اور شریعت مطہرہ میں ان کی تردید کی گئی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ان لوگوں سے بعض منکر تصرفات کا ظہور ہوتا ہے مثلاً اپنے جسموں میں خنجر پیوست کر لینا یا اپنی زبان کو کاٹ دینا تو یہ سب دجل و فریب اور اس جادو کی قسموں میں سے ہے جسے نصوص کتاب و سنت نے حرام قرار دیا ہے اور اس سے اجتناب کرنے کی تلقین کی ہے لہٰذا اس قسم کی باتوں سے ایک عقل مند آدمی کو فریب خوردہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ اس قسم کی باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے فرعون کے زمانہ کے جادوگروں کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ (طه : ٦٦)

''موسیٰ (علیہ السلام) کے خیال میں وہ (رسیاں) ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں ادھر ادھر) دوڑ رہی ہیں۔''

یہ لوگ جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے، انہوں نے جادو، شعبدہ بازی اور کہانت کو یکجا کر لیا ہے۔ نجوم، شرک اکبر، غیر اللہ سے استعانت و استغاثہ اور دعویٰ علم غیب اور کائنات میں تصرف کے دعویٰ کو بھی یکجا کر لیا ہے۔ یہ سب شرک اکبر، کھلم کھلا کفر اور شعبدہ بازی کے وہ اعمال ہیں

جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ نیز ان باتوں میں اس علم غیب کا دعویٰ بھی ہے جسے بجز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ٦٥)

''کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں، اللہ کے سوا غیب نہیں جانتے''

ان سب مسلمانوں پر جو ان حالات سے آگاہ ہیں، یہ واجب ہے کہ وہ ان کی تردید کریں، ان کے سوء تصرف کو واضح کریں اور بتائیں کہ یہ ایک منکر امر ہے۔ ان کے یہ اعمال شرک اور کفر ہیں کہ ان میں شعبدہ بازی، کہانت اور نجومیت ہے، نیز دعویٰ علم غیب بھی ہے اور یہ سب ضلالت، کفر اور باطل کی قسمیں ہیں۔ ان سے اور ان کا ارتکاب کرنے والوں سے بچنا واجب ہے۔ اسی طرح یہ بات کہ دوسرے خاندانوں سے رشتے لے تو لیتے ہیں لیکن ان کو رشتے دیتے نہیں، یہ بھی جہالت وضلالت کی بات ہے، شریعت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ٤٩/ ١٣)

''لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) اللہ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) خبردار ہے۔''

اگر ان کا تعلق سادات یا بنی ہاشم سے ہو تو پھر بھی ان کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بیٹیوں کے رشتے دوسرے خاندانوں کیلئے حرام قرار دیں، یہ بھی ایک منکر امر اور رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کے مخالف ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا حالانکہ یہ اسدیہ ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا نکاح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا حالانکہ یہ قریشی ہیں، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو ہاشم سے نہیں بلکہ بنو عدی سے ہے۔

الغرض اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کا موقف باطل اور سلف کے عمل کے مخالف ہے، لہٰذا واجب ہے کہ انہیں نصیحت کی جائے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں ڈرایا جائے اور کہا جائے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں ان تمام امور سے توبہ کریں جو اس کی شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو ہدایت سے نوازے!

الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ کے فتاویٰ

جادو، جنات، نظر بد اور ان سے بچاؤ کے شرعی طریقے

سوال : جادو کیا ہے، کیا نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ اس بارے میں جو حدیث مبارک مشہور ہے، سند کے اعتبار سے کیا حیثیت ہے؟

ہمارے گھر میں کچھ ہمارے رشتہ داروں نے جادو وغیرہ کیا ہے۔ اس کے آثار میں والدہ محترمہ کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ برائے مہربانی اس بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں؟ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔ محمد یحیٰی مجاہد مرکز الدعوۃ والارشاد لاہور

جواب: صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا اور اس کا کچھ اثر بھی آپ پر ہو گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرما دی۔ قرآن مجید میں:

﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى﴾ (طه: ٦٦-٦٧)

''پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں۔ پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسیٰ۔''

آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔معوذتین پڑھیں۔سورہ البقرہ،آیت الکرسی پڑھیں۔
ان شاءاللہ تعالیٰ شفایاب ہوں گے۔

سوال:(ا) جادو ایک حقیقت ہے۔ہوسکتا ہےاور لوگ کرتے ہیں اور اگر کسی پر وار چل جائے اور انتہائی سخت ہو کرنے والا تو پھر موحد آدمی کو کیا کرنا چاہئے کہ اس سے بچ سکے اور وہ جڑ سے اکھڑ جائے۔اللہ اس کا اثر ہمیشہ کے لئے زائل کردیں اور آئندہ بھی آدمی محفوظ رہ سکے۔

(۲) جو لوگ ایسا کرتے ہیں یعنی تعویذ وغیرہ کروانا یا کسی پتلے وغیرہ پر کرنا،ان کا مقصد دوسروں کو اذیت دینا ہوتا ہے،ان کے بارے میں کیا حکم ہیں؟دونوں کے بارے میں یعنی کرنے والے اور کروانے والے کے بارے میں؟

جواب:(ا) اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرے۔صبح

" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ "

کم از کم سو مرتبہ پڑھے۔ہر نماز کے بعد آخری تین قل پڑھے۔رات کو سوتے وقت تین تین دفعہ آخری تین قل پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں پھونک لگائے۔پھر دونوں ہاتھ اپنے پورے بدن پر پھیرلے۔اس طرح تین بار یہ عمل کرے اور وقتاً فوقتاً پڑھتا رہے۔

﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُوْنَ﴾ (یونس : ۷۷)

"اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے۔"

﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾ (طه : ٦٩)

"اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں آوے۔"

ان شاءاللہ سبحانہ وتعالیٰ جادو کا اثر جانا شروع ہو جائے گا۔

(۲) جادو کرنا یا کروانا گناہ ہے اور کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔

۱۴۱۸/۱۱/۲۵ھ

سوال:(۱) جادو میں نفع ونقصان کا اثر ماننا شرک ہے کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں ۔مافوق الاسباب کی بحث کرتے ہیں ۔پتھر۔ تلوار۔گولی کو ماتحت الاسباب کے تحت لیتے ہیں۔

(۲) نظر بد کوئی چیز نہیں ہے۔کیونکہ یہ بھی جادو کی طرح مافوق الاسباب والی بات ہے اور نظر بد کے علاج کی حدیث کا تو کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں۔

محترم! یہ لوگ حدیث کو بالکل رد نہیں کرتے بلکہ جو حدیث ان کے عقیدے کے خلاف ہوتی ہے، اس کو قرآن کے خلاف باور کراتے ہیں اور Reject کر دیتے ہیں ۔خواہ بخاری ۔مسلم میں ہی کیوں نہ ہو۔(رانا رؤف ارشاد ایڈووکیٹ نیو ملتان ۹۸/۷/۲۵)

جواب:(۱)''جادو میں نفع ونقصان کا اثر ماننا شرک ہے۔''جناب نے دعویٰ کیا ہے، اس کی دلیل تحریر فرمائیں۔آپ کی بات ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع ونقصان کا مالک نہیں'' جادو میں نفع و نقصان کا اثر ماننے سے شرک ہونے کی دلیل نہیں بنتی ۔دیکھئے مسیح علیہ السلام کا اکمہ اور ابرص کو تندرست بنانا نیز مردوں کو زندہ کرنا، مان لینا بھلا شرک ہے؟ جبکہ یہ چیزیں بھی مافوق الاسباب ہیں۔

(۲) ''نظر بد کوئی چیز نہیں'' بھی جناب کا دعویٰ ہے جس کی آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں فرمائی۔ باقی رہا آپ کا قول ''یہ بھی جادو کی طرح مافوق الاسباب والی بات ہے'' تو اس کا حل نمبرا میں بیان ہو چکا ہے۔پھر جناب کے دعویٰ ''نظر بد کوئی چیز نہیں'' کا مفہوم ہے کہ ''نظر نیک کوئی چیز ہے'' جسے آپ تسلیم کرتے ہیں تو غور فرمائیں کہیں ''نظر نیک کوئی چیز ہے'' بھی جادو کی طرح مافوق الاسباب والی بات نہ ہو؟

آپ نے لکھا ہے ''یہ لوگ حدیث کو بالکل رد نہیں کرتے بلکہ جو حدیث ان کے عقیدے کے خلاف ہوتی ہے، اس کو قرآن کے خلاف باور کراتے ہیں'' تو محترم حدیث کے کسی کے عقیدے کے خلاف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث قرآن کے بھی خلاف ہو تاوقتیکہ وہ آیت نہ پیش کی جائے جس آیت کے حدیث کو خلاف کہا جا رہا ہے مثلاً رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے

''اَلْعَیْنُ حَقٌّ'' اب اس کو قرآن مجید کے خلاف کہا جا رہا ہے تو صرف اتنی بات کہہ دینے سے تو یہ حدیث یا کوئی دوسری حدیث قرآن مجید کے خلاف تو نہیں بن جائے گی۔ ہاں انصاف کا تقاضا ہے کہ وہ آیت پیش کی جائے جس میں آیا ہو ''اَلْعَیْنُ لَیْسَتْ بِحَقٍّ'' یا ''اَلْعَیْنُ بَاطِلٌ'' یا ''اَلْعَیْنُ لَیْسَتْ بِشَیْءٍ'' تو جب قرآن مجید میں ''نظر کوئی چیز نہیں'' پر دلالت کرنے والی کوئی آیت ہے ہی نہیں تو آپ خود غور فرمالیں حدیث ''اَلْعَیْنُ حَقٌّ'' کو قرآن مجید کے خلاف کہنا کہاں تک درست ہے؟ (۱۸/۵/۱۴۱۹ھ)

سوال: میں قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ جنات کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ بطور موکل جس طرح کہا سنا جاتا ہے، استعمال ہوتے ہیں۔ کیا انسانی علماء کرام سے اب بھی علم حاصل کرتے ہیں؟ (محمد یحییٰ مجاہد۔ لاہور)

جواب: (۱) قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ جن اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ انسانوں کو بسا اوقات ماتحت الاسباب نفع ونقصان بھی پہنچا لیتے ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو

﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾

''اور نہیں تم چاہتے مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا مالک ہے'' بعض لوگوں کا دعویٰ کہ ہم نے جن قابو کیے ہوئے ہیں، جیسے ہم چاہیں ان کو استعمال کر لیتے ہیں اس کا مجھے علم نہیں۔ کسی جنوں کے ساتھ واقفیت رکھنے والے سے پوچھ لیں۔ پھر آپ جانتے ہیں کہ جن ہمیں نظر تو آتے نہیں اور اگر خفیہ طریق سے کسی عالم دین سے وہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہوں تو ایسا ہو سکتا ہے (احکام ومسائل از حافظ عبدالمنان نور پوری ﷫ ۷۳۔۷۶)

جادو اور شیطانی و جناتی اثر وغیرہ سے بچنے کے لئے مسنون اعمال

از: الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ مدیر جامعات جماعۃ الدعوۃ پاکستان

میں اپنے تمام مسلم بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ آپ خواہ بیمار ہیں یا کوئی شیطانی و جناتی اثر ہے یا جادو کا اثر ہے' ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والوں کے پاس ہرگز نہ جائیں بلکہ سنت سے ثابت شدہ اعمال پر قائم رہیں۔ مومن پر آزمائش آتی ہے۔ جب وہ قائم رہتا ہے تو اللہ تعالی عافیت دیتا ہے اور قائم رہنے کا انعام بھی دیتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسے کئی اذکار اور مسنون دعائیں موجود ہیں جن کو اختیار کرنے سے انسان ہر شیطانی اثر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے ایسے تین اہم اعمال درج کرر ہے ہیں جو انسان کو تمام شیطانی بلاؤں سے بچائے رکھنے کے لئے کافی ہیں۔

○ **پہلا عمل** سورۃ فاتحہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قرآن کی سب سے بڑی سورہ قرار دیا ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحة الکتاب)

صحیح بخاری میں ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرب کے ایک سردار کو جسے سانپ نے ڈس لیا تھا' فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ درست ہوگیا اور اس نے تیس بکریاں دیں۔ اور ابوداؤد میں ہے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ایک پاگل آدمی کو ایک صحابی نے تین دفعہ صبح شام فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ تندرست ہوگیا اور اس کی زنجیریں اتر گئیں۔

فتح الباری میں ہے کہ ابوسعید نے فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ بہتر ہے کہ ایسا تین مرتبہ کیا

جائے کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تین مرتبہ آیا ہے۔ (فتح الباری شرح حدیث 2276) سورۃ فاتحہ بسم اللہ سمیت پڑھنی چاہئے۔

○ **دوسرا عمل** آیۃ الکرسی (البقرہ-255) ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسے قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت قرار دیا گیا ہے۔ آیۃ الکرسی ہر نماز کے بعد کم از کم ایک مرتبہ پڑھنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص ہر نماز کے کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا' اسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے علاوہ کوئی چیز نہیں روکے گی۔

(شعب الایمان کتاب التاسع عشر من شعب الایمان ہو باب فی تعظیم القرآن،باب تخصیص آیۃ الکرسی بالذکر)

اس کے علاوہ ایک مرتبہ سوتے وقت پڑھنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہو جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الوکالۃ ،باب اذا وکل رجلا فترك الوكيل شيئاً فاجازه)

○ **تیسرا عمل** معوذات یعنی آخری تینوں قل ہیں۔ یہ صبح و شام تین تین مرتبہ اور ہر نماز کے بعد ایک ایک مرتبہ پڑھنے چاہئیں۔

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو یہ تینوں سورتیں ایک ایک دفعہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک لیتے اور وہ ہاتھ جسم کے جس جس حصے تک پہنچ سکتے' وہاں پھیر لیتے۔ یہ عمل آپ ﷺ تین دفعہ کرتے۔

(بخاری کتاب المغازی ،باب حرض النبی ﷺ وقول الله انك ميّت وانّهم ميّتون)

○ **علاوہ ازیں** جائز ادویہ سے علاج کرانا بھی سنت ہے۔

قرآن مجید کی سب سے بڑی سورہ' سب سے بڑی آیت اور پناہ کے لئے سب سے موثر سورتوں اور جائز ادویات سے علاج کا طریقہ اختیار کرنے کے بعد اہل ایمان کو اللہ کے فضل و کرم پر یقین رکھنا چاہئے۔ اگر آزمائش کچھ لمبی ہو جائے تو اللہ کا دروازہ چھوڑ کر شرک کی نجاست سے آلودہ نہ ہوں بلکہ اسی ایک دراوزے پر بیٹھے رہیں کیونکہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں کہ آپ کو وہاں سے کچھ مل سکے۔

صحت وتندرستی کا حصول اور جادو، جنات اور آفات ومصائب سے بچنے کا حل

الشیخ ابوالحسن مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کا ایمانی نسخہ

اللّٰہ وحدہٗ لا شریك لہٗ کی طرف سے انسان پر بے شمار انعامات کئے گئے ہیں۔اس کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار انسان کے بس سے باہر ہے۔مسلمان پر اسلام وایمان کی نعمت کے بعد صحت وتندرستی بہت بڑا احسان ہے۔نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شروع سال میں رسول اللہ ﷺ میری اس جگہ کھڑے تھے۔پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ پھر فرمایا۔تم سچائی کو لازم پکڑو۔وہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچو۔وہ برائی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں دوزخ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کامل صحت مانگو اس لئے کہ یقین وایمان کے بعد صحت وتندرستی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں (الحدیث)

[صحیح ابن ماجه کتاب الدعا بالعفو والعافیة (۳۱۱۸)مسند حمیدی(۷)]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر کہتے ہوئے سنا۔انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شروع سال میں اس دن یہ کہتے ہوئے سنا۔انہوں نے فرمایا:

”لم تُوْتَوا شیئاً بعد کلمة الاخلاص مثل العافیة فاسئلوا اللہ العافیة“

''تم کلمہ اخلاص کے بعد کامل صحت جیسی کوئی چیز نہیں دیئے گئے پس اللہ تعالیٰ سے کامل صحت وتندرستی کا سوال کرو۔

[مسند احمد ١/٤ کتاب الشکر لابن ابی الدنیا](١٥١)شعب الایمان (١٤٤٠) ١٦١/٢ (١٤٦، ١٠١) ٧/٧ ٢٣٧ مسند ابی یعلیٰ (٧٤) ١/٧٦، صحیح ابن حبان (٩٤٦)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیدۂ توحید اور کلمۂ اخلاص کے بعد صحت وتندرستی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اگر انسان صحت منداور تندرست ہو، پھر ہی اعمال خیر صحیح انجام دے سکتا ہے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے صحت وتندرستی مانگا کرو۔

ایک مرتبہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے صحت وتندرستی مانگ۔فرماتے ہیں، میں کچھ دن ٹھہرا۔پھر آیا۔میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ، مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں۔آپ ﷺ نے مجھے کہا:

"یا عباس یا عم رسول اللہ سل العافیة فی الدنیا والآخرة"

''اے عباس، اے اللہ کے رسول ﷺ کے چچا، اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگو۔

[ترمذی کتاب الدعوات باب ٨٩ (٣٥٢٥)مسند احمد ١/٢٠٩ کتاب الشکر لابن ابی الدنیا (١٥٠)]

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صحت وعافیت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہئے۔جب صحت وتندرستی ہوگی تو انسان حقوق اللہ اور حقوق الناس کی ادائیگی صحیح طور پر کر سکے گا۔لیکن لوگوں کی اکثریت اس سے دھوکہ میں پڑی ہوئی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے

"نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ"

تندرستی اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں۔

[صحیح البخاری کتاب الرقاق باب الصحة والفراغ (٦٤١٢)ترمذی کتاب الزهد (٢٣٠٤)ابن ماجه (٤١٧٠) مسند احمد (١/٣٤٤) بیهقی (٣/٣٧٠)مستدرك حاکم (٤/٣٠٦)حلية الاولياء (٣/٧٤، ٨/١٧٤)]

ہمیں چاہئے کہ عقیدہ توحید، ایمان و یقین کی پختگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے صحت و تندرستی جیسی نعمت مانگتے رہیں اور اس نعمت سے صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق بھی طلب کرتے رہیں۔ دعا بھی بیماریوں کے ازالے کا بہت بڑا علاج ہے لیکن آج مادہ پرستی کے دور میں دعا کے اس طریقہ علاج سے لوگ بالکل غافل اور بے خبر ہیں۔ اچھے بھلے لوگ اس کی افادیت کا انکار کر رہے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟ جب تمام امور کا مالک، نافع وضار ہر چیز کا اختیار رکھنے والا، صحت و تندرستی دینے والا صرف اور صرف الله وحده لا شريك له ہے، وہ شفا دینے والا اور اسباب پید اکرنے والا ہے تو مسبب الاسباب کو چھوڑ کر اسباب کے پیچھے زندگی کھپا دینا کونسی عقلمندی ہے ۔ وسائل کے حصول میں اپنی زندگی کو داؤ پر لگا کر وسائل پیدا کرنے والے سے غافل ہونا دانشمندی نہیں۔ عقل و دانش تو اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہمیں ہر نعمت اللہ رب ذوالجلال والاکرام سے طلب کرنی چاہئے جو نعمتیں پیدا کرتا ہے اور ان کا مالک و مختار ہے۔ حق تعالیٰ کا در اقدس ترک کر کے غیر اللہ کے در پر جھکنے والے اور بزرگوں کے مزارات و آستانوں پر جا کر ان سے مانگنے والے تو اکثر و بیشتر ضروریات زندگی ہی طلب کرتے ہیں۔ کوئی اولاد کا سوال کرتا ہے تو کوئی اپنے کاروبار زندگی میں اضافے کی دعا کرتا ہے۔ کوئی اس بات کا تقاضا کر رہا ہوتا ہے کہ میں آفات و بلیات، مصائب و آلام اور دشمنوں کی چالوں سے بچ جاؤں۔ میرے اور میرے گھر پر شیاطین و جنوں کا سایہ نہ ہو، میری دکان پر گاہکوں کی کثرت ہو۔ میری اولاد اچھے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جائے وغيرها من امور الدنيا۔ حالانکہ یہ بزرگ اور یہ آستانے ان اشیاء کے قطعاً مالک نہیں۔ ہر چیز کا مالک صرف اللہ ہے۔ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہ تو خود انسان سے کہتا ہے کہ تم مجھ سے مانگو۔ ایک مقام پر فرمایا:

﴿واسئلو الله من فضله﴾ (نساء)

''اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فابتغوا عندالله الرزق﴾ (العنکبوت : ۱۷)

"تم اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرو"

کیونکہ غیر اللہ تمہارے رزق کے مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی کرنے والے نجومیوں، کاہنوں، جادوگروں اور ہر کسی کی قسمت کے مالک بنے ہوئے لوگوں کے آگے دامن پھیلا کر ان سے دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا کہاں کا اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو کفار ہوتے ہیں۔ مسلمان آدمی کبھی بھی رحمت باری تعالیٰ سے ناامید نہیں ہوتا۔

[ماخوذ از مقدمه حرز المومن مع حك و اضافه]

لیکن افسوس در افسوس یہ ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ کر اپنی حاجات غیر اللہ کے آگے رکھ دی ہیں۔ اور ایسے ایسے لوگوں کے در پر جا کر جھک جاتے ہیں جو دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے ساتھ ساتھ مال و دولت بھی لوٹ لیتے ہیں۔ عصر حاضر میں کئی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس طرح کے دھندے شروع کر رکھے ہیں۔ اور لوگوں کی ایمانی کمزوری سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جن کے گھروں میں شیطنیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسے جیسے وہ اللہ سے دور ہوتے جاتے ہیں، شیاطین کے دوست بنتے جاتے ہیں۔ جب شیاطین سے ان کا تعلق مضبوط ہوتا ہے تو وہ مختلف شیطانی وساوس اور ابلیسی مخمصوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور کئی جسمانی اور روحانی بیماریوں میں پڑ جاتے ہیں اور کئی لوگ مستقل طور پر سحر و جادو سیکھتے ہیں اور لوگوں کو تکالیف میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو جائے، وہ جادو وغیرہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی احادیث صحیحہ میں بہت سی دعائیں اور اذکار ملتے ہیں جن کے پڑھنے سے انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو جاتا ہے اور وہ شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔ اور جسمانی و روحانی تکالیف سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

کیا جادو کا توڑ جادو سے جائز و ممکن ہے؟:

کئی لوگوں کا کہنا ہے کہ جادو، ٹونے وغیرہ کا توڑ وہی کر سکتا ہے جو جادو کا عمل جانتا اور کرتا ہو حالانکہ جادو سیکھنا سکھانا بالکل کفر ہے۔ اس کا توڑ جادو سیکھ کر بھی نہیں ہوتا بلکہ اذکار مسنونہ اور

ادعیہ ماثورہ میں اس کا حل موجود ہے اور مجرب ہے۔

ایک دفعہ ایک غازی محمد ایوب بھائی نے بتایا کہ سبزہ زار (لاہور) میں میرے ایک دوست کے گھر بڑی پریشانی لاحق ہے۔ ان کی بھانجی کو طلاق ہوئی ہے اور اس لڑکی کے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ لڑکی کی والدہ نے سبزہ زار میں اپنی رہائش کے لئے ایک مکان تعمیر کروایا ہے تو لڑکی کو جب طلاق ہوئی تو اس کے شوہر نے اس مکان پر قبضہ کرنا چاہا لیکن ناکام رہا تو اس نے شیطانی ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا کوئی عامل جادوگر دوست تھا۔ بالآخر ان کے جادو کے وار سے شیاطین نے انہیں زبردست نقصان پہنچایا۔ میں اس بھائی کے ساتھ ان کے گھر گیا۔ شیاطین نے ان کے گھر پہلے لڑکی کے بیڈ کو آگ لگائی۔ پھر کچھ روز بعد ان کے بہت سارے کپڑے جل گئے۔ یہ جلی ہوئی چیزیں میں نے بذات خود دیکھیں۔ لڑکی کے ساتھ اس گھر میں اس کا ماموں مع اہل وعیال آج کل رہائش پذیر ہیں۔ اس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے جھگڑے کی ساری تفصیل سنائی اور جلے ہوئے اوراق، کپڑے، بستر وغیرہ دکھلائے۔ راقم نے ان کے گھر کا معائنہ کیا۔ جتنی (جاندار) تصویریں تھیں، ختم کروائیں ۔ عقیدۂ توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت بتائی اور شرکیہ اعمال و وظائف سے منع کیا۔ مجھ سے قبل کسی آدمی نے کچھ وظائف فوٹو سٹیٹ کروا کر ان کے گھر کے تمام کمروں میں آویزاں کئے ہوئے تھے۔ جب میں نے وہ وظائف دیکھے تو تقریباً ان میں شرکیہ وظائف موجود تھے۔ ان تمام کاغذوں کو اتروا کر اپنے ساتھ لے آیا۔

جب انہیں عقیدۂ توحید سے آگاہ کیا تو لڑکی کے ماموں نے بتایا کہ میرا تو اس چیز پر پہلے ہی ایمان ہے لیکن انسان کمزور ہے، دھوکے میں آ جاتا ہے۔ بالآخر میں نے انہیں صبح و شام کے اذکار، نمازوں کے بعد کے اذکار اور رات کو سونے کے اذکار بتائے اور پھر انہیں اذکار کے چھپے ہوئے کارڈ زدیئے اور انہیں پڑھنے کی تلقین کی۔ اور گھر میں سورۂ البقرہ کی تلاوت کا بھی کہا۔ انکے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو باپردہ رہنے کی بھی تاکید کی۔ یہ بھی یادر ہے کہ ان کی طلاق یافتہ بچی کے اوپر جادو کا بہت زیادہ اثر تھا۔ جب انہوں نے اذکار پر عمل شروع کر دیا تو تین دن بعد ہم دوبارہ گئے تو

وہ لوگ انتہائی خوش تھے اور شکریہ ادا کرنے لگے۔ پھر اس کے بعد سہ بارہ ہمارا جانا ہوا تو انہوں نے یہی بتلایا کہ جس دن سے یہ اذکار اور نمازوں کی پابندی شروع کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہماری جان شیاطین سے چھڑا دی ہے۔

اگر ہم رسول کریم ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان شیطانی چالوں سے بچ سکتے ہیں۔ مسنون اذکار کیلئے حصن المسلم، حصن المجاہد اور حرز المومن تالیف مولانا رشاد الحق اثری حفظہ اللہ وغیرہ اچھی کتابیں ہیں۔ اس مضمون میں ایک دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

سیدنا عبدالرحمٰن تمیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات شیاطین آگ لے کر آئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو جلانا چاہتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے آپ کو یہ دعا پڑھنے کے لئے اللہ کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے دعا پڑھی تو وہ آگ ختم ہو گئی اور شیاطین بھاگ گئے۔

وہ دعا یہ ہے:

”اَعُوْذُ بِكَلِمَا تِ اللّٰهِ التَّا مَّات الَّتِی لَا یُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَا جِرٌ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزَل مِنَ السَّمَا ءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِيْ الْأَرْضِ وَبَرَءَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَا رِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَا رِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ“

”میں اللہ کے تمام کلمات کی پناہ لیتا ہوں جن سے کوئی نیک اور نہ کوئی گناہ گار تجاوز کر سکتا ہے، اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور پراگندہ کی اور برابر کی اور اس شر سے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور اس شر سے جو آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور زمین میں پھیلنے والے اور پیدا ہونے والے شر سے اور اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے اور رات کو ہر آنے والے کے شر سے مگر وہ رات کو آنے

والا جو بھلائی کے ساتھ آتا ہے اے رحمٰن۔"

[مسند احمد ٤١٩/٣،مسند ابی یعلیٰ ٢٣٨/١٢،عمل الیوم واللیلة لابن السنی ٦٣٧،مجمع الزوائد ١٣٠/١٠،موطا مالك كتاب الشعرص ٧٢٥]

میرے بھائیو! اذکار مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ کو حرز جان بنالیں اور کثرت کے ساتھ استغفار کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور شیاطین کی چالوں اور جادوگروں کے شر سے بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ صحیح عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور صحت وتندرستی کے ساتھ زندہ رکھے اور حقوق اللہ اور حقوق الناس کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین۔